مختلف کیٹیگریز میں ڈھیر سارے مکمل ناول پڑھنے کیلئے ہمارا یہ واٹس ایپ چینل جوائن کیجئے

👇👇👇👇

Classic Urdu Material WhatsApp Channel

ڈیئر ریڈرز اگر آپ سے لنکس اوپن نہیں ہو رہے تو آپ ہمارے کلاسک وٹس ایپ چینل پر جا کر ان تمام لنکس کو ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں۔

آپ کو ہماری ویب سائٹ کلاسک اردو میٹریل پر ہر قسم کے ناولز مل جائیں گے ویب سائٹ لنک نیچے ہے کلک کیجیے

https://classicurdumaterial.com/

ایف بی کے کچھ ایشوز کی وجہ سے بعض اوقات ایف بی پر لنکس اوپن نہیں ہوتے۔ یہ تمام لنکس آپ کو ہمارے کلاسک وٹس ایپ چینل پر مل جائیں گے۔ چینل کا لنک اوپر دیا گیا ہے آپ اُس پر کلک کریں اور چینل کو فالو کریں اور ڈھیر سارے ناولز ڈاؤنلوڈ کریں

اور اگر آپ آڈیو ناول سننا پسند کرتے ہیں تو ہمارے آڈیو ناول یوٹیوب چینل کو سبسکرائیب کیجیے لنک نیچے ہے

Classic Urdu Novels

کلاسک اردو میٹریل کارپوریشن

وفا کا جنون

ثنا سفیان خان

نوٹ۔۔۔ناول۔۔وفا کا جنون! کے تمام جملہ حقوق مصنفہ کے پاس محفوظ ہیں،ان کی پرمیشن کے بغیر کاپی پیسٹ کرنا منع ہے،بذات خود رائٹر خلاف ورزی کرنے والے کے اگینسٹ سخت ایکشن لینے کی مجاز ہو گی۔)

لوگوں کی چہل پہل کے ساتھ ہی نیوز اینکر کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔کوئی میڈیا روم میں تھا تو کوئی اس وقت خبریں لانے گیا تھا۔ سبھی اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔

بلو جنس پر فیروزی جارجٹ کے فراق میں ہم رنگ دوپٹہ کندھے پر رکھے سر پر سیاہ اسکارف اوڑھے وہ بہت ہی پرکشش لگ رہی تھی۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

ایک فون کال موصول ہونے کے بعد وہ فوراً اپنا ضروری سامان لیتے ہوئے پہلے آفس روم کی طرف بڑھی اور اجازت ملتے ہی اندر داخل ہو گئی۔۔

"سر مجھے ایک لیڈ ملی ہے، میں بس وہیں کے لئے نکل رہی ہوں۔۔!!" نیوز چینل کے ایڈیٹر ان چیف فرحان صدیقی سے ان کے نیوز چینل کی سب سے ٹاپ کرائم رپورٹر دعا چودھری اسے انفام کر رہی تھی۔۔

"کیسی لیڈ۔۔؟" کرسی پر بیٹھا شخص اس لڑکی کے پر سکون چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ نیوز بہت بڑی ہو گی اس لئے ہی وہ پر سکون نظر آ رہی ہے۔۔

"سر پاشا کے آدمیوں اور ایک گینگ سے ان کی کوئی ڈیل ہے جو ابھی ایک ہوٹل میں ہونی ہے۔ سر میں اپنی جان لگا کر پوری کوشش کرونگی کی ان کی ایک ایک حرکت اپنے کیمرے میں لے کر آؤں، کیونکہ ایسے لوگوں کا چہرہ سرے عام کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ سر اس پاشا کا پردہ فاش جب ہمارے چینل سے ہو گا ناں تو تبھی ہمارا چینل نمبر ایک چینل بنا رہے گا۔۔!!" وہ چھوٹی سی لڑکی بہت پر عزم تھی، ان لوگوں کے لئے نفرت اس کے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی۔۔

"دعا وہی پاشا ناں جو پچھلے کئی سالوں سے روپوش ہو گیا تھا لیکن اب پھر دوبارہ اپنا پیر جمانا شروع کر چکا ہے۔۔!!"فرحان صدیقی کے چہرے پر الجھن در آئی۔۔

"ہاں سر وہی پاشا جس نے ایک کالج کی لڑکیوں کے گروپ کو کڈنیپ کرنے کے بعد تعوان نہ ملنے کی صورت میں مار کر پھینک دیا تھا۔ سر آج کل شہر میں پھر سے کرائم بڑھ گیا ہے۔ یہ لوگ دن دھاڑے کسی کو بھی مار کر پھینک دیتے ہیں، رحم تو ان کے اندر ہے ہی نہیں۔۔!!"وہ تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے اب اجازت طلب کرنے لگی۔۔

"دعا چودھری اپنا پورا خیال رکھنا اور اپنے موبائل کے لوکیشن آن رکھنا، مدد کی ضرورت ہو تو کسی اور کو بھی ساتھ لے جا سکتی ہو۔۔!!"وہ فکر مندی سے تاکید کرنا نہیں بھولا۔۔

"نہیں سر آج تک میں تنہا ہی اپنا کام کرتی رہی ہوں، آج بھی تنہا ہی جاؤ نگی۔۔!!"وہ پورے عزم کے ساتھ اپنے وطن کی خدمت کے لئے تیار تھی۔اسے جنون کی حد تک اپنے وطن سے محبت تھی، ڈر نام کی تو چیز ہی نہیں تھی دعا کے اندر، ہاں لڑکیوں والا ڈر تو کوئی نہیں جانتا کہ کس کے اندر ہے اور کس کے نہیں۔۔؟دعا کو بھی کاکروچ، چھپکلی اور چوہے، یہ تین چیز اسے کسی گینگ کے بہت بڑے غنڈے لگتے

تھے۔اصلی غنڈوں کو دیکھ کر دعا کی چیخ نہیں نکلتی تھی لیکن چوہے، چھپکلی اور کاکروچ کو دیکھ کر دعا کی ایسی چیخ نکلتی تھی کہ نشا کی دوا لے کر گرا ہوا انسان بھی اٹھ جائے۔۔

★

شہر مصنوعی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔شام تاریک رات میں تبدیل ہو چکی تھی۔اسے ہوٹل پہونچتے شام کے پانچ بج گئے تھے۔اپنے بالوں کو سائیڈ پف بنا کر کلپ پر اسپائی کیمرہ سیٹ کیے وہ اندر چلی گئی۔۔

بہت خوبصورت ہوٹل تھا۔وہ سیڑھیوں سے جیسے ہی دوسرے فلور پر پہنچی اپنی ہی دھن میں مگن وہ سامنے سے آتے ہوڈی پہنے ہوئے مضبوط توانا شخص کو نہ دیکھتے ہوئے اس سے ٹکرا گئی۔۔

اتنی شدید سر میں چوٹ لگی کہ وہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانے کی وجہ سے فرش پر گھٹنوں کے بل گر پڑی۔۔

"یا اللہ۔۔! یہ انسان ہی تھا یا ہمالیہ پہاڑ۔۔؟" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اس انسان کو گھورنا چاہا لیکن وہ اسے دور جاتا ہوا دکھائی دیا۔۔

کیسا بے حس شخص تھا جس کے اندر میرز نام کی کوئی چیز ہی نہیں تھی۔لڑکی سامنے گری پڑی ہے اور اس انسان نے پوچھنا تک گوارا نہیں کیا۔۔

"آج کل کے لوگوں میں تو اخلاق نام کی چیز ہی نہیں ہے۔میں اگر کسی کو اس طرح ٹکر مارتی اور سوری نہیں بولتی تو اپنی امی کی چھ نمبروں کے چپل کا دیدار ضرور کر لیتی۔۔!!"اس کی پشت کو گھورتے ہوئے اپنے دل کی گہرائیوں سے اس انسان کو کوسنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو سہلاتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"چل اٹھ دعا اس وقت تمہارے وطن کو تمہاری ضرورت ہے،جب اگلی بار اِس ماؤنٹین مین کا چہرہ سامنے آئے تو بے بھاؤ کی سنانا۔۔!!"اس نے دل ہی دل میں خود کو تسلی دے کر آگے بڑھی۔۔

وہ اس بڑے سے ہال کی طرف بڑھی اور اندر سے آتی آواز سن کر وہیں کھڑکی کے قریب کھڑی ہوئی۔۔

دو ماہ سے وہ ان کے پیچھے لگی ہوئی تھی لیکن آج سہی خبر ملنے پر وہ ان تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی اب بس اسے اپنا کام کرنا تھا جو کہ اس کے لئے مشکل نہیں تھا۔۔

اس نے کھڑکی کو ہلکا سا دھکا دیا اور تھوڑی سی جگہ بنا کر کیمرے میں ریکارڈ کرنے لگی۔ کیمرہ اس کے کلپ پر لگا ہوا تھا اس لئے اس کو اپنے چہرے کو تھوڑا سا موڑنا پڑا۔۔

ان لوگوں میں اسی ماؤنٹین مین کو دیکھ کر اس کے چہرے کے تاثرات سخت گیر ہو گئے۔۔

"اوہ۔۔! یہ تو وہی ہوڈی والا ہے، اخلاق سے کھالی انسان، غنڈہ، موالی کہی کا، رُک تمہارا پردہ فاش تو دعا چودھری ہی کرے گی۔۔!!" خود کو پر سکون کرتے ہوئے اس نے بڑی مہارت کے ساتھ ریکارڈنگ کر کے نکلنے لگی جب موبائل اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر گرا اور اس خاموش فضا میں آواز پیدا کر دیا۔۔

ہال میں جمع سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کے ماتھے پر پسینہ چمکا جب اس کو لگا کہ وہ اب پکڑی ضرور جائے گی۔ وہ وہی فرش پر بیٹھ گئی اور موبائل اٹھا کر جھکتے ہوئے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

ان میں سے ایک آگے بڑھنے لگا جب اس خاموش فضا میں ایک بھاری گمبھیر آواز ان کے سماعت تک رسائی حاصل ہوتے ہی وہ وہیں تھم گیا۔۔

"وہیں رک جاؤ،اور پیچھے کے دروازہ سے تم لوگ نکلو، میں وہاں جو کوئی بھی ہو گا اسے دیکھ لوں گا۔۔!!"دھاڑ کی صورت میں نکلتی یہ آواز وہاں ہر ایک کو سہما گئی۔۔

پاشا کا داہنا ہاتھ کہے جانے والا تیجا جو بہت جلدی پاشا کی گینگ میں آ کر اس کا یقین جیت لیا اور پاشا کا داہنا ہاتھ بن گیا۔آج کی ڈیل بھی پاشا کے بجائے تیجا ہی کر رہا تھا۔تیجا کا چہرہ آج تک اس کی گینگ کے لوگوں نے بھی نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ ایک ہوڈی پہنتا تھا جس سے اسکا آدھا سے زیادہ چہرہ چھپ جاتا تھا۔ صرف تھوڑی اور نچلا ہونٹ، ہلکی داڑھی ہی ہمیشہ ہر کسی کو نظر آتی تھی۔تیجا کا داہنا گال جلا ہوا تھا اس لئے وہ اپنا چہرہ کسی کو نہیں دکھاتا تھا۔۔

★

چودھری فیملی کی سربراہی کرسی سمیت باقی سبھی کرسیاں کھالی تھی کیونکہ اس وقت ابھی صبح کے سات ہی بجے تھے اور سب لوگ ناشتہ صبح نو بجے کرتے تھے لیکن گھر کی سب سے لاڈلی پوتی اس وقت انہاک سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔۔

"نبا تم تو ایسے ناشتہ کر رہی ہو جیسے تم یونیورسٹی کی

کینٹین نہیں جاؤ گی۔۔!!"وہ صبح کا ناشتہ کرنے میں بڑی دل جمعی سے لگی ہوئی تھی جب سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ کر انہوں نے طنزیہ انداز اپنایا۔۔

"دیکھیں پارٹنر سب کچھ اپنی جگہ لیکن مجھے آپ کا طنز کچھ خاص ہضم نہیں ہوا، یار آپ کے لئے اپنی نیند کی قربانی دے رہی ہوں کیا یہ کافی نہیں ہے جو آپ مجھ معصوم سی بچی پر ترس کھانے کے بجائے گھورنے کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔۔!!"بڑی ہی معصومیت سے جواب گوش گزار کیا گیا۔۔

"چلو اب میرے لئے یہ احسان عظیم کر ہی دیا ہے تو ایک اور احسان کرو کہ گاڑی میں چل کر بیٹھو، مجھے آج آٹھ بجے تک یونیورسٹی ہر حال میں پہنچنا ہے۔۔!!"بیگ کندھے پر ڈال کر گاڑی کی چابی ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے وہ لان کی طرف بڑھیں جب پیچھے سے نبا بھی بیگ لے کر بھاگی۔۔

"پارٹنر وہ دو چڑیل اپنی نیند پوری کرنے میں لگی ہوئی ہیں اور زرا ہمیں کوئی دیکھے۔۔؟ہم بے ضرر سی دو شیزہ اپنے خواب گاہ سے نکل کر دنیا کی سب سے بورنگ جگہ جا رہے ہیں۔۔!!"اس کی دہائیوں پر وہ زیرِ لب مسکراتی ہوئی گاڑی گیٹ سے نکال کر روڈ پر لے آئی۔۔

"لگتا ہے تم نے غور نہیں کیا کہ بقول تمہارے وہ دونوں چڑیل صبح فجر کے وقت سے اٹھی ہوئی ہیں۔۔!!"بڑی مہارت سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے نبا کو لاجواب کیا۔۔

"آپ مجھ سے زیادہ ان دونوں کو پیار کرتی ہیں۔۔؟"اس نے منہ بسورے کہتے ہوئے اسے مسکرانے پر مجبور کیا۔۔

"ہاہاہاہا نہیں یہ الزام ہے مجھ پر کیونکہ میرے لئے میری تینوں گڑیا بہت عزیز ہیں اور میں تم سب سے ایک برابر محبت کرتی ہوں۔۔!!"انہوں نے خود پر سے الزام ہٹادیا۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھتے ہوئے قہقہہ لگا اٹھیں۔ان زندگی سے بھرپور مسکراہٹ میں زندگی کے رنگ چھپے ہوئے تھے۔۔

_____★_____

اس نے جیسے ہی خطرے کو محسوس کیا فوراً وہاں سے نکلنے لگی جب پورا ہوٹل کچھ پلوں کے لئے اندھیرے کی نظر ہو گیا،ابھی وہ خود کو سنبھال پاتی جب اسی اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی نے اسے پیچھے سے دھکادے کر روم کے دروازے سے لگایا،وہ ان مضبوط بازوؤں میں پھڑ پھڑانے پر مجبور ہو گئی۔۔

"چھوڑو مجھے غنڈہ،موالی، ضمیر فروش تمہیں شرم نہیں آتی ایسا نیچ گرا ہوا کام کرتے ہوئے،لوگ تو اپنے وطن کے لئے اپنی جان وارنے کو تیار ہوتے ہیں اور انسانیت میں کسی کی جان بچانے کے لئے تیار

ہوتے ہیں لیکن تم۔۔تم تو جان لینے۔۔!!"اس نے اپنے سامنے کھڑے اسی ہوڈی والے بندہ کو دیکھ کر وہ خود پر قابو نہیں پا سکی اور بالآخر اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے بے شمار طنزیہ لفظوں سے نوازا۔۔

"شش۔۔!"اُس مضبوط توانا شخص نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروانے میں کامیاب ہو گیا۔۔

اس شخص کی حرکت پر دعا کی آنکھیں حیرانی اور غصہ سے پھٹی ہوئی تھیں۔وہ اس کی انگلیوں کا لمس اپنے ہونٹوں پر محسوس کر سکتی تھی جو اسے جلا کر راکھ کر گیا۔۔

"ہاں،میں لیتا ہوں ہر کسی کی جان جو میرے راستے میں آتا ہے کیونکہ میں غنڈہ،موالی،ضمیر فروش ہوں اس لئے یہ نیچ کام باآسانی کر لیتا ہوں۔تم آج کے بعد کبھی میرے راستے میں مت آنا ورنہ۔۔!!"اس کی بھاری گمبھیر آواز سماعت تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے چند پل کے لئے سہمنے پر مجبور کر دیا۔۔

اندھیرے کے باعث دعا کو کچھ خاص نظر نہیں آ رہا تھا صرف آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔۔

")یو آر ٹھریٹننگ می، یو ڈونٹ نو ناؤ دیٹ دعا چودھری کین گیو ہر لائف فور ہر کنٹری، بٹ ڈونٹ پینیک، شی ویل ناٹ گیو ہر لائف لائک دیٹ، شی ویل گیو ہر لائف اونلی بائی ٹاکنگ دی لیوس آف ٹو آر فور پیپلز لائک یو۔۔("

)"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو، تمہیں معلوم نہیں ہے ابھی کہ دعا چودھری اپنے وطن کے لئے اپنی جان دے سکتی ہے، لیکن گھبرانا نہیں ایسے ہی نہیں اپنی جان دیگی، تم جیسے دو چار لوگوں کی جان لے کر ہی اپنی جان دے گی"(۔۔

اس نے اپنے ڈر و خوف پر قابو پاتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو خود پر سے جھٹکنے کی کوشش کی جو بے سود رہی، اس کی اس قدر دیدہ دلیری پر وہ خود پر ضبط ہی کر سکتی تھی کیونکہ وہ جتنا خطرناک تھا اس سے کسی نیکی کی امید کرنا بے کار ہی تھا۔۔

دعا کے چہرے پر ہلکی سی روشنی پڑ رہی تھی جب تیجا کی نظر اس پری وش کے چہرے پر پڑی جہاں نہ ڈر تھا نہ ہی خوف۔ وہ چند پل کے لئے اس نقوش میں الجھا پھر خود پر ضبط کرتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے سر پر ہلکے ہاتھوں سے بالوں کو چھو کر ہٹا لیا۔ دیکھنے اور محسوس کرنے پر ایسا لگا جیسے اس کے آگے کے بالوں کو ٹھیک کیا گیا ہو۔۔

اس نے پورا زور لگاتے ہوئے اسے خود سے دور دھکا دیا لیکن بھلا ہو اس ہمالیہ کا جو اپنی جگہ سے کبھی ہٹا ہے جو آج یہ ہمالیہ ہٹ جاتا۔ تیجا کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑا، اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے نرم و نازک ہاتھ سے چھوا ہو۔۔

"سودے انسان اگر مجھے ہاتھ لگایا تو تمہارا ہاتھ توڑ دوں گی۔۔!!" اس نے اسے غصّہ سے گھورا اور اسے خود سے دور ہٹتے ہوئے دیکھ کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔

"انٹریسٹینگ آج تک کوئی ایسا نہیں تھا جو تیجا سے ڈرا نہ ہو، لیکن یہ کون سی مخلوق ہے جو ڈر نام کی چیز سے واقف ہی نہیں ہے۔۔؟" تیجا کے ہونٹ زندگی میں پہلی بار مسکراہٹ کے انداز میں ڈھلے، ورنہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ناممکن چیز تھی۔ اس کی آواز اور لہجے سے ہی اتنی وحشت ٹپکتی تھی کہ آگے والا انسان خوف سے کچھ بول ہی نہیں پاتا تھا۔۔

★

اس نے جیسے ہی ہوٹل کے باہر نکل کر سر پر ہاتھ رکھتے اسپائی کیمرہ نکالنے کی کوشش کہ لیکن یہ کیا۔۔؟ اس کے ہاتھ وہیں چند پل کے لئے ساکت ہوئے، اس کے وہموں گمان میں بھی نہیں تھا کہ کیمرہ ہی غائب ہو سکتا ہے کیونکہ ایسا اس کے ساتھ پہلی بار ہوا تھا کہ کلپ پر لگا اسپائی کیمرہ ہی غائب ہو جائے۔۔

"یااللہ اتنی اہم خبر تھی اس کیمرہ میں، کیمرہ آخر کہاں چلا گیا۔۔؟"فوراً اس کے ذہن میں کچھ دیر پہلے کا واقعہ پوری جزباتیت کے ساتھ گھومتا ہوا اسے بلبلانے پر مجبور کر دیا۔۔

کسی کے ہاتھوں کا لمس ابھی تک اسے اپنے بالوں پر محسوس ہو رہا تھا۔۔

"یااللہ اتنا شاطر انسان کہ میرا کیمرہ ہی نکال لیا اور میں جان ہی نہیں سکی، اسے کیسے پتا چلا کہ میرے کلپ پر کیمرہ لگا ہوا ہے۔۔؟اندھیرا بھی تو تھا، کیا اس کی نظر عُقاب سے بھی تیز ہے۔۔؟"وہ حیران سے زیادہ پریشان تھی۔لیکن پھر بھی اب تو یہ نیوز ہاتھ سے جا چکی تھی، وہاں سے وہ سیدھے نیوز چینل پہنچی اور فرحان صدیقی کے آفس روم کے دروازے پر دستک دی۔۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں سر۔۔؟"وہ دروازہ کے باہر کھڑی اجازت لے رہی تھی۔۔

"دعا اندر آجاؤ۔۔!!"اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوتے تفصیلات سے آگاہ کرنے لگی۔۔

"سر میرا کیمرہ ہی غائب ہو گیا لیکن میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ یہ لوگ ڈر گز کے ذریعے ہمارے نوجوان نسل کو تباہ و برباد کرنے کا پلان بنا رہے ہیں، سر آج کی ڈیل کرنے پاشا خود نہیں آیا تھا بلکہ اس کا

داہناہاتھ کہے جانے والا تیجا آج کی ڈیل کرنے آیا تھا۔میں یہ تو نہیں جانتی کی کس کالج کو انہوں نے پہلا ٹارگٹ بنایاہوا ہے، لیکن میں پتہ لگا کر رہوں گی۔۔!!"اس نے عہد کرتے ہوئے خود کو پر سکون کیا۔۔

"ٹھیک ہے آگے سے احتیاط کرنا کیونکہ یہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔۔!!"دعا کو تاکید کرتے ہوئے اسے گھر جانے کا کہا کیونکہ رات کافی ہو گئی تھی۔۔

_____★_____

صبح بڑی ہی روشن اور خوبصورت تھی۔سنہری دھوپ چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔یونیورسٹی کے پارکنگ میں گاڑی روکتے ہوئے وہ باہر نکل کر جیسے ہی داہنے طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ نے اپنا ڈیرہ جمایا۔۔

"بڈی اپنی بگڑی رانی کو اب مفت میں دے کر اپنا قیمتی وقت بچالو ورنہ یہ کسی دن تمہارا بڑا نقصان پہنچانے والی ہے۔۔!!"دانش کو اپنی بائیک میں لگے دیکھ کر وہ اس کے قریب پہنچتے مشورہ دیا۔۔

"دیکھو شیر جوان مجھے جو کہنا ہے کہہ لو لیکن خبردار میری رانی کو بگڑی ہوئی کہا تو ٹھیک نہیں ہو گا۔۔!!"اس کے چہرے پر چمکتی مسکراہٹ نے دانش کو بھی مسکرانے پر مجبور کیا۔۔

"یار جب پہلی بار یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہم پہنچے تب بھی یہی سین دیکھنے کو ملا تھا اور آج جب ملے تب بھی یہی سین، کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔۔"!!دانش کے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہونے پر وہ صاف گوئی سے کہتا ہوا دو قدم دور اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا۔۔

بلیک پینٹ پر سفید شرٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبرو لگ رہا تھا۔۔

"خیر تبدیلی تو ہو گئی ہے، تب ہم دونوں سنگل تھے اور اب بھی تم تو ویسے ہی ہو لیکن میں تو ایک عدد بیٹی کا باپ بن گیا ہوں۔۔!!"دبی دبی چہرے پر مسکراہٹ لئے وہ مخاطب ہوا تھا لیکن اسے حیرت تب ہوئی جب اس نے حواس باختگی سے اسے دوسری سمت بھاگتے ہوئے دیکھا، چند پل تک وہ سمجھ نہیں سکا لیکن جب اسے سمجھ آیا تب صرف وہ سر ہی پیٹ سکتا تھا۔۔

_____★_____

گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ موبائل پر آتی کال سننے کے لئے موبائل کان پر لگا کر ایک سمت دو قدم ہی بڑھی تھی جب کسی کے قدموں کی آہٹ کے ساتھ گاڑی کی تیز آواز اس کی سماعت تک رسائی حاصل کرتے اسے چونکا گئی۔۔

وہ جب تک کچھ سمجھتی تب تک کوئی مضبوط مردانہ ہاتھ اس کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیے جھٹکے سے ایک جانب ہوا۔۔

اس اجنبی اور نامحرم کے لمس پر وہ چند پل کے لئے ساکت رہ گئی پھر غصّہ اس پر حاوی ہوا۔وہ مسیحا تھا اس وقت اس کا لیکن پھر بھی وہ خود پر ضبط نہ رکھتے ہوئے ایک جھٹکے سے پیچھے مڑتی ایک زوردار تھپڑ اس خوبرو نوجوان کے چہرے پر رسید کر دیا۔۔

چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی ہر سو خاموشی چھا گئی۔۔

اس تھپڑ سے زیادہ ان خدوخال نے اسے ساکت کیا، نظریں چند پل کے لئے اس سے ہٹنے سے انکاری ہوئیں۔اس تھپڑ کی شدّت سے اپنا گال جلتا محسوس کرتے ہوئے وہ ہوش میں لوٹا، آنکھیں فوراً انگارہ ہوئی۔۔

اس خوبرو نوجوان نے بڑی حیرت انگیز طور پر اپنے سامنے آتش فشاں بنی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جسے اس نے ایک گاڑی سے ٹکرانے سے بچایا تھا اور اس نے رکھ کر تھپڑ رسید کر دیا۔۔

"ہاؤ ڈئر یو ٹچ می۔۔؟" وہ پھنکارتے ہوئے غصے سے مٹھیاں بھینچ گئی۔۔

"آپ اس گاڑی سے ٹکرانے والی تھیں، سوری میں نے آپ کو جان بوجھ کر ہاتھ نہیں لگایا۔۔!!"اس خوبصورت نین نقش سے نظریں چُرا کر اس سے قبل رخ موڑتا جب ایک پیاری سی لڑکی ان کے قریب پہنچ کر روبرو ہوئی۔۔

"سوری مسٹر، میں ان کی طرف سے آپ سے معافی مانگتی ہوں۔۔!!"نبا نے سب کچھ بغور جائزہ لینے کے بعد ان تک پہنچ کر اس پر خلوص انسان سے اس بے درد تھپڑ کے لئے معزرت کیا۔۔

"تم کیوں معافی مانگ رہی ہو۔۔؟"اس نے کھا جانے والی نظروں سے نبا کو گھورتے ہوئے وہاں سے نکل کر آگے بڑھی۔۔

جب کہ وہ ان قدموں کے نشان پر نظریں مرکوز کیے دل کی دغا بازی پر بلبلا اٹھا۔۔

"پارٹنر غلطی اس شخص کی بالکل نہیں تھی، آپ کو وہ بائیک والا مار دیتا اگر انہوں نے بچایا نہ ہوتا۔ یہ ایک پر خلوص شخص کی مدد تھی جس پر آپ نے شکریہ کے بجائے رکھ کر تھپڑ رسید کر دیا۔۔!!"نبا کی بات سن کر کچھ دیر پہلے کی نسبت اب وہ پر سکون نظر آرہی تھی اور اس کو لگ رہا تھا کہ شاید غلطی اس سے ہو گئی لیکن پھر اس شخص کے ہاتھوں کا لمس اپنی پشت پر محسوس کرتے ہی وہ غصے کا گراف پھر سے بڑھا گئی۔۔

"زہر لگتے ہیں مجھے یہ سارے مرد جو اپنی اونچھی حرکتوں سے لڑکیوں کے قریب آنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اپنی مرضی پر پیروں کی دھول بنا جاتے ہیں۔۔!!"اس کے لہجے کی تڑپ اور اداسی پر نبا کی آنکھیں اذیت سے بھیگ گئیں لیکن چند پل بعد ہی اس نے خود کو سنبھال کر اپنے آفس کی طرف جاتی اپنی پھوپھو کا ہاتھ محبت سے تھاما۔۔

"ہر مرد ایک سے نہیں ہوتے ہیں پھوپھو، میری دعا ہے کہ آپ کی زندگی میں ایک ایسا مرد آئے جو آپ کی ان اداسیوں اور بدگمانیوں کو دور کر کے صرف آپ کو خوشیاں دے۔۔!!"اس کی ہتھیلیوں کو عقیدت سے چومتے ہوئے وہ اپنے کلاس روم کی طرف روانہ ہو گئی۔۔

"کوئی بڑی بیدردی سے توڑ گیا عفراء چودھری کو، اب کسی کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔۔!!"بے دردی سے آنکھیں رگڑتی ہوئی وہ خود کلامی کے انداز میں کہتے ہوئے آفس میں چلی گئی۔۔

★

بھارت کا ایک صوبہ اُڑیسہ جو مشرقی بھارت میں واقع ہے۔یہ رقبہ کے لحاظ سے بھارت کی آٹھویں اور آبادی کے لحاظ سے گیارہویں بڑی ریاست ہے۔اس کی سرحدیں شمال میں بنگال کے کچھ حصوں اور

جھارکھنڈ سے، جب کہ مغرب میں چھتیس گڑھ سے اور جنوب میں آندھرا پردیش کی ریاستوں سے ملتی ہیں۔۔

اُڑیسہ کی ساحلی پٹی خلیج بنگال پر چار سو پچاسی کلو میٹر میٹر طویل ہے۔اس علاقہ کو "اتکلہ" یا "اتکل" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔۔

صوبہ اُڑیسہ کی زبان اڑیہ ہے، جو بھارت کی کلاسکی زبان میں سے ایک ہے۔۔

اُڑیسہ کی دارالحکومت بھونیشور میں افغان چودھری اپنی فیملی کے ساتھ رہتے تھے۔ان کی بیوی کی وفات ہوگئی تھی، ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔

بڑے ذیشان چودھری اور ان کی بیوی آمنہ، ان کی دو بیٹیاں تھیں، بڑی جیا چودھری جو اپنی پڑھائی پوری کر کے گھر بیٹھی ہوئی تھی اور چھوٹی بیٹی نبا چودھری جو وہیں کی یونیورسٹی سے گریجویشن کر رہی تھی۔۔

دوسری نمبر کے بیٹے عظیم چودھری اور ان کی بیوی رابعہ، ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بڑا بیٹا زایان چودھری جو خود کے گاڑی کا شوروم سنبھال رہا تھا۔ دوسرا بیٹا روشان چودھری جو وکیل کی پڑھائی کر کے

اس وقت انٹرنشپ کر رہا تھا اور بیٹی دعا چودھری جسے رپورٹر بننے کا جنون تھا اس لیے اپنی امی کی ڈانٹ کھا کھا کر بھی نہیں مانی اور چار مہینے سے زایان کے دوست فرحان صدیقی کے نیوز چینل میں کرائم رپورٹر کی پوسٹ پر کام کر رہی تھی۔۔

تیسرے نمبر پر ان کی بیٹی عفراء چودھری تھی جو یونیورسٹی میں پروفیسر تھی۔اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں کی پارٹنر اور دوست تھی۔۔

شہر بھونیشور کے بیچوں بیچ ان کا آبائی گھر تھا۔۔

★

وہ رات میں جیسے ہی گھر پہنچی تو ہال میں بیٹھ کر اس کی امی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔۔

"دعا کتنی بار سمجھایا ہے کہ دیر سے گھر مت آیا کرو، لیکن تمہیں میری کوئی بھی بات سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔۔؟ تمہارے بھائیوں نے تم کو سر چڑھا لیا ہے اس لیے ہی تم بگڑ گئی ہو۔۔!!"اس کو تھکا تھکا دیکھ کر وہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگیں۔۔

"امی۔۔! میری پیاری امی، آپ پریشان نہ ہوا کریں اور یہ بتادیں کہ دادا جان سو گئے۔۔؟" اپنی امی کو معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے دیکھ کر انہیں محبت سے ورغلانے کی کوشش میں مصروف تھی۔۔

"ہاں سو گئے۔ لیکن تم مجھے بہلانے کی کوشش مت کرو۔۔!!" اس کی تھکاوٹ دیکھ کر وہ تھوڑا نرم پڑیں۔۔

"امی مجھے بھوک لگی ہے۔۔!!" وہ بہت زیادہ تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔اس لئے رابعہ بیگم کو اس پر ترس آگیا۔۔

"تم چینج کرو جا کر میں روم میں ہی کھانا لے آتی ہوں۔۔!!" وہ کچن کی طرف جاتے ہوئے اسے کمرے میں روانہ کیا۔۔

دعا اپنے کمرے میں جاتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ آج تو بچت ہو گئی، ورنہ امی کی چپلوں کا دیدار تو لازمی تھا۔۔

گھر کا نظام بہت ہی اچھے سے چل رہا تھا، آمنہ اور رابعہ بیگم نے کچن کا کام خود پر لیا ہوا تھا اور اب اپنی پڑھائی پوری کر کے جیا بھی ان لوگوں کا ساتھ دے رہی تھی، گھر کے سارے بڑے فیصلے افغان چودھری ہی کرتے تھے۔

وہ ابھی کھانا کھا کر بیٹھی ہوئی تھی کہ تبھی جیا، نبا اور عفراء اس کے روم میں آدھمکیں، اکثر رات میں تینوں کی محفل جمتی تھی کبھی دعا کے روم میں اور کبھی عفراء کے روم میں۔۔

جیا، دعا سے دو سال بڑی تھی اور نبا دعا سے ایک سال چھوٹی۔ عفراء کی عمر بتیس سال تھی لیکن آپس میں عمروں کے فرق کے باوجود ان میں دوستی بہت تھی۔۔

تینوں ہی اس کے بیڈ پر قبضہ جما کر باتوں میں مشغول ہو چکی تھیں۔۔

"دعا آج بڑی امی تمہارے لیٹ ہونے پر بہت غصے میں تھیں، تمہیں مار تو ضرور پڑی ہو گی، ویسے لیکن امی نے بہت سمجھایا تھا بڑی امی کو کہ دعا کو ڈانٹا نہ کریں۔۔!!"مزاحیہ انداز میں کہتے ہوئے اس نے تفصیل بھی بتا دیا۔۔

"لو یہ اور مار کھا جائے۔۔؟ نہیں۔۔ نہیں دعا کا میسنا منہ دیکھ کر بڑی امی نے بخش دیا ہو گا۔۔!!" نبا کے منہ بنا کر کہنے پر ایک بھرپور قہقہہ پڑا تھا۔۔

اس کی حسرت پر دعا نے نبا پر کشن اٹھا کر پھینک دیا جسے اس نے بڑی مہارت سے کیچ کیا۔۔

"نبا کام چور، سست لڑکی تم تو بولو ہی مت، جیا آپی آپ اسے سمجھائیں، ویسے بھی میرا دماغ بہت زیادہ گرم ہے۔۔!!" اس نے غصّہ سے نبا کو گھور کر جیا سے اس کی شکایات لگائی۔۔

"تمہارا دماغ کیوں گرم ہے۔۔؟" عفراء فوراً ہی سوال کرتے ہوئے اسے بغور دیکھا۔۔

اس نے آج کا واقعہ سنا دیا، جیا اور نبا تو ایک دم سن رہ گئیں جبکہ عفراء بھی چند پل کے لئے ساکت رہ گئی۔۔

"بچے تمہاری تو مت ماری گئی ہے، کیا ضرورت تھی تمہیں اس مافیا سے منہ ماری کرنے کہ اور مجھے تو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ جب اتنا بڑا غنڈہ تھا تو تمہیں چھوڑ کیسے دیا، کچھ کہا کیوں نہیں۔۔؟" عفراء اس کو ڈانٹنے کے بعد خود بھی سوچ میں پڑ گئی۔۔

"پارٹنر میں ہوں ہی ایسی کی لوگ مجھ سے ڈر جاتے ہیں، آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ آج تک مجھے ڈرانے والا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔۔!!"اس نے فرضی کالر جھاڑ کر عفراء کے گلے میں بازو حمائل کیا۔۔

تبھی سوچ میں بیٹھی جیا نے بھی ایک دھموکہ اس کے کندھے پر رکھا۔۔

"تمہیں ڈرانے والا تو دنیا میں کہیں ہو گا ہی میری جان لیکن مجھے لگتا ہے کہ تم بڑی امی کے چپلوں سے زیادہ ڈرتی ہو۔۔!!"جیا نے بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے دعا کا مزاق اڑایا۔۔

"جیا آپی میں کسی سے نہیں ڈرتی اور ماما کی چپلوں سے تو میری پکی دوستی ہے۔۔!!"دعا نے ناک چڑھا کر اپنا بیان جاری کیا۔۔

اس کے کہنے پر ایک جاندار قہقہہ پڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک باتیں کرنے کے بعد دعا نے جیا کا بغور جائزہ لیتے ہوئے ہمیشہ والا سوال پوچھا۔۔

"جیا آپی آپ زایان بھیا سے ڈرتی کیوں ہیں۔۔"!!

اس نے جیا سے پوچھ کر اس کا چہرہ دیکھا جہاں اس کے سوال پر فوراً اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا۔۔

"جیا آپی کچھ بولیں ناں۔۔!"اس کے رخ موڑنے پر

دعا نے فورس کیا جب کہ عفراء بھی ان کی گفتگو سن کر خاموشی سے نبا کو اشارہ کرتے ہوئے کافی لینے چلی گئیں۔۔

"میں زایان سے ڈرتی نہیں ہوں، وہ بس بہت غصّہ والے ہیں ناں اس لئے میں ان سے بات نہیں کر پاتی۔۔!!" وہ سر جھکا کر ایسے کہہ رہی تھی جیسے کوئی بہت بڑا جُرم کیا ہو۔۔

دعا اس کا چہرہ بہت غور سے دیکھ رہی تھی جیسے اس کے چہرے پر کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔

"آپی میرے زایان بھیا بہت اچھے ہیں، ایسا میں اس لئے نہیں کہہ رہی کہ وہ میرے بھائی ہیں، بلکہ سچ میں وہ بہت اچھے ہیں، بس تھوڑا ریزرو رہتے ہیں، زیادہ ہنستے نہیں، اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے وہ اپنے اُس ایک دوست کے بعد کسی کو اپنے اتنے قریب نہیں کیا جتنا وہ قریب تھے، ان کے جانے کے بعد ہی زایان بھیا اتنے خاموش اور ریزرو ہو گئے۔ آج بھی وہ ان کو بھولے نہیں ہیں، ان کی تصویر آج بھی زایان بھیا کے ویلیٹ میں رہتی ہے۔ آپی میں جتنا اپنے بھیا سے پیار کرتی ہوں، اتنا ہی آپ سے بھی کرتی ہوں، اس لئے ایک بات کہہ رہی ہوں کہ آپی آپ کے دل میں جو بھی ہے اسے کہہ دیجئے، دل میں رکھنے سے درد بڑھتا ہے۔۔!!" اس کی تفصیلات سن کر اپنے دل کا بھید جان جانے پر جیا کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے اور تم سچ میں ایک کرائم رپورٹر ہو اس لئے ہر جگہ تمہیں کرائم ہی نظر آنے لگتا ہے۔۔!!" وہ فوراً اس کی بات نکارتے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے اٹھ کر وہاں سے جانے لگی کیونکہ بھاگنے میں ہی اس وقت بھلائی تھی۔۔

"ہاہاہاہا۔۔!" وہ بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنسی۔۔

"جیا آپی رک جائیں، میں آپ کو بتادوں جسے آپ کرائم کہہ رہی ہیں اسے دنیا کچھ اور ہی کہتی ہے۔۔!!" اس کے قہقہہ پر دروازہ سے نکلتی جیا نے پلٹ کر کشن صوفے سے اٹھا کر اس پر پھینکا جسے وہ فوراً کیچ کر گئی۔۔

"بدتمیز لڑکی چپ کر جاؤ۔۔!!" اس نے گھورتے ہوئے خاموش رہنے کا کہتی باہر نکل گئی۔۔

جیا کے جانے کے بعد اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔۔

"یاربّ العالمین۔۔! میرے بھیا کی زندگی میں بھی خوشیاں بھر دے اور جیا آپی کی خوشی کو بھی پورا کر دے۔آمین۔۔!!" اس نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر مسکراتے ہوئے لیٹ گئی۔۔

کہتے ہیں بھائیوں کے حق میں بہنوں کی مانگی جانے والی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔۔

★

وہ ابھی تک اپنے گالوں پر سلگتا ہوا لمس محسوس کرتے غصے سے مٹھیاں بھینچ کر وہیں کھڑا تھا۔۔

"یار بڈی ایک نازک دوشیزہ کے مارے گئے تھپڑ کسی پھول جیسے ہی ہوتے ہیں۔ خیر تم دونوں ہی اپنی اپنی جگہ درست ہو لیکن کیا کہہ سکتے ہیں۔۔!!"دانش کسی بڑے بوڑھوں کی طرح اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش میں ہلکان تھا کیونکہ یہ بات اسے معلوم تھی کہ دلاور بختیار کا غصّہ کسی طوفان سے کم نہیں ہوتا ہے۔۔

"چلو کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔۔!!"وہ خود کو پر سکون ظاہر کرتا گھڑی پر ایک نظر ڈال کر ڈپارٹمنٹ کی طرف بڑھا جہاں لڑکے اور لڑکیوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔۔

"ایک بات بولوں، یہ بندی بالکل مجھے تمہاری کاپی لگی۔۔!!"اس کے پیچھے چلتے دانش نے اپنے خیالات بتاتے ہوئے اسے چند پل کے لئے رکنے پر مجبور کیا۔۔

"اچھا تمہارے ذہن نے یہ کہانی کب بننا شروع کیا۔۔؟"وہ طنزیہ انداز میں کہتے ہوئے کلاس روم میں داخل ہوا۔۔

"مجھے لگتا ہے کہ جیسے تم لڑکیوں سے الرجک ہو ویسے ہی وہ بھی لڑکوں سے الرجک ہوں گی اس لئے تو تمہاری مدد بھی انہیں طیش دلا گئی۔۔!!"اس کی بات سن کر دلاور کی نظروں کے سامنے غصے سے لال چہرہ لیے دھاڑتی ہوئی دوشیزہ کی شبیہہ لہرائی۔۔

"بیٹھ جاؤ کیونکہ مجھے لگ رہا ہے کلاس بس شروع ہی ہونے والی ہے۔۔!!"سر جھٹک کر اس نے بیٹھنے کا اشارہ کرتے کمرے میں داخل ہونے والی شخصیت کو سامنے دیکھتے ہوئے ساکت ہوا تھا۔۔

"میں تو بیٹھ گیا ہوں لیکن تمہیں کیا ہوا، بیٹھ جاؤ یار حالانکہ میں جانتا ہوں کہ بختیار انڈسٹری کے مالک کو ڈبل ایم بی اے کرنے کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن دوست کے لئے ایڈمیشن لے لیا ہے تو اب کلاس بھی اٹینڈ کر لو۔۔!!"اس کا ہاتھ کھینچ کر بیٹھاتے ہوئے سامنے نظر آتے منظر پر اس کا بھی منہ کھولا رہ گیا۔۔

پروفیسر ارشد کے ساتھ کھڑی وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ وہی تھوڑی دیر پہلے ٹکرانے والی لڑکی تھی۔۔

"ہیلو ایوری ون، آپ سب کی پہلی کلاس پروفیسر عفراء چودھری لیں گی۔۔!!"پروفیسر ارشد کے اناؤنس کے ساتھ ہی اسٹوڈنٹس کلاس اٹینڈ کرنے کو تیار تھے۔۔

دونوں کو ہی ایک زوردار جھٹکا لگا تھا لیکن پھر دلاور بختیار انجانا سا تاثر دیتے ہوئے کلاس کی طرف متوجہ ہوا۔۔

★

زایان لمبا چوڑا، وجیہہ سا خوبصورت نوجوان تھا۔ محنتی اتنا کہ تعلیم پوری ہوتے ہی اپنے خود کے گاڑیوں کے شوروم کو کئی شہروں تک پھیلا دیا تھا۔۔

وہ کم بولنے والا لیکن بہت کیئر نگ انسان تھا۔۔

نبا اور دعا تو بھیا بھیا کہتی نہیں تھکتی تھیں لیکن جیا بچپن سے ہی اس سے دور رہتی تھی اور ڈرتو اسے اتنا لگتا تھا اس سے کہ کبھی رابعہ بیگم کہتی تھیں کہ جیا زرا یہ پانی زایان کو دیکر آؤ۔ بس پھر کیا تھا، جیا پانی تو گلاس میں بھر کر لے جاتی تھی، لیکن اس تک جاتے جاتے یا تو گلاس ہی گر جاتا تھا یا پھر پانی ہی گلاس سے گر جاتا تھا۔۔

کیونکہ زایان کے نام پر ہی جیا کا ہاتھ اتنا کانپتا تھا کہ سب گر جاتا تھا۔۔ باقی گھر والوں کے ساتھ جیا میڈم تو فر فر بات کرتی تھیں لیکن کبھی بائی چانس گھر میں کوئی نہیں دکھا اور اس نے اگر جیا سے کچھ پوچھ لیا تو اس کی آواز وہیں گم ہو جاتی۔۔

لیکن واہ رے دل کے جزبات، کہتے ہیں محبت وقت اور انسان دیکھ کر نہیں ہوتی، یہ تو ایسا جزبہ ہے جو رنگ وروپ دیکھے بغیر ہو جاتا ہے اور ایسا دل میں بیٹھتا ہے کہ کبھی نکلتا ہی نہیں۔اور اگر محبت نا ملے تو آنسوں اس کے ساتھی بن جاتے ہیں۔۔

★

افغان چودھری کو رات میں دودھ دینے انکی بڑی بہو آمنہ ان کے روم میں جب داخل ہوئیں تو انہیں اپنے کمرے میں لگی اپنے بڑے بیٹے ذیشان چودھری کی تصویر کے سامنے کھڑے نظر آئے۔۔

"اباجان یہ دودھ پی لیجئے۔۔!" انہوں نے گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے انہیں متوجہ کیا۔۔

"آمنہ میں گھر والوں کے سامنے چاہے جتنا بھی ہنس بول لوں، خوش دکھائی دینے کی کوشش کر لوں لیکن مجھے وہ دونوں نہیں بھولتے۔۔!!" ان کے لہجے میں چھپی محرومی سے وہ بھی اداس ہو گئیں۔۔

افغان چودھری بہت غمگیں دکھائی دے رہے تھے۔۔

"اباجان مجھے ذیشان پر تو صبر آ گیا لیکن ابراہیم پر صبر کیسے کروں۔۔؟ میرا۔۔ میرا دل کہتا ہے، ایک ماں کا دل گواہی دے رہا ہے کہ میرا ابراہیم ان فضاؤں میں سانس لے رہا ہے اور ایک دن وہ واپس ضرور آئیگا۔۔!!" ان کی آنکھوں سے لاتعداد آنسوں گرتے ہوئے ان کے دوپٹے میں جزب ہوئے۔ آنکھیں ملال سے سرخ ہو گئیں۔۔

"آمنہ مجھے تمہارے یقین پر یقین ہے، اللہ نے چاہا تو وہ دن ضرور آئیگا۔۔!!" افغان چودھری نے ان کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں دلاسہ دیا۔۔

اللہ تعالیٰ اگر اپنے بندوں کو آزمائش دیتا ہے تو وہی اس آزمائش میں سرخرو بھی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اچھے اور نیک بندوں پر ہی آزمائش ڈالتا ہے، اس لئے آزمائش میں صبر کرنا چاہئے اور اپنے ربّ العالمین سے زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگنی چاہیے۔۔

★

افغان چودھری کے بڑے بیٹے ذیشان چودھری آرمی میں کرنل تھے۔یہ تب کی بات تھی جب آمنہ اور ذیشان کا بڑا بیٹا ابراہیم چودھری آٹھ سال کا تھا۔اچانک ڈیوٹی سے گھر آئے ذیشان چودھری کو شہر سے باہر اپنی کسی رشتہ داری میں جانا تھا۔لیکن ابراہیم اپنے ابو سے اتنا اٹیچ تھا کہ خود بھی ساتھ جانے کے لئے ان کا پیر پکڑ کر جھول گیا۔۔

"ابو میں بھی آپ کے ساتھ جاؤنگا۔۔!!"ابراہیم اپنے ابو کے ساتھ لگے کہہ رہا تھا۔چھوٹا سا،پیارا سا گول مٹول،آنکھوں میں آنسوں لئے وہ ننھا سا بچہ اپنے ابو کے ساتھ جانے پر آمادہ تھا۔۔

اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر ان کا بھی دل پگھل گیا۔

"چلو ہم باپ بیٹے دو دنوں تک گھوم کر آتے ہیں۔لیکن آپ اپنی امی کے بغیر رونے تو نہیں لگیں گے۔۔؟"اسے بازوؤں میں بھرتے بے اختیار مسکراتے ہوئے اس کے گالوں پر بوسہ دیتے ابراہیم کو خوش کرتے ہوئے اس کو اپنے آپ میں بھینچ لیا۔۔

"نہیں۔۔!میں اب بڑا ہو گیا ہوں،میں روؤں گا نہیں لیکن انہیں مس کروں گا۔۔!!"باپ کے گلے میں بازو حمائل کرتے ہوئے وہ پیچھے کھڑی اپنی ماں پر نظر مرکوز کرتے ہوئے اداس ہوا۔۔

"ابراہیم مت جاؤ، ہم دونوں کھیلیں گے۔۔!!"ابراہیم سے ایک ماہ بڑا زایان چودھری، اس کا بہت اچھا دوست پلس بھائی تھا، اس نے بھی منع کیا لیکن ابراہیم پہلی بار اپنے بھائی جیسے دوست کی بات بھی نہیں مانا اور جانے کو تیار ہو گیا۔۔

★

New Edition

#ناول_وفا_کا_جنون

#مصنفہ_ثنا_سفیان_خان

قسط_نمبر 3_

) نوٹ۔۔۔۔ناول۔۔وفا کا جنون! کے تمام جملہ حقوق مصنفہ کے پاس محفوظ ہیں، ان کی پرمیشن کے بغیر کاپی پیسٹ کرنا منع ہے، بذات خود رائٹر خلاف ورزی کرنے والے کے اگینسٹ سخت ایکشن لینے کی مجاز ہو گی۔(

دونوں باپ بیٹے سب سے ملتے ہوئی شہر روانہ ہو گئے تھے۔دو دنوں بعد واپس لوٹتے ہوئے انہیں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی انکا پیچھا کر رہا ہے۔انہوں نے ٹرین پکڑی اور اگلے اسٹیشن پر اترنے کا سوچا تھا کیونکہ ان کے ساتھ ساتھ ابراہیم کی بھی جان خطرے میں تھی۔۔

گھر والوں کو لگا کہ وہ چھٹی پر ہیں لیکن اس وقت بھی وہ آن ڈیوٹی تھے اور کوئی بہت ہی ضروری چیپ ان کے پاس تھی جسے انہیں اسپشل فورسز کو پہنچانا تھا۔لیکن معلوم نہیں کیسے دشمنوں تک خبر ہو گئی تھی اور کرنل ذیشان چودھری کے پیچھے لگ گئے۔۔

انہیں احساس ہوا کہ ابراہیم کو ساتھ لا کر بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔۔

"ابراہیم بیٹا میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں اسے دھیان سے سننا،آپ تو میرا بہادر بیٹا ہو ناں۔۔!!"انہوں نے بڑی محبت سے اس کے ذہن کے مطابق اسے متوجہ کیا۔۔

"میری جان۔۔!ابھی ایک پلیٹ فارم پر اتر کر میں آپ کے بڑے ابو کو فون کر دونگا۔وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔کٹک پلیٹ فارم پر آپ اتر جانا اور بڑے ابو کے ساتھ گھر چلے جانا،اور بڑے ہو کر ایک اچھے انسان بننا۔اپنی امی کو پریشان نہیں کرنا اور اپنی بہنوں کی حفاظت کرنا۔۔!!"وہ گھٹنوں کے بل

بیٹھ کر ابراہیم کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے اسے سمجھا رہے تھے،ان کے لہجے میں چھپی بے قراری اور تڑپ محسوس کرتے ہوئے ابراہیم کے چہرے پر خوف نمایا ہوا۔۔

"ابو آپ کہیں جا رہے ہیں کیا ہمیں چھوڑ کر۔۔؟"آنکھوں میں نمی لیے وہ اپنے ابو کی گردن میں ہاتھ ڈالے پوچھ رہا تھا، چہرے پر معصومیت تھی اور کچھ خوف کے عنصر نمایاں تھے۔۔

"نہیں میری جان آپ کے ابو ہمیشہ آپ کے یہاں رہیں گے۔۔!!"اس کے خوف کو دور کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم کے دل کے مقام پر انگلی رکھ کر تسلی بخش جواب دیا۔۔

ان کے جواب پر چند پل کے لئے ہی سہی پر اس چھوٹے سے بچے کے دل میں تھوڑا سکون اتر آیا۔۔

کٹک پلیٹ فارم پر ان دشمنوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے واتر کر عظیم چودھری کو فون کرنے چلے گئے۔۔

ابراہیم بھی ان کے پیچھے ہی خاموشی سے اترتے ایک بینچ پر بیٹھ کر اپنے ابو کا انتظار کرنے لگا۔۔

کرنل ذیشان چودھری اپنے بھائی کو فون کرنے کے بعد اس کے قریب پہنچتے اپنی گھڑی اتار کر اسے پہنائی اور اس کے قریب ہی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔۔

"ابراہیم یہیں بیٹھ کر انتظار کرنا، ابھی تمہارے بڑے ابو آئیں گے اور تمہیں لے کر گھر واپس جائیں گے۔ یہ گھڑی اب تمہاری ہے، اس کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنا۔!!" اس کو گھڑی دیتے ہوئے ساتھ تاکید کرنا نہیں بھولے۔۔

یہ دشمنوں سے مقابلہ کرنے کا وقت نہیں تھا بلکہ اس چیپ کے ساتھ ہی بیٹے کو بھی ان سے محفوظ رکھنا تھا۔۔

اپنے جگر کے ٹکڑے کا گال چوم کر جیسے ہی اٹھے کہیں سے گولی آکر ان کی کمر میں پیوست ہو گئی۔۔

ایک گولی سے انہیں کوئی خاص فرق نہیں پڑا بلکہ گولی لگنے کے بعد بھی ابراہیم کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے سمت بھاگنے لگے، آگے بھاگتے ہوئے انہیں ایک ڈسٹبین دکھائی دی، اسی میں انہوں نے ابراہیم کو چھپا دیا۔۔

انہیں اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں تھی، لیکن ابراہیم کی فکر لاحق تھی۔۔

"ابراہیم چاہے جو کچھ بھی ہو جائے، یہاں سے باہر نہیں نکلنا۔!!" ریوالور نکال کر اپنے بیٹے کو سختی سے ہدایت دیتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھتے دو، تین غنڈوں کو ڈھیر کیا۔۔

جب اچانک انہیں پیچھے سے ایک نے پیر پر گولی ماری، گولی لگنے پر جب وہ گرنے لگے تب انہیں چار گولی آکر اور لگی۔وہ وہیں گر گئے۔۔

"چیک کرو چیپ ہے اسکے پاس یا پھر ہمیں غلط خبر ملی۔۔!!"گولیوں کی بوچھاڑ کے ساتھ ہی ایک غنڈے کی آواز سن کر ابراہیم خوف سے کانپتے ہوئے لبوں پر ہاتھ جما گیا۔۔

"باس کوئی چیپ نہیں ہے اس کے پاس۔۔!!"ان کے ہاتھوں سے گن چھین کر لیتے ہوئے ایک غنڈے کی آواز آئی۔۔

کچھ نہ ملنے پر وہ سب انہیں وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔یہ اسٹیشن کا پچھلا حصہ تھا اس لیے کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکی کہ ادھر کیا ہوا ہے۔۔

ڈسٹ بین میں بیٹھا ابراہیم اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا،اپنے باپ کو اس حال میں دیکھ کر آنکھوں میں خوف نمایا تھے،آنسوں سے تر چہرہ لئے وہ اس میں سے نکل کر ذیشان چودھری کے پاس بھاگتے ہوئے پہنچا۔۔

"ابو۔۔ابو اٹھیں آنکھیں کھولیں۔۔؟"

وہ بے تہاشا روتے ہوئے ذیشان کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا جب چند پل کے بعد انہوں نے تکلیف سے سرخ ہوتی آنکھیں کھول کر ابراہیم کو دیکھنے کی کوشش کہ جہاں خوفزدہ سا بچہ اپنے باپ کو اس حال میں دیکھ کر بے قرار تھا۔۔

انہوں نے خون سے لہولہان ہاتھ ابراہیم کے کندھے پر رکھ کر تھپتھپایا۔۔

"ابراہیم روتے نہیں بیٹا، ہر مشکل وقت میں ہمت رکھتے ہیں اور تمہیں جو میں نے یہ گھڑی پہنایا ہے، اس میں ایک بہت اہم چیپ ہے جس میں بہت سی انفارمیشن ہے جنہیں دشمنوں کے ہاتھ نہیں لگنا چاہیے، اس کی حفاظت کرنا اور کسی بھی طرح اپنے رفیق انکل تک پہنچا دینا اور گھر مت واپس جانا، ابراہیم کہیں چلے جاؤ اور بڑے ہو کر ایک اچھا سپاہی بننا، اپنے وطن کی خدمت کرنا اور ہمیشہ ایک بات میری یاد رکھنا۔۔!!" بمشکل آنکھیں کھول کر اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے بولنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

"وطن ہمیشہ قربانی مانگتا ہے اور جو اپنے وطن کے لئے قربانی دیتا ہے وہی اچھا سولجر کہلاتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا ایک اچھا سولجر بنے گا۔۔!!" وہ چند پل کے لئے خاموش ہو گئے تھے

"جاؤابراہیم جاؤ، تمہارے وطن کو تمہاری ضرورت ہے۔۔!!"ابراہیم آنکھوں میں آنسوں لیے بھاگتے ہوئے ٹرین پر چڑھنے لگا جب اس میں بلاسٹ ہوااور ساری فضا کچھ پل کے لئے خاموشی میں ڈوب گئی، کچھ وقت کے لئے سب سن رہ گیا پھر چیخ وپکار شروع ہو گئی۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے سب کچھ ختم ہو گیا۔ کرنل ذیشان چودھری کے گھر میں کہرام مچ گیا۔۔

ان کو آرمی کی سلامی کے ساتھ دفنا دیا گیا۔۔

اٹھارہ سال ہو گیا لیکن ابراہیم کبھی گھر لوٹ کر نہیں آیا۔۔

جب گھر والوں نے پتہ لگایا تو پتا چلا کہ ابراہیم اسی

ٹرین میں سوار تھا، جس میں بلاسٹ ہوا۔۔

آمنہ بیگم تو رو رو کر ہلکان ہو گئیں۔ گھر بھر میں کسی کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ سب لٹ گیا۔

زایان مہینوں دن تک بیمار رہااور جب سنبھلا تو ایسا خاموش ہوا کہ آج تک اس کی خاموشی ختم نہیں ہوئی، جیا کو اپنے بھائی کی بہت دھوندلی سی صبیحہ یاد تھی جب کہ دعااور نبا کو وہ بھی نہیں، صرف تصویر میں ہی دیکھا تھا۔۔

★

اسپیشل فورسز سے چھانٹ کر گولڈ میڈلسٹ "ریبل "یعنی باغی کو موقع دیا گیا جس نے بہت ساری گینگ کا صفایا کر اپنا نام، اپنا خوف سارے انڈر ورلڈ کی دنیا میں پیدا کر لیا۔۔

لوگ ریبل کا نام سنتے ہی کانپ جاتے تھے، اتنا شاطر دماغ کہ اپنے دشمنوں سے دس قدم ہمیشہ آگے ہی رہتا تھا۔اس کیس میں بھی ریبل کو ہی موقع دیا گیا۔۔

ریبل ہمیشہ اپنی پوسٹ کے بجائے، سکرٹ ایجنٹ کے طور پر کام کرتا تھا۔۔

اپنے دشمنوں کا صفایا کرتے وقت ان کے بازوؤں پر اپنا نشان (R) آر چھوڑ جاتا تھا۔۔

اس کیس کے سلسلے میں بھی جب میٹنگ بلائی گئی تو اس نے اپنی ٹیم خود سیلیکٹ کیا۔۔

"اب تک میں اپنے طریقے سے کام کرتا آیا ہوں اور آگے بھی میں اپنے ہی طریقے سے ہی کام کرونگا، اس لئے میں اپنی ٹیم خود سلیکٹ کرونگا۔۔!!"صاف گوئی سے کہتا ہوا وہ لسٹ ان کے سامنے رکھتے ہوئے منتظر تھا۔۔

میٹنگ ہال میں بیٹھے افسران کے سامنے اپنا بیان جاری کیا، سب کو ریبل کی بات ماننے بنی کیونکہ اب تک جتنے بھی اس کو کیس ملے تھے سب سالو ہوئے تھے پھر یہ پاشا کا کیس تو ریبل کے داہنے ہاتھ کا کھیل تھا۔۔

"ٹھیک ہے، آپ ہمیں رپورٹ کرتے رہیے گا۔۔!!" سر رفیق کے کہتے ہی میٹنگ اختتام پر پہنچ گئی۔۔

★

اب سے چار سال پہلے ریبل نے اپنی ٹیم خود سلیکٹ کی تھی اور آرمی سے کوئی کیس نہ ملنے پر بھی اندر اندر سے وطن سے ایسے ہی برے لوگوں کا صفایا کرتے تھے۔۔

ریبل کو لے کر اس کی ٹیم میں سب چھ لوگ تھے۔۔

ولید۔۔! نشانا لگانے میں ایسا ماہر کی اڑتی چڑیا بھی اس کی گولی سے گر جائے۔۔

اریبہ۔۔! ایک بہت اچھی ہیکر تھی، کسی بھی پاسورڈ کو توڑنا یا ہیک کرنا اریبہ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔۔

اشعر اور ارجون۔۔! یہ دونوں کسی بھی جگہ سے انفارمیشن نکال کر لانے میں ماہر تھے۔۔

صبا۔۔! ہر قسم کا گیجٹ بنانے میں ماہر تھی۔۔

یہ تھی ریبل کی ٹیم جو ہر مشن کے لئے ہر وقت تیار رہتی تھی۔۔

یہ خوفیہ فلیٹ کا منظر تھا جہاں سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔۔

"سر آج ایک ٹرک میں ڈرگ رکھ کر لے کر جایا جا رہا ہے، اشعر اور ارجون ان کے پیچھے ہی ہیں۔۔"!!

اشعر اور ارجون کے ذریعے یہ انفارمیشن ریبل تک پہنچائی جا رہی تھی۔۔

ولید کے ہاتھ میں پہنی گھڑی وائبریٹ ہوئی، وہ فوراً الرٹ ہوا۔۔

"سر اریبہ نے کالج کا کیمرہ ہیک کر لیا ہے، ہمیں لگتا ہے کہ یہ ٹرک اسی کالج میں جائیگا۔۔!!" ولید اپنی گھڑی کے ذریعے اریبہ کی دی ہوئی انفارمیشن ریبل تک پہونچانے کے بعد ہی اپنی رائے کا اظہار کیا۔۔

"سر ہم سب بھی ساتھ چلیں گے۔۔!!" اپنی ریوالور میں گولی چیک کرتے ہوئے وہ ولید کی بات سن کر چند پل کے لئے سوچنے کے بعد منع کر دیا۔۔

"سب کو جانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ سب یہاں دیکھیں، یہ کام میں اور ارجون، اشعر ہی کر لیں گے۔۔"!!

اس نے ٹیبل پر ہاتھ رکھتے باری باری اپنے ساتھیوں کو بغور دیکھتے ہوئے ان کو بریفنگ دینے لگا۔۔

"ہمیں پاشا کے ساتھ ساتھ اس سے بھی اوپر کے لوگوں تک پہنچنا ہے کیونکہ ایسے مافیا کے پیچھے بڑے بڑے نامور شخصیات کا ہاتھ ہوتا ہے اس لئے ہمیں بہت زیادہ محتاط ہو کر اپنا کام جاری رکھنا ہے۔۔"!!

اس کی آنکھوں میں ایک جنون پنہا تھا،اپنے وطن کی حفاظت کے لئے،اس مٹی کو ایسے دیمک سے آزادی دلانے کے لئے انہیں اپنی جان کی بازی لگانی تھی۔۔

★

اُڑیسہ کے مسلمانوں کی کھانے کی عادات ان کے اور پڑوسیوں سے غیر معمولی مختلف ہے۔یہ لوگ سمندری غذا لیناز یادہ پسند کرتے ہیں۔

صبح کا وقت تھا۔چودھری ولا میں سبھی لوگ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کر رہے تھے۔سب کو اپنے اپنے کام کے سلسلے میں نکلنا تھا،اس وقت بھی روشان اور نبا کی لڑائی جاری تھی۔ان کی لڑائی کسی تیسری جنگ عظیم سے کم نہیں ہوتی تھی۔۔

اس لڑائی میں حصہ دار بننے کو کوئی بھی فرد تیار نہیں تھا۔اسی بیچ ٹیبل پر رکھا دعا کا موبائل وائبریٹ ہوا، فون سننے کے بعد اس نے ناشتہ چھوڑ کر وہاں سے فوراً نکلنے لگی۔۔

"گڑیا ناشتہ کر کے جاؤ۔۔!!"زایان اس کو ناشتہ چھوڑ کر باہر نکلتے ہوئے دیکھ کر اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگا۔۔

"بھیا مجھے بہت ضروری کام سے جانا ہے، میں اُدھر ہی کچھ کھالوں گی۔۔!!"پیچھے مڑ کر دیکھتی ہوئی ہاتھ ہلاتے داخلی دروازہ عبور کر گئی۔۔

اسے نکلتے ہوئے دیکھ کر وہ دوبارہ ٹیبل کے قریب پہنچتے گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے وہ بھی شوروم جانے کے لئے تیار تھا۔۔

"چلی گئی ناں یہ لڑکی۔۔!!"رابعہ بیگم منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اس لڑکی کی عقل پر ماتم کرنے لگیں۔۔

"زایان تم نے اسے بگاڑ دیا ہے بالکل، اگلے گھر جائے گی تو اس کا کیا ہو گا۔۔؟ میں تو سوچ کر ہی پریشان ہوں۔۔"!!

رابعہ بیگم پریشانی سے داخلی دروازہ کی طرف دیکھ کر کہہ رہی تھیں جہاں سے ابھی ان کی سرفری بیٹی باہر نکل کر گئی تھی۔۔

"امی آپ پریشان نہ ہوں، ہماری دعا بہت سمجھدار ہے وہ اپنا خیال رکھنا بخوبی جانتی ہے اور آپ تو ہمیشہ کہا کرتی ہیں ناں کہ دعا ابراہیم کی کاپی ہے، آپ پھر یہ بھی جانتی ہوں گی امی کہ بڑے ابو کی طرح ابراہیم کو بھی اپنے وطن سے بہت محبت تھی اور اسی طرح ہماری دعا کو بھی ہے۔ اچھا ہے ناں امی کہ ہماری دعا بڑے ابو اور ابراہیم کا ادھورا خواب پورا کر رہی ہے۔ مجھے فخر ہے اپنی دعا پر، امی آپ بس اسے کچھ نہ کہا کریں۔۔!!" زایان اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھتے ہوئے ابراہیم کی یاد میں کھویا ہوا بول رہا تھا۔۔

ابراہیم کے لئے اس کے چہرے پر محبت دیکھ کر سبھی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کوئی بھی دن ایسا نہیں گزرا ہو گا جب اس نے اپنے دوست کو یاد نہ کیا ہو۔۔

دوست تو دل کا حصہ ہوتے ہیں۔ ہمیشہ دل کے کونے میں آباد احساسات اور جذبات کی جھڑی لگاتے ہوئے دل کو شاد و آباد رکھتے ہیں۔ ورنہ دوست کے بغیر دل کسی بنجر زمین سے کم نہیں۔۔

★

بہت پرانی اور سنسان گلی تھی جہاں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بند مکان کے سامنے کھڑی ہوئی۔ چہار سو خاموشی کا راج تھا۔ ڈھلتی دوپہر میں وہ لیڈ ملنے پر بھونیشور کے ایک سنسان علاقے میں واقع ایک گھر تک پہنچ گئی تھی۔۔

گلی کا کونہ کونہ خاموشی کی چادر اوڑھے ہوئے صدیوں سے بند لگا۔ڈھلتی دوپہر میں یہ علاقہ اسے کچھ اداس اور عجیب بھی لگا۔۔

وہ چند قدم چل کر گھر کا جائزہ لینے کے بعد اس نے خاموشی سے ایک کھڑکی کے زریعے اندر داخل ہوتے اپنا مینی کیمرہ آن کیا اور چند قدم آگے بڑھی۔۔

"اللہ تعالیٰ۔۔! یہ گھر انسانوں کا ہے یا مکڑیوں کا ہے۔۔؟اتنی دھول اور مٹی سے گھر کی حالت خراب ہے۔لیکن یہ عجیب سی اسمیل کیسی ہے۔۔؟"وہ ناک پر ہاتھ رکھے خود سے باتیں کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی جب ایک چیخ سن کر وہیں کھڑکی کے قریب بیٹھ کر اندر دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا،خوف سے کانپتے ہوئے لبوں پر ہاتھ جماتے وہ رکارڈ کرنے لگی۔۔

ایک آدمی کرسیوں پر بیٹھا ہوا تھا اور ساتھ ہی رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔اس کے سامنے ہی ایک وجود اسی کرسی کے ہتھے پر پیر رکھے اس آدمی کا منہ دبوچے کچھ پوچھ رہا تھا۔۔

"بتاؤ کسے وہ چیپ دیا تم نے۔۔؟اور مجھ سے غداری کرنے کی ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری۔۔؟"وحشت ناک آواز گونجتی اسے بھی خوفزدہ کر گئی۔۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی، مجھے معاف کر دو، میں اس کو نہیں جانتا۔۔!!" کانپتی آواز ایک بار پھر اس کے کانوں تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے کپکپانے پر مجبور کر دیا۔۔

"معافی مانگنا اور معاف کرنا یہ دونوں ہی میری ڈکشنری میں نہیں ہے اور جب تم کچھ نہیں جانتے تو مجھے تمہیں زندہ چھوڑ کر کوئی فائدہ نہیں۔۔!!" پر سکون انداز میں کہتے ہوئے اس نے بے رحم بن کر کرسی سے بندھے انسان پر گن نکال کر فائر کیا۔ چند پل کے لئے ہر طرف سکوت چھا گیا۔۔

اپنی آنکھوں کے سامنے اتنا بے رحم سلوک دیکھ کر دعا کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔۔

اس نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چیخ کا گلا گھونٹتے ہوئے بھاگنے کی کوشش کہ لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے پیر اٹھنے سے انکاری ہو گئے۔۔

چہرے کا رنگ سیاہ پڑا تھا، آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں اور لب کپکپا رہے تھے۔ پہلی بار دعا کے چہرے پر ڈر اور خوف کے سائے صاف محسوس ہوئے۔۔

"تم پھر یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟ ہر جگہ آنا ضروری ہے۔۔؟ منع کیا تھا ناں کہ میرے سامنے مت آنا۔۔!!" وہی ہوڈی والا پاشا کا داہنا ہاتھ کہے جانے والا تیجا تھا جو اس کا راستہ روک کر کھڑا خونخوار تیور

لئے گھورنے کے ساتھ ساتھ اس سے بات ایسے کر رہا تھا جیسے ابھی کسی انسان کی جان نہ لی ہو، بلکہ کوئی بہت اچھا اور نیک کام سرانجام دیا ہو۔۔

وہ ایک جگہ ساکت کھڑی صرف اسی ہوڈی والے پر نظریں مرکوز کر رکھی تھیں۔اس کا چہرہ تو نہیں دکھائی دے رہا تھا لیکن آواز اور لہجے کا سکون دعا کو اندر تک ڈرا گیا۔۔

"تم۔۔تم نے اسے مار دیا لیکن کیوں۔۔؟"خوف سے کانپتے ہوئے اس کے لبوں پر سوال مچلا تھا جسے سن کر وہ کوئی جواب دیتا جب قدموں کی آہٹ محسوس کرتے ہی تیجا نے جلدی سے اس کے منہ پر بھاری ہاتھ رکھتے اسے گھسیٹ کر ایک طرف دیوار سے لگاتے ہوئے اس کے قریب کھڑا ہوا۔

"شش۔۔!اگر اپنی زندگی چاہتی ہو تو ایک بھی آواز نہ آئے تمہاری۔۔!!"اپنے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کہتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں اسے وارننگ دی اور خود اس کے سامنے دیوار بن کر کھڑا ہو گیا۔۔

اس نے سر اٹھا کر تیجا کو دیکھا۔۔سیاہ پینٹ پر سیاہ ہی ہوڈی پہنے اونچے لمبے قد کے ساتھ اس کے اتنے قریب کھڑا تھا کہ ان دونوں میں ایک انچ کا فاصلہ بھی بمشکل تھا۔۔

دعا کو اس کا صرف عنابی ہونٹ اور شیو ہی دکھائی دے رہی تھی، اس نے اپنی نظریں پھیریں اور اس سے دور ہونے کے لئے مزاحمت کرنے لگی۔۔

اس کے مزاحمت پر تیجا نے اس کے دونوں ہاتھوں کو دبوچتے اپنے ہاتھوں میں پکڑے مزاحمت روکنے کی کوشش میں دیوار سے لگاتے ہوئے نظروں ہی نظروں میں اسے دھمکی دی۔۔

"لگتا ہے کہ چیپ اس آدمی کے پاس نہیں ہے اس لیے ہی کسی نے اسے مار دیا۔۔!!" آنے والا شخص کسی سے فون پر بات چیت کرتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔

اس شخص کے جانے کا یقین کرنے کے بعد تیجا نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹاتے چند قدم دور ہوا۔۔

"زلیل انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کہ ہاں۔۔؟ ہاتھ توڑ دونگی میں تمہارا۔۔!!" اس شخص کے چھونے پر وہ غصے سے لال سرخ چہرہ لیے دھاڑتی ہوئی اس کا کالر دبوچتے زور سے جھٹکا دیا۔ لیکن آگے سے تو کوئی ہمالیہ کھڑا تھا، جسے اس جھٹکے سے رتی برابر فرق نہیں پڑا۔۔

اس نے پہلی بار اپنے سامنے کھڑی شیرنی کی طرح دھاڑتی ہوئی اس لڑکی کے روبرو چہرہ کا بغور جائزہ لیا۔۔

خوبصورت گول چہرہ، پھولے پھولے بچوں جیسے گال، بڑی بڑی بھوری پرکشش آنکھیں اوران پر گھنیری پلکیں، نرم ونازک سی وہ مومی گڑیا بمشکل اس کے کندھے تک پہنچ رہی تھی۔۔

اس کی نظریں دعا کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری ہوئیں تھیں، وہ سرخ چہرہ لیے دھاڑ رہی تھی لیکن اس بے رحم شخص کو اس کے صرف ہونٹ ہلتے ہوئے لگے۔۔

سامنے کھڑے شخص کی نظروں کا ارتکاز اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہی اس نے زور سے تیجا کا کالر دبوچا تھا جب وہ حواس کی دنیا میں لوٹتے ہوئے گردن نیچے جھکا کر اپنے کالر دبوچے اس ہاتھ پر نظر مرکوز کیے، غصے سے اپنے لب آپس میں پیوست کیے زور سے جھٹکا دے کر اپنا کالر اس کے ہاتھ سے آزاد کروایا۔۔

"تیجا اپنے کالر تک پہنچنے والے ہاتھ بیچ راستے میں ہی کاٹ دیا کرتا ہے، لیکن جاؤ اور خیر مناؤ چھوڑ دیا تمہیں۔۔!!" اس کے لہجے میں اتنی وحشت چھپی تھی کہ وہ اندر سے کانپ گئی۔۔

"آج کے بعد کبھی میرے راستے میں نظر بھی مت آنا ورنہ تمہارے حق میں کتنا برا ہوگا یہ میں بھی نہیں جانتا۔۔!!" ہوڈی سے چہرہ چھپائے ہوئے اس شخص نے اسے وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔۔

وہ جیسے ہی پلٹنے لگی، تیجا نے اس کا مینی کیمرہ چھین کر اس کی چیپ نکال لی۔۔

"جاؤ لڑکی اور اگلی بار کوشش کرنا کہ مجھ سے نہ ملو اور پاشا گینگ کی جاسوسی کرنا چھوڑ دو اسی میں تمہاری بہتری ہے۔۔!!" دوبارہ وارننگ دیتے تیجا اپنے راستے پر اور وہ اپنے راستے پر چلے گئے۔۔

کبھی کبھی راستے جدا ہو کر بھی مل جاتے ہیں، کیونکہ اللہ ربّ العزت زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کس کے حق میں کیا بہتر سے بہترین ہے۔۔

★

افغان چودھری کے کسی دوست کے پوتے کا رشتہ جیا کے لئے آیا تھا۔ لڑکا اچھا تھا اور اُدھر سے وہ لوگ بھی چاہتے تھے کہ جواب ہاں میں ہی آئے۔۔

اس لئے سب لوگ آپس میں رائے مشورہ کر رہے تھے۔ انہیں تھوڑا وقت درکار تھا، بیٹی کا معاملہ تھا یونہی چلتا تھوڑی کر دیتے۔۔

وہ جیسے ہی گھر پہنچی اسے بھی "خبری لال" نبا نے سب بتا دیا جسے سنتے ہی وہ فکر مند ہو گئی۔۔

"جیا آپی کہاں ہیں۔۔!!" اس نے بیگ بیڈ پر پھینک کر نبا سے پوچھا۔۔

"اپنے روم میں بند ہیں صبح سے ہی، پھوپھو بھی پریشان ہیں۔۔!!"نبا نے اداسی سے بتاتے ہوئے اسے دیکھا جو اس کی ادھوری بات سن کر ہی جیا کے کمرے کی طرف دوڑ گئی۔۔

وہ جیسے ہی اس کے کمرے میں پہنچی تو اسے جیا کہیں بھی دکھائی نہیں دی لیکن واشروم سے پانی گرنے کی آواز سن کر وہ پر سکون ہوتے وہیں بیڈ پر بیٹھ کر اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔

دس منٹ بعد وہ واشروم سے نکل کر ٹاول سے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے باہر آئی تو دعا کو بیڈ پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر اپنے آنسوں چھپاتے اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔۔

"کیسا رہا تمہارا آج کا دن۔۔؟ کیا آج بھی وہ پاشا گینگ کا آدمی تیجا ملا تھا تمہیں۔۔؟"خود کو ہشاش بشاش نظر آنے کی کوشش کرتی وہ اس سے سوال وجواب کرنے لگی۔۔

"میری بات چھوڑیں آپ، مجھے صرف یہ بتائیں کہ کیا آپ اس رشتے کے لئے ہاں کر دیں گی۔۔؟ کیا آپ کی محبت اتنی کمزور ہے کہ وہ یونہی بنا کوشش کے ہار مان جائے گی۔۔؟ آپ آج تو کم از کم جھوٹ مت بولیے گا جیا آپی، آپ کچھ بھی کہہ لیں لیکن آپ کی آنکھیں ہمیشہ سچ بولتی ہیں۔انہیں دیکھتے ہی یہ آنکھیں رنگ بدلنے لگتی ہیں۔۔!!"سرخ آنکھوں کو مسلتی کرب سے وہ اس کے ہاتھ جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"میرے ساتھ ہی کیوں۔۔؟ کیوں میں محبت کے لئے ہمیشہ ترس گئی۔۔؟ تمہیں میری آنکھوں کا سچ نظر آگیا پھر انہیں کیوں نہیں نظر آتا۔۔؟ وہ کیوں نہیں سمجھ پا رہے کہ میری آنکھیں انہیں دیکھتے ہی رنگ بدلتی ہیں، کیوں۔۔؟ ہاں مجھے ان سے ڈر لگتا ہے لیکن محبت تو ہو جاتی ہے ناں تو بس مجھے بھی ہو گئی۔۔"!!

آنکھوں میں آنسوں لیے وہ آج اپنے دل کا بھید کھول رہی تھی، جو بچپن سے آج تک خود سے بھی چھپاتے آئی تھی وہ خود ہی عیاں ہو گئی۔۔

"ایک کوشش کر کے تو دیکھیں، ایسے کیسے آپ ان کے بغیر جی لیں گی۔۔!!" اس کا سر اپنے کندھے سے لگاتے ہوئے اس کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش میں ہلکان تھی۔۔

"نہیں۔۔! محبت تو احساس کا نام ہے، لفظوں سے بتا کر کیا احساس دلوانا۔۔!!" اس نے اچانک دعا کے کندھے سے سر اٹھاتے ہوئے اپنے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے رگڑ کر بے دردی سے صاف کئے۔۔

"بس بہت ہوا، میری بھی سیلف رسپیکٹ ہے، اب میں اس دل پر جبر کے ساتھ پہرے بیٹھا کر اسے خاموش کروا دوں گی۔۔!!" بے بسی ہی بے بسی تھی جو اس کے لفظوں سے عیاں تھی۔۔

"آپی کیا آپ نے بھیا سے کہا کبھی کہ آپ کو ان سے محبت ہے۔۔؟ نہیں ناں، پھر آپ ایسے کیسے پیچھے ہٹ سکتیں ہیں۔ آپ ان سے اپنے دل کی بات ایک بار کہہ کر تو دیکھیں اگر انہوں نے آپ کی بات نہ سنی یا آپ کو بے عزت کریں تو بات آپ کی سیلف رسپیکٹ پر آتی۔ آپی آپ بہت چاہتی ہیں نا بھیا کو تو پلیز ایک بار کوشش تو کریں۔ مجھ سمیت ہماری گرلز گینگ بھی آپ کے ساتھ ہے۔۔!!"اس نے کسی بڑے بوڑھوں کی طرح جیا کو سمجھاتے اپنے ساتھ ہونے کا یقین دلایا۔۔

کچھ دیر رونے کے بعد جب اس نے ٹھنڈے ذہن سے سوچا تو دعا کی بات اسے بالکل ٹھیک لگی۔۔

"لیکن دعا میں کیسے کہوں گی ان سے۔۔؟ مجھے تو ان سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔!!"اس کو سوچ کر ہی جھرجھری آگئی۔ اس کے خوفزدہ چہرے کو دیکھ کر دعا کے چہرے پر بھی بے اختیار مسکراہٹ نے اپنا ڈیرہ جمایا۔۔

عفراء اور نبا کھانے کی اشیاء لیے جب کمرے میں داخل ہوئیں تو ماحول کچھ سازگار نظر آیا۔۔

"سب سے پہلے تو ہم کسی طرح اس منگنی کو روکتے ہیں، اس کے بعد آگے سوچیں گے کہ کرنا کیا ہے کیونکہ مجھے تو اپنی یہ معصوم بھتیجی اپنے لائق فائق بھتیجے کے لئے بہت پسند ہے۔۔!!"عفراء نے

مسکراتے ہوئے اسے خود سے لگاتے سب کو اوکے کا اشارہ دیا، سب ایک ساتھ ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے منگنی توڑنے کے پلان پر غور و فکر کرنے لگیں۔۔

"پارٹنر میرے ذہن میں ایک بہت دھانسوں سا پلین ہے لیکن اس سے قبل ہمیں بھیا کے دل کا حال معلوم کرنا ہو گا کہ وہ کیا سوچتے ہیں اس بارے میں۔۔؟ خیر وہ تو دو منٹ کا کام ہے میں ابھی معلوم کر کے آتی ہوں، تب تک آپ سب دعا مانگیں کہ ان کے بھی دل میں میری پیاری آپی کے لئے سوفٹ کارنر ہو۔۔!!" اس نے اپنی ایک آنکھ دبا کر سب سے کہتی ہوئی وہاں سے فوراً بھاگ گئی۔۔

جیا کے چہرے پر آج صبح کے بعد سے پہلی بار مسکراہٹ آئی تھی جو بڑی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے اس منگنی سے بچا لیا۔ میں اپنے دل میں کسی اور کو رکھ کر کسی دوسرے سے کیسے وفا اور انصاف کر پاتی۔۔!!" وہ رب کا شکر ادا کرتے ہوئے پر سکون ہوئی تھی۔۔

اللہ سب کے دلوں کے حال جانتا ہے، مگر وہ چاہتا ہے کہ ہم اس سے مانگے، کیونکہ وہ پوری کائنات کا بادشاہ ہے اور جب ہم اپنے رب کو راضی کر لیتے ہیں تو وہ ہمارے لئے بندوں کو خود ہی راضی کر لیتا ہے۔۔

★

شام کی چائے پینے کے بعد کچھ وقت تک سبھی لوگ ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتے رہے جب وہ کچھ کام کے سلسلے میں اپنے کمرے میں داخل ہوااور صوفے پر بیٹھاہی تھاجب اس گھر کی سب سے خرافاتی لاڈلی پوتی اوراس کی لاڈلی بہن کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھے اس کے قریب پہنچی۔۔

"بھیاکیاکررہے ہیں آپ۔۔؟"اس کے قریب بیٹھتی ہوئی وہ محبت سے اپنے بھائی کو پکار بیٹھی۔۔

زایان صوفے پر بیٹھ کر پیر پھیلائے اس پر لیپ ٹاپ رکھے اپنے کام میں مصروف تھالیکن اپنی لاڈلی کو دیکھتے ہی فوراًبند کیا۔۔

"بس کچھ ضروری کام کررہاتھا،کیابات ہے۔۔؟میری گڑیاکو کچھ کہناہے مجھ سے۔۔؟"اس نے دعاکا کچھ سوچتاہواچہرہ دیکھ کر بڑی محبت سے پوچھا۔۔

"بھیاآپ کو کیسے معلوم کہ مجھے کچھ کہناہے۔۔؟"وہ حیران ہو کر پوچھ رہی تھی۔اس کی حیرت پر وہ بے اختیار مسکرایا۔۔

"بھلا میں اپنی گڑیا کو نہیں جانوں گا، جتنا میری گڑیا خود کو نہیں جانتی ہو گی اس سے کہیں زیادہ میں اپنی گڑیا کو جانتا ہوں۔۔!!"اس نے دعا کی چھوٹی سی ناک دبا کر ہلکا سا مسکراتے ہوئے اس کا سر سہلایا۔۔

دعا نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے کے بعد آخر کار بھانڈا پھوڑ ہی دیا۔۔

"آپی کے لئے جو رشتہ آیا ہے وہ آپ کو کیسا لگا۔۔؟"اس کے سوال پر زایان کا چہرہ چند پل کے سیاہ پڑا لیکن پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔۔

وہ اس کا چہرہ بہت غور سے دیکھ رہی تھی، جیسے کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔

"ہاں گڑیا رشتہ تو اچھا ہے، پر تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو جیسے میں نے کسی کا کچھ چرایا ہو۔۔؟"اس نے مسکراتے ہوئے اس کے اصل سوال تک پہنچنا چاہا۔۔

"بھیا آپ نے کسی کا دل چرایا ہے اور شاید آپ کو احساس بھی نہیں ہے۔۔!!"وہ یہ بات دل میں ہی سوچ سکی۔۔

"کچھ نہیں بھیا۔۔میں سوچ رہی ہوں اب آپی کی منگنی ہے تو کیوں ناں کچھ شاپنگ کر لی جائے۔۔!!" اس نے بات بدل کر جھوٹی مسکراہٹ چہرے پر سزا کر کہتے ہوئے باہر نکلنے لگی۔۔

"گڑیا یہ کارڈ لو میرا تم سب کو جو چاہیے وہ لے لینا۔۔!!"اس نے اپنا کارڈ دعا کو دیا جسے لے کر وہ فوراً باہر چلی گئی۔۔

★

زایان کے کمرے سے نکلتے ہی وہ پلان ذہن میں ترتیب دے چکی تھی۔وہ پر سوچ انداز میں وہاں سے نکل کر جیا کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے کچھ سمجھانے کے بعد نبا اور عفراء کے کانوں میں کچھ کہتے ہوئے باہر نکلیں۔۔

"آپی جیسا میں نے کہا ہے آپ ویسا ہی کیجئے گا، میں بھی اپنا کام کرنے جا رہی ہوں۔۔!!"وہ سب کو ان کے حصے کا کام بتا کر خود بھی باہر نکلنے ہی والی تھی جب پیچھے سے جیا کی آواز سن کر پیچھے مڑی۔۔

"دعا رکو یار، اگر کسی کو نیچے معلوم ہو گیا تو پھر کیا ہو گا۔۔؟"اس کی آنکھوں میں خوف نمایا ہوا تھا جس کو دیکھ کر وہ چند پل کے لئے رکی تھی۔۔

"جیا آپی آپ جس سے ڈرتی ہیں ناں تو بس انہیں سے خوف کھائیں اور باقی کا ٹینشن ہم پر چھوڑیں۔ کیوں گرلز ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں۔۔!!"اس نے پہلے جیا سے کہتے اب باقی سب کی طرف مڑ کر تائیدی انداز میں کہتے رائے لینی چاہی جب سب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک ساتھ ہونے کا یقین دلایا۔۔

★

لاؤنج میں سبھی لوگ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔رابعہ اور آمنہ بیگم کچن میں چائے بنا رہی تھیں۔۔

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا جب جیا سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے نظر آئی۔وہیں لاؤنج میں ہی افغان چودھری بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ ہی دعا اور نبا بھی بیٹھ کر جیا کا انتظار کر رہی تھیں۔۔

"دعا اٹھو یار آپی آ رہی ہیں، ہمیں انہیں بتا دینا چاہیے کہ رات گئے شاپنگ مال جانے سے دادا جان منع کر رہے ہیں۔۔!!"نبا کہتے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔افغان چودھری کی طرف دیکھتے ہوئے دعا بھی کھڑی ہوئی تھی لیکن وہ سامنے چل رہے ٹی وی پر میچ دیکھنے میں مصروف نظر آئے۔۔

روشان صوفے پر بیٹھ کر موبائل چلا رہا تھا۔زایان بھی میچ دیکھنے میں مصروف تھا کسی کی بھی توجہ اس طرف نہیں تھی۔۔

جیا سیڑھیوں سے نیچے اترتی چلی آرہی تھی۔دو اسٹیپ ابھی بچی ہوئی تھی جب اس کا پیر سلیپ کیا اور وہ سیدھے فرش پر گر گئی۔۔

"آہ۔۔!امی بہت تیز چوٹ لگی ہے۔۔!!"وہ اپنے گھٹنے پر ہاتھ رکھے چیخ اٹھی۔اس کی چیخ پر سب بھاگ کر اس کے قریب پہنچ گئے۔۔

روشان اور دعا سب سے پہلے اس کے قریب پہنچ کر فرش پر بیٹھتے ہوئے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا تھا جو اس وقت رونے میں مشغول تھی۔۔

"آپی کیا زیادہ درد ہو رہا ہے۔۔؟کہیں پیر ٹوٹ تو نہیں گیا۔۔؟"دعا پیر کا معائنہ کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کیا جسے سن کر باقی سب کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔۔

"دعا کی بچی سیدھے پیر ہی توڑ دو،اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو کیونکہ کل انکل کے گھر والے آرہے ہیں۔۔"!!

روشان نے دعا کان مروڑتے ہوئے اسے تسلی دیتے پیچھے کیا۔۔

"ہٹو یہاں سے مجھے دیکھنے دو پہلے، ہو سکتا ہے کہ صرف موچ آئی ہو۔۔!!"اس نے بغور جائزہ لیا، لیکن پیر چھونے سے ہی وہ زور و شور سے رونے لگی۔۔

"ہمیں اسے فوراً ہاسپٹل لے کر جانا ہو گا۔ دعا گڑیا اسے پکڑو اور گاڑی تک چلو، میں فوراً چابی لے کر آتا ہوں۔ ڈاکٹر کے پاس لے چلتے ہیں۔۔!!"زایان بھی وہیں قریب ہی کھڑا تھا۔ اسے اس لڑکی کا رونا برداشت نہیں ہوا تبھی فوراً بول پڑا تھا۔۔

"بھیا آپ رہنے دیں، بھلا آپ کیوں لے کر جائیں گے انہیں ڈاکٹر کے پاس۔۔؟ ہم پھوپھو اور روشان بھائی کے ساتھ چلے جائیں گے۔۔!!"وہ بڑے سلیقے سے کہتے ہوئے عفراء اور روشان کے ساتھ ہاسپٹل چلی گئی تھی جب کہ وہ ابھی تک بے حس و حرکت وہیں کھڑا فرش کو گھورتے ہوئے اس کی کہیں بات سوچ رہا تھا۔۔

"یہ گڑیا مجھ سے کس انداز میں بات کر کے گئی ہے۔۔؟ آتی ہے تو پوچھتا ہوں۔۔!!"وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

افغان چودھری اور آمنہ بیگم پریشان ہو گئے تھے کہ کل آنے والے مہمان کو کیا جواب دیں گے۔۔

"بہو پریشان نہ ہوں آپ دونوں، ابھی ہماری پوتی اپنے گھر ہے۔ ہم کسی کو جوابدہ نہیں ہیں لیکن فون کر کے ہم ابھی اس رشتے سے منع کر دیں گے اللہ نے چاہا تو اس سے بہتر رشتہ مل جائے گا۔۔!!" انہوں نے سکون سے کہتے ہوئے اٹھے تھے اور نماز کی ادائیگی کے لئے چلے گئے۔۔

★

گاڑی روشان چلا رہا تھا۔ آگے عفراء بیٹھی ہوئی تھی اور پیچھے جیا کو لے کر دعا بیٹھی ہوئی تھی۔۔

جیسے ہی گاڑی ہاسپٹل کے پارکنگ میں رکی تھی دعا کی نظر ہاسپٹل کے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے اس شخص پر پڑی تھی جسے یہاں دیکھ کر ہی وہ حیرت کا شکار ہو گئی۔۔

وہ ہو نقوں کی طرح سامنے دیکھنے لگی۔ وہی پاشا کا داہنا ہاتھ کہے جانے والا تیجا تھا۔ ہوڈی سے چہرہ چھپائے ہوئے ایک بزرگ کو بازوؤں سے پکڑے بڑے احتیاط سے چل رہا تھا۔۔

"یا اللہ۔۔! اس انسان کے اور کتنے روپ ہیں۔۔؟ آج اگر میں اپنی آنکھوں سے اسے کسی کی مدد کرتے ہوئے نہ دیکھتی تو میرے لئے یقین کرنا مشکل تھا کہ

یہ لو فرانسان کسی کی مدد بھی کر سکتا ہے۔ مجھ سے تو ایسے بات کرتا ہے جیسے یہ کہیں کا شہزادہ ہو اور میں اس کی کنیز ہوں۔ مجھے ہر بار صرف حکم دیتا ہے غنڈہ موالی۔۔!!" دعا کا سوچتے ہوئے ہی منہ کڑوا ہو گیا۔ جیسے کسی نے کچا کریلا دے دیا ہو کھانے کے لئے۔۔

روشان جو کب سے اس کو پکار رہا تھا لیکن وہ تو اس دنیا میں تھی ہی نہیں۔ وہ تو سوچ کی دنیا میں سفر کر رہی تھی۔۔

"دعا تمہارا امراقبہ ختم ہو گیا ہو تو کیا ہم اندر چلیں۔۔!!" اس نے دانت پیستے اپنی بہن کو نظروں سے گھورتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر انہیں اندر لے آیا۔۔

ہاسپٹل میں پہنچتے ہی جیا کو اندر لے جانے کے بعد چیک اپ ہوا۔ ڈاکٹران میں سے کسی ایک کو اندر آنے کے لئے کہا تو اس نے روشان کو ساتھ چلنے سے روک دیا۔۔

"روشان بھائی آپ ادھر ہی رہیں، میں ابھی ڈاکٹر سے بات کر کے آتی ہوں۔۔!!" اس وقت ڈیوٹی پر ڈاکٹر سلمہ تھیں۔ اچھی طرح سے دیکھنے کے بعد ڈاکٹر باہر نکلیں۔۔

"ہم نے ان کا ایکسرے کیا ہے، ان کے پیر کی ہڈی کریک ہو گئی ہے۔ دو ہفتے کے لئے پلاسٹر لگا رہے ہیں، اس کے بعد واپس چیک اپ کے لئے لے کر آئیں گے تو دوبارہ دیکھیں گے۔۔!!" ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتے ہوئے اندر چلی گئیں۔۔

وہ سب گھر پہنچے تو سبھی لوگ جیا کا پیر دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ تینوں عورتوں نے کسی طرح اسے اس کے روم میں پہنچایا۔۔

"امی آپ لوگ پریشان نہ ہوں، میں ہوں نہ جیا آپی کے پاس، میں ان کا خیال رکھوں گی۔۔!!" اس نے سب کو تسلی دیتے ہوئے عفراء کو بھی نظروں سے اشارہ دیا کہ انہیں لے جاؤ۔۔

"بھابھی آپ چلیں آرام کریں، ان شاءاللہ یہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی۔۔!!" عفراء اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے لب دبا کر انہیں تسلی دیتے ہوئے انہیں کمرے سے باہر لے آئی۔۔

سب کے جانے کے بعد وہ دھڑام سے جیا کے بیڈ پر گری۔۔

"دعا کی بچی تم نے ڈاکٹر سے ایسا کیا کہا کہ انہوں نے میرا پیر ٹوٹا ہوا ثابت کر دیا۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ میرا پیر ٹوٹا نہیں ہے، بس موچ آئی ہے۔۔"!!

وہ بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی پیروں کو حرکت دیتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی جو نجانے کیا سوچے بیٹھی تھی۔۔

"جیا آپی اگر میں نے آپ کو بتا دینا تھا کہ میں آپ کا پیر ٹوٹا ثابت کرانے والی ہوں تو آپ نے یہ گرنے والا ڈرامہ کرنا ہی نہیں تھا۔۔!!"اس نے لبوں پر ہاتھ جماتے ہوئے اپنے امڑتے قہقہے کو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی۔۔

"آں ہاں۔۔!ڈاکٹر سے میں نے زیادہ کچھ نہیں کہا تھا بس میں نے تھوڑا سا آنکھوں میں آنسوں لاتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر یہ میری بھابھی ہیں۔میرے بھیا بہت ظالم ہیں وہ میری بھابھی کو بہت مارتے ہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ اگر ان کا آج پیر سچ میں نہیں ٹوٹا ہو گا تو وہ انہیں گھر سے باہر نکال دیں گے۔ڈاکٹر ہمیں معلوم ہے کہ ان کا پیر ٹوٹا ہوا نہیں ہے، لیکن آپ بھی ایک عورت ہیں اور ایک عورت کا دکھ آپ بخوبی سمجھ سکتیں ہیں۔آپ ہماری مدد کر دیں، ہم آپ کو بہت دعائیں دیں گے۔۔!!"وہ ڈرامائی انداز میں کہتے ہوئے اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا۔۔

"بس پھر کیا تھا ڈاکٹر بے چاری میرے جھانسے میں آگئی اور باقی تو سب آپ کے سامنے ہے۔۔!!"اس نے بڑے مزے سے اپنا کارنامہ بتایا۔۔

"دعا کی بچی اتنی محنت تم اگر کرمنل کی انفارمیشن نکالنے میں لگاتی تو کامیابی حاصل ہوتی۔اور یہ کیا کر دیا بے وقوف لڑکی،اپنے ہی بھائی کو ڈاکٹر کی نظروں میں برا بنا دیا۔۔!!"اس کے کارنامے پر وہ اپنا سر تھام چکی تھی۔اپنے ساتھ لیٹی دعا کے کندھے پر ہاتھ مار کر اپنا غصہ نکالنے کے بعد کچھ پر سکون ہوئی۔۔

"جیا آپی آپ تو کم سے کم ماریں مت،میں تو آپ کی اور اپنی مدد کر رہی ہوں۔مجھے اتنی پیاری اور معصوم بھابھی چراغ لے کے ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔۔!؛"اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد سو گئیں۔۔

★

) نوٹ۔۔۔۔ناول۔۔وفا کا جنون! کے تمام جملہ حقوق مصنفہ کے پاس محفوظ ہیں،ان کی پرمیشن کے بغیر کاپی پیسٹ کرنا منع ہے،بذات خود رائٹر خلاف ورزی کرنے والے کے اگینسٹ سخت ایکشن لینے کی مجاز ہو گی۔(

رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔چاند اپنے سفر پر گامزن تھا۔رات کی سیاہی چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا سوچوں میں اتنا غرق تھا کہ اسے معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ کب وہ لوگ گھر پہنچے تھے۔۔

وہ ابھی تک اپنی لاڈلی بہن کی نظروں کو بھول نہیں پا رہا تھا۔اس لئے وہ دعا کا انتظار کر رہا تھا جو آج جیا کے کمرے سے ہی چپکی رہ گئی۔۔

اب اس کی سوچوں کا محور اس ڈری سہمی معصوم سی شہزادی کی طرف تھا جس کی نظروں کا ارتکاز ہمیشہ اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہوئے بھی انجان بن کر رہ جاتا تھا۔۔

"جیا کا پیر ٹوٹ جائے اور پلاسٹر لگوانے کے بعد بھی اس کے رونے کی آواز نہ آئے،ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟اس کا ذرا سا ہاتھ کٹ جاتا تھا تو دو تین گھنٹے سے کم نہیں روتی تھی، لیکن آج ایک بھی آواز نہیں آئی۔مجھے خود جا کر دیکھنا چاہیے۔معلوم نہیں کیوں لیکن مجھے دال میں کالا نظر آ رہا ہے۔۔!!"زایان سوچتے ہوئے اپنے کمرے سے نکل کر اسے ایک نظر دیکھنے کے خیال سے اس کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

کوریڈور عبور کرتے ہی سامنے کمرہ تھا۔اس نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہی بیڈ پر نظر ڈالی جہاں وہ دونوں بیڈ پر لیٹی ہوئی محو خواب تھیں۔۔

اس کی نظر بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر رکھی رپورٹ پر نظر پڑی جسے اس نے اٹھا کر ایک نظر ڈالی تھی۔۔

"اس میں تو صاف دکھا رہا ہے کہ ہڈی کریک ہو گئی ہے۔ لیکن مجھے یقین کیوں نہیں آ رہا ہے۔ یہ لڑکی اتنے سکون سے کیسے سو سکتی ہے۔۔؟" وہ دل میں ہی سوچتا ہوا جیا کے پیر کے قریب پہنچ کر کمفرٹ سے باہر جھانکتے ہوئے پلاسٹر والے پیر کی انگلیوں کو ہلکا سا کھینچتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھا۔ جہاں سکون ہی سکون نظر آیا۔ اسے حیرت ہوئی، اس نے دوبارہ وہی عمل دوہرایا لیکن پھر بھی وہ ویسے ہی محو خواب تھی۔۔

زایان نے وہی عمل دو تین مرتبہ دوہرایا لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔۔

"اگر سچ میں اس کا پیر ٹوٹا ہوا ہوتا تو اب تک درد سے اسے جاگ جانا چاہیے تھا لیکن یہ تو ہل بھی نہیں رہی بلکہ بڑے سکون سے سو رہی ہے۔۔!!" وہ حیران رہ گیا تھا۔ تجسّس کی وجہ سے وہ وہاں سے بیڈ کے پاس گیا اور سائیڈ ڈرا کھینچتے ہوئے وہاں رکھی دواؤں کا شاپر نکال کر انہیں دیکھتے ہی حیرت انگیز نظروں سے بیڈ پر سوئے ان دو وجود پر نظریں مرکوز کیے معاملہ سمجھنے کی کوشش میں ہلکان ہوا تھا۔۔

اس کے ہاتھوں میں جو دواؤں کا شاپر تھا اس میں ساری کی ساری دوائیں منرلز اور ویٹامن کی تھی۔۔

سارا معاملہ سمجھنے کے بعد اس کے چہرے پر ایک زبردست قسم کی مسکراہٹ آئی جسے اس نے اپنے ہونٹوں کو دانتوں میں دبا کر روکنے کی کوشش میں ہلکان ہوا۔۔

جیا اگر اپنی نظروں کے سامنے اس کو اس طرح مسکراتے ہوئے دیکھتی تو سچ میں بیہوش ہوتے گر کر اپنا پیر تڑوا لیتی۔۔

زایان کو اب جا کر ساری گیم سمجھ آئی تھی۔۔

"مطلب میرا شک بالکل درست تھا۔ کیا واقعی میں اس کا پیر نہیں ٹوٹا۔۔؟ پھر یہ لوگ گھر والوں کے سامنے ڈرامہ کیوں کر رہی ہیں۔۔؟" وہی کھڑا ابھی تک کیلکولیشن کرنے میں مصروف تھا جب اچانک اس کے ذہن میں کوئی خیال گزرا تھا۔۔

دعا کا سوال جواب کرنا۔ جیا کا آس بھری نظروں سے اسے دیکھنا۔۔

"اوہ۔۔! بات یہ ہے۔۔!" وہ بے اختیار بڑبڑایا تھا۔۔

"اس کے اندر تو اتنی ہمت ہو نہیں سکتی ہے۔ یہ ضرور میری لاڈلی کا کمال ہے۔ لیکن دیکھتے ہیں کہ آگے کیا ہوتا ہے۔۔!!" اسے بھی اس کھیل سے لطف اندوز ہونے کا موقع مل گیا تھا۔۔

اس نے جیاکا کمفرٹ اٹھاکر دونوں پر درست کرتے ہوئے خود باہر آگیا۔۔

زندگی ادھوری ہے

رنج و غم کے میلے میں،

عشق بھی ادھورا ہے

منزلیں نہ ملنے سے،

ساتھی چھوٹ جاتے ہیں

راہوں کو بدلنے سے،

تم اگر نہ مل پاؤ

ہم بھی روٹھ جائیں گے،

ساتھ ساتھ چلنے کے

وعدے ٹوٹ جائیں گے۔(بقلم ثنا سفیان خان)

وہ اپنے آفس سے نکل کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔آج اس کو اسی پاشا کے کیس کے سلسلے میں کسی پب میں جانا تھا۔شاید وہاں سے کچھ مل جائے۔۔

وہ بڑا سا بلیک کلر کا گاؤن پہنے،بلیک اسٹون کی جویلری اور نفیس سی پیروں میں سینڈل پہنے،اسپائی کیمرہ اپنی کلپ پر سیٹ کیے اندر پہنچی۔۔

اندر جا کر سب کچھ دیکھنے کے بعد اس کو کراہیت سی محسوس ہوئی۔۔

ایسی جگہوں پر بے حیائی عام ہوتی ہے۔اس شور شرابے میں لوگ اپنی خود کی بات سننے کہ تو دور کی بات اپنے ضمیر کی آواز سن کر بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔۔

اس نے اپنی نظریں ادھر ادھر گھماتے ہوئے ایک کھالی جگہ بیٹھ گئی۔وہ ظاہر ایسے کر رہی تھی جیسے یہاں بہت مزے کر رہی ہو۔۔

اس نے ارد گرد نظر رکھتے ہوئے خود کو لاپرواہ ظاہر کیا۔۔

بڑی باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد اسنے ایک ویٹر کا بغور جائزہ لیا، جو اپنی پینٹ کی جیب سے بڑی صفائی کے ساتھ ڈر گز کی پیکٹ کو نکال کر کچھ لوگوں کو دے رہا تھا۔ وہ اپنا کام اتنی صفائی سے کر رہا تھا کہ دیکھنے والے کو یہ محسوس ہو کہ سب کو ڈرنک سرو کر رہا ہے۔۔

اس نے سب کچھ رکارڈ کرنے کے بعد اب وہاں سے اندر جانے کے لئے چند قدم چلی تھی جب اس کی نظر ایک لڑکی پر پڑی۔ جس کے ساتھ ایک آدمی زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ لڑکی صرف اپنا بچاؤ کرتے ہوئے ساتھ ہی رو رہی تھی۔۔

اسے حیرت نہیں ہوئی تھی کیونکہ ایسی جگہوں پر یہ سب بہت عام تھا پھر بھی اس کی برداشت سے یہ باہر ہوا۔۔

اس نے اپنے غصے کو ضبط کرتے بھاگتے ہوئے اس لڑکی کے قریب پہنچ کر جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔۔

اس اقدام سے اس آدمی نے اس لڑکی کا ہاتھ چھوڑ کر خباثت سے ہنستا ہوا دعا کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

"چلو وہ نا سہی تم سہی، کیونکہ تم تو اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہو۔۔!!"اس کی حرکت اور بات سن کر اس کے کانوں میں لگا کہ کسی نے شیشہ اونڈیل دیا ہے۔۔

اس کے غصے کا گراف وہیں ہائی ہوا۔اس نے بنا سوچے سمجھے کھینچ کر ایک تھپڑ رسید کر دیا۔۔

"زلیل انسان شرم نہیں آتی تمہیں یہ سب کرتے ہوئے، نفرت ہو جاتی ہے تم جیسوں کو دیکھ کر ہی۔۔!!"اس نے دوسرا تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اوپر اٹھایا ہی تھا جب اس آدمی نے جھٹکے سے اس کے کندھے سے کپڑا کھینچا کہ پچھلے گلے کے یہاں سے پورا آستین تک پھٹ گیا۔۔

وہ حیران و پریشان جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔اس کے سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ آخر یہ ہوا کیا۔۔

وہ آنکھوں میں نمی لیے اس خباثت بھرے چہرے کی طرف نفرت آمیز نظروں سے دیکھتی کہ اس سے پہلے ہی پب کی لائیٹ اچانک بند ہوئی اور ہر طرف اندھیرے کے ساتھ ہی میوزک پلیئر بھی بند ہوا۔ تھوڑی سی ہلچل مچی تھی۔۔

وہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ سوچتی کہ اس سے پہلے ہی

اس کے سامنے کوئی پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا۔اندھیرے کے باعث اس کا چہرہ دیکھ تو نہیں سکی لیکن نجانے کیوں اسے تحفظ کا احساس ہوا تھا۔۔

اس شخص نے اس آدمی کو ایک زوردار مکا گال پر رکھا۔وہ آدمی اتنی فولادی ہاتھوں کے بدولت فرش پر دور جا گرا۔۔

جب تک لائیٹ آتی اور کسی کی نظر اس پر پڑتی،اس سے پہلے ہی اس لمبے چوڑے شخص نے پلٹ کر اس کے پیٹ پر پیچھے سے ہاتھ لپیٹتے اسے کھینچ کر وہیں ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کو دیوار سے لگایا۔۔

وہ خوف سے کانپتے ہوئے پسینہ پسینہ ہوئی۔یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔۔؟ابھی تو وہ اس مسیحا کی مسیحائی پر مشکور ہوئی تھی جب اس نے ہی ستمگری دکھادی۔۔

جب تک وہ مزاحمت کرتی تب تک لائٹ آن ہوئی اور ہر طرف روشنی بکھر گئی۔۔

روشنی کو دیکھ کر ہی وہ فوراً اپنے بازوؤں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس غیر محرم سے چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے چہرہ اوپر کیے دیکھا تو ساکت رہ گئی۔سامنے چہرہ چھپائے وہی ہوڈی والا غنڈہ تیجا تھا۔۔

"یہاں اس طرح تنہا آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟اور اتنا بیہودہ لباس پہن کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟ہر جگہ جھانسی کی رانی بننا ضروری نہیں ہوتا ہے، کبھی اس بھوسے بھری عقل سے بھی کام لے لیا کرو۔۔!!"وہ اس کو ایسے ڈپٹ رہا تھا جیسے نجانے کب سے ان کے بیچ اس قسم کا رشتہ ہو۔وہ آنکھوں میں تحیر لئے اسے دیکھ رہی تھی جس کے آواز اور لہجے سے غصّہ چھلک رہا تھا۔۔

اس نے غصے سے اس کا بازو دبوچتے زور سے دھاڑا تھا۔۔

اس لڑکی کے وجود پر اس آدمی کی ہوس بھری نظریں اور کپڑے کا پھاڑنا، معلوم نہیں کیوں اس کو آگ لگا گیا تھا۔۔

اس نے حیران نظروں سے خود پر حاوی ہوتے اس شخص کو دیکھا جو آج نجانے کیوں اس سے اپنا پن دکھا رہا تھا۔۔

وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کی آج خواہشمند ہوئی تھی کیونکہ آج اس شخص نے بھرے مجمعے میں اس کے سر پر کسی سائبان کی طرح چادر اوڑھا کر چند پل کے لئے ہی سہی دل جیت لیا تھا۔۔

لیکن آج بھی ہوڈی کی وجہ سے دعا کو اس کا چہرہ نہیں دکھائی دیا۔وہ اپنے پھٹے ہوئے بازوؤں کو بھول کر اس کے چہرہ نہ دیکھ پانے کے غم میں مایوس ہو گئی تھی۔۔

"ویسے تو تمہاری زبان کسی تلوار سے کم نہیں چلتی پھر آج خاموش کیوں ہو۔۔؟ہر محفل میں شریک ہونا ضروری تو نہیں ہے۔۔!!"اس کے وہی مخصوص انداز میں دھاڑنے پر وہ حواس میں لوٹتے ہوئے اب کی دفعہ کچھ غصے سے نظر اٹھانی چاہی تھی لیکن اس کا حق جماتا انداز اور اپنے لئے اس شخص سے بھڑنا یاد کر کے ہی اس کی دھڑکنوں میں پہلی بار ارتعاش برپا ہو چکا تھا۔۔

"یہی ڈریس مجھے ٹھیک لگا تھا یہاں آنے کے لئے۔۔!!"اس نے نظریں جھکائے ہوئے اپنا جُرم قبول کیا۔۔

اس کا خود کو اس حال میں دیکھ لینے اور اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر اس کا دل چاہا کہ کہیں سے چلو بھر پانی ملے اور وہ اس میں ڈوب مرے۔۔

اس کی گردن شرم سے جھکی ہوئی تھی۔اس کی شرمندگی کو بھانپتے ہوئے اس نے دعا کے کندھے سے اس کا ہاتھ ہٹا کر پھٹے ہوئے کپڑے پر اپنی جیب سے اسٹیپلر نکال کر لگایا۔یہ سب اس نے اتنی صفائی سے کیا کہ دعا کو اس کا ہاتھ بالکل بھی ٹچ نہیں کیا۔۔

ایک مافیا مین کے اتنے میںز زد کھانے پر وہ ششدر رہ گئی تھی۔وہ بھی پاشا کے داہنے ہاتھ کہے جانے والے تیجا میں دیکھ کر وہ اور بھی حیران رہ گئی تھی۔۔

جس کی وحشت کی گواہ وہ خود تھی۔جسے کسی کو مار کر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔جسے اپنے کام کے سوا کسی سے کوئی مطلب نہیں تھا۔۔

وہ سوچوں میں غرق تھی جب اس نے اپنی ہوڈی نکال کر اس کے ہاتھوں میں پکڑاتے ہوئے ایک خوفیہ دروازہ کھولا جو کہ روم سے منسلک تھا لیکن وہ باہر جانے کا راستہ تھا۔۔

"تم یہ پہن لو اور یہاں سے فوراً نکلو۔۔!!"وہ آج پہلی بار کسی کے روبرو ہوا تھا۔اس نے تیجا کا چہرہ پہلی بار دیکھا تھا وہ بھی سائیڈ پوز تھا۔۔

وہ حیران کھڑی تھی۔اس کا چہرہ دیکھ کر دل بے اختیار شدت سے دھڑکا تھا۔کیونکہ اس کا ایک گال پورا جلا ہوا تھا اور دیکھنے میں بھی بہت عجیب لگ رہا تھا۔۔

"جاؤ جلدی کرو،ابھی یہاں پولیس کی ریڈ ہونے والی ہے۔تم یہاں سے نکلو۔۔!!"وہ اسے باہر نکالتے ہوئے

آج پہلی بار اس کا کیمرہ نہیں چھینا تھا۔وہ وہاں سے سیدھے نیوز چینل پہنچی۔۔

"سر یہ رہا کیمرہ آپ آج کی نو بجے والی بولیٹن میں چلادیں، سر آج تیسری بار جا کر مجھے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔۔!!"وہ آج پہلی کامیابی پر خوش ہونا چاہتی تھی لیکن اس کی نظروں میں آج بار بار وہی واقعہ گھوم رہا تھا۔۔

فرحان صدیقی نے اس خبر کو آج اپنی نیوز کا حصہ بنایا۔۔اس نیوز کے بیچ ہی اس پب کے باہر اسی چینل کا ایک اور رپوٹر اسی جگہ موجود تھا اور اس نے جو فوٹیج بھیجی تھی اسے دیکھ کر وہ حیران و پریشان تھی۔

کیونکہ وہاں اسی آدمی کی لاش ملی تھی، جس نے دعا کا کپڑا پھاڑا تھا،اس آدمی کے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں جوڑ کر اس پر اسٹیپلر مارا گیا تھا۔۔

اس نے اپنے کپڑے پر لگی اسٹیپلر کی پین کو دیکھا اور پھر اس آدمی کے ہاتھوں پر لگی پین کا بغور جائزہ لیا جو بالکل ایک جیسی تھی۔۔

"اس کا مطلب اس آدمی کو تیجا نے مارا ہے لیکن کیوں۔۔؟اس لئے کہ اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا۔اور اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ پولیس کی ریڈ ہونے والی ہے۔لیکن اسے اتنے اندر کی خبر کیسے تھی۔۔؟اوہ میرے اللہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔!!"وہ بڑبڑا رہی تھی۔۔

"دعا کیا ہوا تمہیں۔۔؟تم ٹھیک ہو۔۔؟تمہارا چہرہ اتنا زرد کیوں ہو رہا ہے۔۔؟"فرحان صدیقی نے پریشانی سے پوچھا۔۔

"کچھ نہیں سر میں بالکل ٹھیک ہوں۔کیا اب میں گھر جا سکتی ہوں۔۔؟"اس نے بمشکل پوچھا۔۔

"ہاں جاؤ،لیکن اب اور زیادہ اپنا خیال رکھنا۔یہ لوگ تمہیں جانتے تو نہیں کیونکہ تم کبھی لائیو نہیں آتی اور تمہارا نام بھی نہیں لیا جاتا ہے۔لیکن ایسے لوگوں کی پہنچ بہت دور تک ہوتی ہے،یہ لوگ اگر جان گئے تو تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کر سکتے ہیں۔لیکن تم پریشان نہ ہو،ریبل کا نام تو تم نے سنا ہی ہو گا،اس سے میری پہچان ہے۔میں اس سے بات کروں گا تمہاری پروٹیکشن کے لئے کیونکہ یہ ضروری ہے اب۔۔!!"فرحان نے تفصیل سے بتاتے ہوئے ساتھ ہی تاکید کیا۔ریبل کے نام پر اس کے چہرے پر ایک چمک بکھری تھی۔۔

"سر وہی ریبل جو انڈر ورلڈ کی دنیا میں خوف کا باعث ہیں۔ وہ جہاں اپنا مشن پورا کرتے ہیں وہاں آر نشان چھوڑ جاتے ہیں۔ سر میں ان کی بہت عزت کرتی ہوں اور مجھے ان سے ملنے کا بھی بہت شوق ہے، لیکن سنا ہے کہ وہ اپنی اصلی شناخت کسی کو نہیں کراتے اس لئے انہیں کوئی پہچان نہیں پاتا۔۔!!" وہ جوش کے ساتھ ریبل کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ فرحان صدیقی اتنی معلومات پر ہلکا سا مسکرایا۔۔

"ہاں وہی ریبل۔۔!!" اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تصدیق کی۔۔

"سر مجھے ان سے مل کر بہت خوشی ہو گی۔ ٹھیک ہے سر اب میں گھر جا رہی ہوں۔۔!!" وہ بتا کر گھر چلی آئی کیونکہ گھر پر اس نے خود ایک کرائم جو کیا تھا اسے بھی تو سمیٹنا تھا۔۔

رات کے کھانے کی ٹیبل پر تینوں نفوس بیٹھے اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔ کھانا سامنے پڑا تھا لیکن کسی نے بھی اسے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔۔

"امی دس بھی بج گئے اور بھائی ابھی تک نہیں آئے ہیں۔۔!!" ایک ہاتھ گال پر رکھے دوسرے ہاتھ میں پہنی گھڑی دیکھتے ہوئے وہ مایوس کن انداز میں کہتے ہوئے سر ٹیبل پر ٹکا دیا۔۔

شوکت بختیار اور ان کی مسز نے اپنی بیٹی کو ایک نظر دیکھتے ہوئے دوبارہ دروازے کو دیکھا جہاں سے ان کا بیٹا کوٹ ہاتھ میں لیے، ماتھے پر بال بکھرائے، کف موڑتے ہوئے جلد بازی میں ان تک پہنچا۔۔

اسے دیکھتے ہی ملازمین حرکت میں آتے ہی کھانا دوبارہ گرم کرنے لگے تھے۔۔

"اسلام وعلیکم۔۔! میں معزرت خواہ ہوں کہ میں آج بھی وقت پر نہیں آسکا۔۔!!" وہ معزرت کرتے ہوئے ہاتھ دھو کر فوراً کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔

"آفس دیکھنا اور یونیورسٹی جانا دو الگ الگ جگہ سر کھپانے پر یہی سب ہو گا۔اپنی صحت دیکھو کیسی ہوتی جا رہی ہے۔۔!!" ماں کی ممتا پر وہ بے اختیار مسکرایا تھا۔۔

"امی آج دو میٹینگ تھی اس لئے دیر ہو گئی۔۔!!" شوکت بختیار سے میٹینگ کے پوائنٹس ڈسکس کرنے کے ساتھ ہی بہن پر نظر ڈالی جو سر ٹیبل پر رکھے ہوئے خاموشی سے پڑی تھی۔وہ جانتا تھا کہ یہ ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔۔

"امی میں چاکلیٹ لایا ہوں لیکن لگتا ہے کہ میری گڑیا سو گئی ہے۔کوئی بات نہیں ہے وہ چاکلیٹ آپ روشن آرا کو دے دیں۔۔!!"اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ کر اس نے اپنی بہن کو کنکھیوں سے دیکھا تھا جو روشن آرا کا نام سنتے ہی ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر ناراض نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

روشن آرا ان کی خاص ملازمہ تھی جو اس وقت بھی ان دونوں بہن بھائی کے بیچ خود کو پستا ہوا محسوس کرتے ہوئے کھانا رکھنے کے بعد مسکراتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔۔

"کتنی بار آپ کو بتایا ہے کہ روشن آرا کو چاکلیٹ نہیں پسند ہے۔چاکلیٹ میرے لئے لائیں ہیں تو مجھے دیں لیکن اس سے ناراضگی ختم نہیں ہو سکتی ہے۔۔!!"وہ منہ پھلائے ہوئے کھانا پلیٹ میں نکالنے لگی۔۔

"اتنی شدید ناراضگی کی وجہ زیادہ دیر بھوکا رہنا تو نہیں ہو سکتی۔۔؟"وہ سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔۔

"آپ آفس جاتے ہیں تو اتنے لیٹ آتے تھے اور اب تو ڈبل ایم بی اے بھی کرنے لگے،اب تو اور لیٹ آئیں گے۔۔!!"وہ ابھی بھی ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔اس کے شکوہ پر وہ بس مسکرایا تھا

"امی آپ شادی کر دیں بھائی کی، گھر جلدی آنے لگیں گے۔۔!!"اس نے ایک آنکھ دبا کر خوشی سے سرشار ہوتے ہی اپنے بھائی کو دیکھا جو اپنے پلیٹ پر ایسے جھکا ہوا تھا جیسے اس سے ضروری کام اس وقت کوئی نہیں ہے۔۔

"ہاں میں تو تین سال پہلے ہی کر دینا چاہتی تھی جب سے اس نے اپنا بزنس سنبھالا تھا لیکن ان صاحب حضرات کو ابھی تک کوئی بھی لڑکی پسند نہیں آئی۔۔!!"ان شکایتوں کے انبار سے جان چھڑانے کے لیے وہ کھانے کے بعد بہن کو چاکلیٹ دیتے ہوئے فوراً اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوا۔۔

"دیکھ رہے ہیں آپ، آج بھی خاموشی سے نکل گیا۔۔!!"اپنے بیٹے کو جاتے ہوئے دیکھ کر وہ شوہر سے شکایت کرنے لگیں۔۔

"بیگم آپ پریشان نہ ہوں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔!!"بیگم کو تسلی دیتے ہوئے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور کمرے کی طرف روانہ ہوئے۔۔

نبااور روشان کی عمروں میں تین سال کا فرق تھا لیکن بچپن سے آج تک اس نے کبھی روشان کو بھائی کہا ہی نہیں تھا کیونکہ بچپن سے دونوں میں کانٹے کی ٹکر رہتی تھی۔۔

دعارات کو جس وقت گھر پہنچی تو ان دونوں میں تیسری جنگ عظیم چھڑی ہوئی تھی۔۔

زایان اکثر ساری ینگ جنریشن کے لئے کٹ کیٹ لاتا اور فریج میں رکھ دیتا تھا۔سب لوگ اس میں سے نکال کر کھالیا کرتے تھے۔۔

آج روشان اپنی بھی چاکلیٹ کھا گیا اور ساتھ میں اس کی بھی جان بوجھ کر اس کو چڑھانے کے لئے کھا گیا۔بس پھر کیا تھا جیسے ہی نبا نے فریج کھولا چاکلیٹ نکالنے کے لئے، کٹ کیٹ فریج سے غائب تھی۔۔

"فقیر انسان تم نے میری کٹ کیٹ کھائی ہے ناں دیکھنا تمہارے پیٹ میں رات کو مروڑ اٹھیں گے، اللہ کرے تمہیں الٹیاں ہوں اور تمہارے سارے دانت جھڑ جائیں۔۔!!"اس کی بددعاؤں کا ورد جاری تھا جسے سن کر وہ سکون سے قہقہہ لگا رہا تھا۔۔

"اوئے چوہیا تم ہمیشہ چی چی چی کرتی رہتی ہو، ایک کٹ کیٹ ہی تھی ناں کوئی تمہاری جائیداد تھوڑی لی ہے جو تم اتنا واویلا کر رہی ہو۔۔!!" روشان پیچھے سے اس کی پونی کو کھینچ کر کہتے ہوئے اس کے غصہ کے گراف کو مزید بڑھا رہا تھا۔۔

اس نے کھینچ کر اپنے بالوں کو اس کی انگلیوں کے بیچ سے چھوڑوایا۔۔

"تمہاری سزا ہے کہ تم مجھے دو کٹ کیٹ لاؤ گے، وہ بھی اپنے پیسوں سے۔۔!!" اس نے بڑی شان سے حکم جاری کیا جسے سن کر وہ حیرت کا شکار ہوا۔۔

"وہ کس خوشی میں لاؤں۔۔؟ تم مجھے بھائی تو کہتی ہو نہیں جو میں تمہارے لئے اتنی بڑی قربانی دوں۔۔"!!

روشان نے منہ بگاڑ کر کہا۔۔

"میں اور تمہیں بھائی کہوں۔۔؟ نو۔۔ نیور، تم اپنا منہ پہلے دیکھ آؤ شیشے میں اس کے بعد یہ فرمائشی پروگرام جاری کرنا اور دوسری بات تم جیسے اگر میرے بھائی ہوں تو میں چاکلیٹ آئس کریم میں زہر ڈال کر نہ کھالوں۔ اور ایک بات کان کھول کر سن لو، میرے بھیا صرف زایان بھیا اور ابراہیم بھیا ہیں۔

تم سے تو میں دشمنی بھی نا کروں سودھے انسان اگر تم گھر کے مکین نہ ہو تو۔۔!!"اس نے غصے سے ناک چڑھا کر کہا۔۔

"یااللہ اس لڑکی کو ہدایت دے ورنہ جہاں جائے گی ہماری ناک کٹوا دیگی۔۔!!"روشان نے مسکین سی شکل بنا کر دعا مانگنے کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہا۔۔

"میں اگر سچ میں جہاں جاؤاور کچھ برا کروں۔جس سے کوئی تمہاری ناک کاٹنے کو تیار ہو جائے،تو کچھ ایسا میں ضرور خوشی خوشی کرنا چاہوں گی جس سے تمہاری ناک کٹ ہی جائے۔۔!!"اس نے تصور میں ہی اس کی کٹی ہوئی ناک دیکھ کر فوراً استغفر اللہ پڑھا۔۔

اس کے بچوں جیسے تاثرات دیکھ کر وہ لب دباتے ہوئے بغور اس کا جائزہ لیا۔۔

"یااللہ۔۔!اس فقیر کی جلدی سے شادی کرادیں تاکہ جو آئے اس کی بیوی بن کر میں اس کے اتنے کان بھروں کہ اس دشمن انسان سے وہ خوب لڑائیاں کرے اور میری اس سے جان چھوٹ جائے۔تبھی میرے کلیجے میں ٹھنڈ پڑے گی۔۔!!"آنکھوں میں چنگاریاں لیے وہ اُسے ایک بار پھر بد دعائیں دینے میں مشغول ہو گئی۔۔

"اچھا تمہیں اب فافے کٹنی بننے کا شوق ہو رہا ہے۔میں سمجھ سکتا ہوں کہ کھالی دماغ شیطان کا گھر ہی ہو سکتا ہے۔۔!!"اپنے بالوں میں ایک ادا سے انگلیاں پھیرتے ہوئے وہ زیرِ لب مسکرایا تھا۔۔

گھر کا ہر افراد بڑے سکون سے بیٹھ کر ان کی لڑائی ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کوئی لائیو شو دیکھ رہے ہوں۔کیونکہ یہ روز کا معمول تھا۔۔

اسی بیچ زایان بھی تھکا تھکا سا اندر داخل ہوا تھا لیکن سامنے چلتے شو کو بند کروانا سب سے اہم تھا ورنہ سر میں درد تو پکا ہونا ہی تھا۔اس نے ہاتھ اٹھا کر دونوں کو چپ کرواتے ہوئے آفر دی۔۔

"کل میں اس سے بھی زیادہ چاکلیٹ لے کر آؤں گا۔۔!!"اس نے ان دونوں کا جھگڑا چھڑانے کے لئے کہا اور اس بیچ نبا کو اپنے پاس بلایا۔۔

"بھیا آپ اس سودھے انسان کو کہیں کہ یہ کل اپنی چاکلیٹ بھی مجھے دے گا۔۔!!"اس نے زایان کے کندھے سے لگے ہی حکم صادر کیا۔۔

"روشان سزا کے طور پر کل کی تمہاری چاکلیٹ نبا کو ملے گی۔بولو تمہیں منظور ہے۔۔!!"اس نے اپنے ساتھ لگی نبا کا سر تھپتھپاتے ہوئے روشان کو نظروں ہی نظروں میں دھمکی دی۔۔

زایان ان دونوں کا جھگڑا نمٹاتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔

"مجھے منظور ہے بھیا۔۔!" روشان کا چہرہ اترا ہوا تھا۔۔

اس کے منظور کرنے کے ساتھ ہی نبا کا چہرہ مارے خوشی سے کھل اٹھا تھا جیسے روشان کی چاکلیٹ نہیں بلکہ اس کی پوری جائداد مل گئی ہو۔۔

اس کو مسکراتے دیکھ دونوں بھائیوں کے چہرے پر بھی بے اختیار مسکراہٹ آئی۔ جسے دونوں نے اپنے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبا کر روکا۔۔

ڈنر کرنے کے بعد ہی اس نے افغان چودھری کے کمرے کا رخ کیا۔ کیونکہ آج کی یہ جنگ جیتنا بھی بہت ضروری تھا۔۔

"داداجان کیا میں اندر آجاؤں۔۔!!" دروازہ کے اندر سر ڈال کر اس نے اجازت طلب کی۔۔

"ہاں اندر آؤ۔۔!!" انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے اندر بلایا۔۔

"داداجان میں آپ سے بہت ضروری بات کہنے آئی ہوں۔۔!!"وہ پرسوچ انداز میں کہتے ہوئے افغان چودھری کے قریب ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

ان کے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی جسے وہ پڑھ رہے تھے۔لیکن اپنی پوتی کے انداز دیکھ کر فوراً انہوں نے کتاب اور چشمہ نکال کر ٹیبل پر رکھا۔۔

"ہاں بیٹا بولو، کیا کہنا ہے۔۔؟"دعاان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔

"داداجان زایان بھیاب ستائیس کے ہونے والے ہیں، وہ شادی کب کریں گے۔۔؟"وہ اس سے آگے بول ہی نہیں سکی۔۔

"بیٹا جو بھی کہنا چاہتی ہیں اسے آپ کھل کر کہیں۔ڈرنے یا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔"!!

افغان چودھری نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے ہمت دیا۔۔

"داداجان یہ ہم دونوں کا سیکرٹ ہے۔۔!!"اس نے ان کے قریب جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے انہیں مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔

"ہاں بالکل۔۔!!"انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے اسے بات جاری رکھنے کا اشارہ دیا۔۔

"آپ جیا آپی کی شادی کہیں اور کیوں کر رہے ہیں۔۔؟اپنے ہونہار اور فرمابردار پوتے یعنی کہ زایان بھیا سے کر دیں ناں۔میں چاہتی ہوں دادا جان کہ جیا آپی ہی میری بھابھی بنیں۔ہاں میں یہ بھی جانتی ہوں کہ جیا آپی بھیا سے بہت ڈرتی ہیں لیکن بعد میں سب ٹھیک ہو جائے گا،میرے بھیا سب ٹھیک کر لینگے۔۔!!"اس کے چہرے پر ایک مان چھلک رہا تھا اپنے بھیا کے لئے۔۔

افغان چودھری اس کی اتنی سمجھداری اور محبت پر مسکراہٹ دبا کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔

"ہماری گڑیا تو ٹھیک ہی کہہ رہی ہے۔میں کچھ سوچتا ہوں۔اور آپ کی تسلی کے لئے بتا دوں کہ جو رشتہ آیا ہوا تھا اس کے لئے انکار کہہ لوا دیا ہے۔۔!!"وہ خوشی سے سرشار ہو کر ان کے گلے لگتے ہوئے اٹھ کر اپنے روم میں آ گئی۔۔

افغان چودھری نے اپنے دوست کو انکار کہلوا دیا اور گھر میں زایان اور جیا کے رشتے کی بات کر دی۔دعا تو دل سے خوش تھی۔آمنہ بیگم بھی بہت خوش تھیں کہ انہیں زایان جیسا داماد مل رہا تھا اور انہیں کیا چاہیئے تھا۔۔

"بیٹا میں جانتی ہوں کہ اباجان کی بات تمہارے لئے پتھر کی لکیر ہے لیکن کیا تم اس رشتے سے خوش ہو۔۔؟"انہوں نے زایان کو دیکھتے ہی سوال کیا۔

زایان بھی وہیں تھا۔ان کے سوال پر وہ صوفے سے اٹھ کر آمنہ بیگم کے قدموں میں جا کر بیٹھ گیا اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں عقیدت سے تھام لیا۔۔

"بڑی امی آپ کو میرے چہرے پر اداسی نظر آرہی ہے۔۔؟جو آپ کو ایسا لگا۔۔؟"زایان ابھی اپنی بات پوری کرتا،اس سے پہلے ہی آمنہ بیگم نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر چپ کرا دیا۔۔

"میری جان جتنا مجھے ابراہیم پیارا ہے اتنے ہی مجھے تم بھی پیارے ہو۔مجھے بہت خوشی ہے کہ میری بیٹی میرے آنکھوں کے سامنے رہے گی۔بیٹا معلوم نہیں کیوں وہ سب بچوں کی طرح کانفیڈینٹ نہیں ہے، سارے کام تم کو دیکھ کر بگاڑ دیتی ہے،بیٹا اس کی ان ساری غلطیوں کو معاف کر کے در گزر سے کام لینا۔۔!!"ان کے اس طرح کہنے پر رابعہ بیگم بھی ان کے قریب پہنچ کر کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی دی۔۔

"بڑی امی آپ پریشان نہ ہوں میں کوئی شکایت کا موقع نہیں دونگا۔۔!!"گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے اپنی بڑی امی کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔۔

اتنی بڑی خوشی پر دعااور روشان، نباتینوں آکر زایان سے چمٹ گئے جب کہ عفراءاس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعائیں دیتے ہوئے صوفے پر افغان چودھری کے قریب ہی بیٹھ گئی۔۔

"بھیا ہم بہت خوش ہیں۔۔!!"تینوں نے ایک ساتھ چیخ کر کہا۔۔

زایان نے اپنا سر جھکاتے ہوئے ان تینوں کو دیکھا جو اس سے چمٹے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس نے انہیں بے اختیار زور سے اپنے آپ میں بھینچ لیا۔۔

روشان بھاگ کر کچن سے چمچہ اور پلیٹ اٹھالایا اور بجانے کے ساتھ ساتھ گانے بھی لگا۔۔

مہندی لگا کے رکھنا

ڈولی سجا کے رکھنا

لینے تجھے او گوری

آئیں گے تیرے سجناں

مہندی لگا کے رکھنا

ڈولی سجا کے رکھنا

تم دل کی بات اپنے

دل میں چھپا کے رکھنا۔۔

نبا اور دعا بھی زور زور سے تالیاں بجاتے ہوئے روشان کا ساتھ دینے لگیں۔زایان کو بیچ میں کھڑا کر کے چاروں طرف سے وہ سب گول گول گھوم کر چکر بھی کاٹ رہے تھے اور ساتھ میں زور و شور سے گانا بھی گا رہے تھے۔۔

گھر میں اچانک خوشی سی چھا گئی، جیسے اچانک بہار آ گئی ہو۔گھر کا ہر افراد خوشی سے سرشار تھا۔۔

طے ہوا کہ دو ہفتے بعد جیا اور زایان کے نکاح کے ساتھ ہی رخصتی بھی ہو گی۔۔

یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔!!"دعا بھاگ کر جیا کے پاس گئی اور دل میں ہی اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔۔

"جیا آپی کیا دعائیں اتنی جلدی بھی قبول ہوتی ہیں۔۔؟ہاں کیونکہ اللہ تو سب دیکھ رہا ہے۔وہ تو بس ہمارے مانگنے کا انتظار کرتا ہے۔۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ لائق قدر کوئی چیز نہیں۔۔"اس نے خود ہی سوال کرتے ہوئے خود ہی جواب دیا۔۔

"جیا آپی آپ اب میرے بھیا کی دلہن بننے کے لئے تیار ہو جائیں۔۔!!"دعا اس کو گول گول گھما کر خوشی سے کہہ رہی تھی۔اس کو تو مانوں یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

زایان کے بارے میں سوچ کر ہی اس کا دل دھڑکنے لگا۔اس کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس کی دعائیں اتنی جلدی رنگ لائی ہے۔۔

"جیا آپی آپ اب بیٹھ جائیں،اگر کوئی دیکھ لیگا کہ آپ چل پھر سکتی ہیں تو بہت بڑی بات ہو جائے گی، آپ کے پیر کی وجہ سے ہی دادا جان نے دو ہفتے کا وقت دیا ہے۔۔!!"اس کے پیروں کے خیال کے ساتھ ہی فوراً ہی اس نے بیٹھایا۔۔

"دعا مجھے ان سے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔؟" سہمی سہمی سی جیا نے اس کو اپنا حال دل سنایا۔۔

"جیا آپی میرے بھیا کوئی آدم خور تو ہیں نہیں جو آپ کو کھا جائیں گے، اتنا ڈریں گی تو کام کیسے چلے گا۔۔"!!

اس نے ایک آنکھ لوفروں کے انداز میں دبا کر کہا اور وہاں سے بھاگ گئی۔۔

بھونیشور کے ایک یونیورسٹی کا اریبہ نے کیمرہ ہیک کیا ہوا تھا کیونکہ وہاں کچھ سرگرمیوں میں ملوث لوگوں کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔اسی مشن کو سرانجام دینے کے لئے وہ لوگ آج کالج اسٹوڈنٹ کی طرح وہاں پہونچے ہوئے تھے اور وہاں کے چپے چپے پر نظر رکھی ہوئی تھی۔۔

"سر ایک لڑکی پنک سوٹ میں ہے، اسی کو ٹارگیٹ کیا گیا ہے۔۔!!" ولید کان پر لگے بلوٹوتھ کے ذریعے ایک ایک حرکت پر نظر رکھ کر ریبل کو انفام کر رہا تھا۔۔

"تم لوگ اندرونی کیمرے پر نظر رکھو، کسی کو ایک کھروچ بھی نہیں آنی چاہیے، ہم وطن کے محافظ ہیں۔اپنے وطن اور لوگوں کے لئے اپنی جان قربان کرنا فخر کی بات ہے لیکن یاد رکھنا کوئی بھی جنگ جیتنے کے لئے سب سے پہلے اپنے جزبات پر قابو پانا ضروری ہوتا ہے، جب تک اپنے جزبات پر قابو نہیں

پائیں گے تب تک ہم کوئی بھی جنگ جیت نہیں سکتے۔۔!!"پوری ٹیم آپس میں بلوٹوتھ کے ذریعے کنیکٹیڈ تھی اور ریبل کی یہ جوش بھری بات سن کر جیسے ان کے اندر ایک جنون آگیا تھا۔۔

"سر ہم ہر طرح کے حالات کے لئے تیار ہیں۔ہم اپنے لوگوں پر ایک آنچ تک نہیں پہنچنے دیں گے۔۔!!"سب نے ہم آواز ہو کر کہا اور اپنے اپنے کام پر لگ گئے۔۔

ریبل گیٹ سے باہر نکلتی اس پنک ڈریس والی لڑکی کے پیچھے گیا۔اسٹوڈنٹس کی بھیڑ باہر نکل رہی تھی۔وہ بھی اسی بھیڑ کا حصہ بنتے اس لڑکی کو بازوؤں میں دبوچے ایک طرف ہوا اور یہ سب کچھ پلک جھپکتے ہوا تھا۔کسی کو شک تک نہیں ہوا کہ وہ لڑکی اب اس بھیڑ کا حصہ نہیں ہے۔۔

ریبل نے اسے دیوار سے لگاتے،اس کا چہرہ سامنے کیا اور ششدر رہ گیا۔ایک پل کے لئے آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری پھر معدوم ہو گئی۔۔

"شور مت کرنا،تمہارے بیگ میں ڈر گزر کھی ہوئی ہے ہمیں وہی چاہیے۔میں جانتا ہوں یہ تم نے نہیں کیا،تم یہ بیگ مجھے دو۔۔!!"ریبل کا چہرہ آج بھی چھپا ہوا تھا۔اس کی پہلی بات سن کر نبا کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔اس نے فوراً اپنے بیگ میں دیکھا جہاں کوئی چیز بہت زیادہ مقدار میں پیکٹ میں رکھی ہوئی تھی۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔

"گڑیا روتے نہیں ہیں، چلو آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔۔!!"اس کے منہ سے یہ الفاظ بے اختیار ادا ہوئے۔۔

"جیسے آپ نے مجھے آج گڑیا کہا ہے، میرے زایان بھیا بھی مجھے گڑیا کہتے ہیں۔آپ بہت اچھے ہیں۔۔!!"وہ اس شخص کا چہرہ تو نہیں دیکھ سکتی تھی لیکن اس کے لہجے میں چھپی محبت کو محسوس کرتے ہی سارے ڈر و خوف بھلا کر اس سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے بہت کسی محفوظ ہاتھ میں ہو۔۔

"میں اسے یہاں سے سیفلی گھر پہنچا رہا ہوں کیونکہ اس پر نظر رکھی ہو گی ان لوگوں نے اور اپنی ناکامیابی پر غلطی کرنے کے چانسز زیادہ ہیں لیکن ہم یہاں کالج میں کوئی رسک نہیں لے سکتے۔آپ سبھی لوگ چپے چپے پر نظر رکھیں کیونکہ اس بیگ میں جو ڈرگ ہے وہ ہماری انفارمیشن کے مطابق پوری نہیں ہے۔ اس کا مطلب کسی اور کو بھی ٹارگٹ کیا گیا ہے۔اسے بھی یہاں سے سیفلی نکالنا ہماری زمہ داری ہے۔۔"!!

ریبل اپنی ٹیم کو ہدایت دے رہا تھا۔۔اور اس کی پوری ٹیم اپنے اپنے مشن پر لگی ہوئی تھی۔۔

نبا کو ریبل نے اس کے گھر کے باہر ڈراپ کیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھے محبت سے تسلی دی۔۔

"دو دنوں تک یونیورسٹی بند رہے گی اس لیے گھر سے باہر نہیں نکلنا اور گھر پر بھی کسی کو نہیں بتانا۔ ہم وطن کے محافظ ہیں، تم ہم پر بھروسہ کر سکتی ہو۔۔"!!

کالے کپڑوں میں ملبوس، کالے رومال سے ہی اپنا منہ ڈھکے، کانچ جیسی بھوری آنکھوں میں ایک عظم، ایک جنون لئے وہاں سے واپس مڑا اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہوا۔۔

دعا کے اپنے چینل میں نیوز چلوانے کے بعد پاشا کے کئی پب، ہوٹل اور کالج سے ڈرگز بڑی مقدار میں جوانوں نے چھاپہ مار کر برآمد کر لیا۔ پاشا کا بہت نقصان ہوا تھا۔۔

پاشا گینگ میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ کروڑوں کا نقصان جو پہنچا تھا۔۔

"تیجا معلوم کرو کہ کسے اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے۔۔؟ان کروڑوں کے نقصان سے زیادہ فکر ہے مجھے اپنی وفاداری کہ کیونکہ یہ کام مجھے ہر حال میں کرنا ہو گا۔۔!!"اس نے غصے سے مٹھیاں بھینچ کر دھاڑتے ہوئے نجانے اب کس وفاداری کی بات کر رہا تھا جو اسے تو بالکل سمجھ نہیں آسکا۔۔

"باس یہی لڑکی ہے جو ہماری خبر میڈیا تک پہنچا رہی ہیں ہے۔اسے کئی مرتبہ ہم نے اپنی میٹینگ کی مختلف جگہوں پر دیکھا تھا۔۔!!"ان کی گینگ کا ہی ایک غنڈہ کوئی تصویر لے کر آیا اور پاشا کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔۔

"یہ کرائم رپورٹر دعا چودھری ہے۔اس لڑکی کے پروٹیکشن کے پیچھے کسی بہت اچھے سکرٹ ایجنٹ کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔اس لیے اب تک اس لڑکی کا صفایا کرنے میں ہم کامیاب نہیں ہو سکے۔آج ہم نے بہت بار کوشش کہ ہے اس لڑکی کے پیچھے جانے کی لیکن ہمیں کچھ ٹھیک محسوس نہیں ہوا۔لیکن ہم اس کو آپ کے پاس ضرور لائیں گے۔۔!!"اس کی تفصیلات سن کر پاشا کا دماغ گھوم گیا۔۔

"بہت سے لوگ پاشا کی کے کام میں ٹانگ اڑانے آئے اور چلے بھی گئے۔کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔مجھے کسی بھی حالت میں یہ لڑکی چاہیے اس لڑکی کے سامنے آتے ہی جو بھی ہمارے پیچھے ہے وہ بھی سامنے آجائے گا۔۔!!"اس نے غصّہ سے پھنکارتے ہوئے اپنا ذہن استعمال کیا۔۔

سامنے ہی کرسی پر بے نیاز بیٹھا وہ سامنے پڑی فوٹو گرافی پر نظر مرکوز کیے غصے سے مٹھیاں بھینچ گیا۔۔

"یہ ایک عام سی لڑکی ہے جو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہے۔میں اسے اپنے طریقے سے دیکھ لوں گا۔۔!!"سامنے پڑی فوٹو پر پاشا اور کئی کی نظروں کو محسوس کرتے ہی اس کا چہرہ لال سرخ ہو گیا۔۔

اس نے فوٹو جیب میں رکھ کر کچھ بھی ابھی کہنے سے پرہیز کرتے ہوئے فوراً وہاں سے نکل گیا۔۔

وہ ناشتہ کے بعد گھر سے آفس کے لئے نکل رہی تھی۔پیچ کلر کا فراک اور اس پر ہم رنگ دوپٹہ لیے، میرون اسکارف اوڑھے ہوئے، چہرے پر صرف پنک لپ گلوز لگائے وہ کسی گڑیا سے مشابہت رکھتی تھی۔۔

"امی جا رہی ہوں۔۔!"وہ ان سے کہتے ہوئے باہر نکلنے لگی۔رابعہ بیگم نے اسے دیکھ کر ماشااللہ کہا اور اس پر آیت الکرسی کا ورد کر کے دم کیا۔۔

وہ اپنے آفس کے گیٹ پر ہی پہنچی تھی جب ایک گاڑی آ کر رکی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی کسی نے اس کے منہ پر کلوروفام لگا رومال رکھ کر اسے دبوچتے ہوئے گاڑی میں ڈالا۔۔

وہ مزاحمت بھی نہیں کر پائی تھی اور بے ہوش ہو کر وہی سیٹ پر لڑھک گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو خود کو بیڈ پر لیٹے ہوئے پایا۔۔

اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کہ لیکن سر بہت بھاری تھا اور چکر بھی آ رہے تھے۔ پھر یہ احساس کی وہ کڈنیپ ہو گئی ہے اس کا دل دہلانے کے لئے کافی تھا۔۔

اس نے بڑی مشکل سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن ہاتھ جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ بھی نہیں سکی۔۔

بے بسی ہی بے بسی تھی جو اس کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ اپنی ساری ہمت جمع کرتے ہوئے اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔۔

"کوئی ہے یہاں تو دروازہ کھولو، مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔؟ اگر ہمت ہے تم میں تو میرے سامنے آؤ، بزدل کہیں کے پیٹھ پیچھے وار کرتے ہو۔ مجھ سے پنگا لینے کا انجام بہت برا ہو گا، ایک ایک کو دیکھ لوں گی۔۔!!" اس کی چیخ و پکار پر کلک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا تھا اور کوئی بڑی شان سے اندر داخل ہوا۔۔

"کون ہو تم اور مجھے کیوں یہاں لے کر آئے ہو۔۔؟"اب اندھیرے سے آنکھیں مانوس ہو گئیں تھیں لیکن اس شخص کے دروازے پر کھڑے ہونے کی وجہ سے چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔

بٹن آن ہوتے ہی کمرے میں روشنی پھیل گئی تھی۔اس نے ایک بار اپنی آنکھوں کو زور سے مینچتے ہوئے کھول کر گردن اوپر اٹھایا۔۔

"تم۔۔!تمہاری اتنی ہمت کہ مجھے کڈنیپ کر لیا۔۔؟"اس ہوڈی والے کو دیکھ کر پہلے تو وہ حیرت کا شکار ہو گئی لیکن پھر خود کو ڈپٹتے ہوئے ہوش میں لائی۔۔

کسی بھی برے انسان سے اچھائی کی توقع کرنا سب سے بڑی بے وقوفی ہوتی ہے۔۔

"ہمت کی بات مت کرنا کیونکہ ابھی تم میری ہمت سے ناواقف ہو،دوسری بات یہ ہے کہ میں ایک بار کے بعد دوبارہ وارننگ نہیں دیتا ہوں اس لئے میری بات دھیان سے سنو۔اگر اپنی اور اپنے گھر والوں کی زندگی اور عزت چاہتی ہو تو مجھ سے ابھی فوراً نکاح کے لئے تیار ہو جاؤ ورنہ مجھے اچھے سے معلوم ہے کہ تمہارا ایک بھائی شوروم اور دوسرا کورٹ کے لئے نکل رہا ہے۔۔!!"وہ جھک کر اس کے ہاتھوں کو آزاد کرتے دھمکی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے اس کی جان آدھی کر دیا۔۔

"خبردار۔۔! خبردار گھٹیا انسان اگر تم نے میرے بھائیوں پر ایک گندی نظر بھی رکھی تو میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔!!" غصہ سے دھاڑتے ہوئے اس کا ہاتھ صفاک بنے انسان کے گریبان تک پہنچ گیا۔۔

"بہت شوق چڑھا تھا ناں تمہیں پاشا گینگ کا پردہ فاش کرنے کا تو چلو میں تمہارے لئے آج سے بلکہ ابھی سے آسانی فراہم کرتا ہوں۔۔!!" اپنے گریبان پر پہنچے اس کے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بڑے سکون سے ایسے آرڈر دیا جیسے وہ کہیں کا شہزادہ ہو اور دعا اس کی رعایا۔۔

اس کا ہاتھ تیجا کی بات سن کر گریبان سے ڈھیلا پڑا، چہرے کا رنگ سیاہ پڑا تھا۔ وہ خود کو سنبھال نہیں سکی اور اس کا پاؤں لڑکھڑا گیا۔ وہ زمین بوس ہوتی کہ فوراً تیجا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سیدھے کھڑا کیا۔۔

"تم۔۔! تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔۔؟" اس نے آنکھوں میں آنسو لیے التجاء کرتے ہوئے رو پڑی تھی۔ وہ آج پہلی بار خود کو بے بس اور کمزور محسوس کر رہی تھی۔۔

"بلکل کر سکتا ہوں ہوا اور کروں گا۔ بہت دفعہ تمہیں کہا تھا کہ مجھ سے دور رہو، میرے سامنے مت آنا لیکن تمہیں میری بات تو سمجھ ہی نہیں آئی تھی۔ کوئی بات نہیں اب جائز طریقہ استعمال کرتے ہوئے

تمہیں ٹھیک سے سمجھاؤں گا۔۔!!"اس نے سکون سے اسے بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے اس کا سکون غارت کیا۔۔

"لوفر، چھچھورے انسان نہیں کرنا مجھے تم سے کوئی نکاح، کیا کر لو گے ہاں؛ زیادہ سے زیادہ مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو۔۔!!"غصے کی شدّت سے اس کے پھولے پھولے گال کچھ زیادہ ہی پھولے ہوئے لگے۔۔

"ٹھیک ہے پھر اپنے بھائی زایان کی لاش دیکھنے کو تیار ہو جاؤ،اس وقت تمہارا بھائی تمہاری ایک بہن کو پہنچانے کے لئے کالج گیا ہوا ہے۔۔"!!اس نے اپنی ریوالور نکال کر چند قدم آگے بڑھا تھا جب اس کی بے بسی سے پر آواز سن کر مڑا۔۔

اپنے گھر کے ہر فرد کی جانکاری اس کے پاس دیکھ کر اور اپنے پیارے بھائی کا نام سن کر ہی وہ بے بسی کے احساس سے روتے ہوئے فرش پر گھٹنوں کے بل گر پڑی تھی۔۔

"آج تم میری بے بسی کا تماشا دیکھ رہے ہو کل میں تمہاری بے بسی کا تماشا دیکھوں گی کیونکہ مکافات عمل بھی ہوتا ہے جس کے بارے میں شاید تم نے ضرور سنا ہو گا۔۔!!"اسے اس کی بد دعا پر حیرت نہیں ہوئی کیونکہ ایسے کام پر دعائیں نہیں ملتی ہے۔۔

وہ فوراً اس کے سر پر دوپٹہ درست کرتے ہوئے اس بیجان سے وجود کو اپنے بازوؤں کا سہارا دیے کمرے سے نکل کر ہال میں داخل ہوا جہاں مولوی صاحب کے ساتھ ہی پانچ اور لوگ گواہان کے طور پر موجود تھے۔۔

کب نکاح ہوا، کب کیا ہوا دعا کو کچھ ہوش نہیں تھا۔ نکاح کے بعد جب وہ سب کو رخصت کرتے ہوئے خود اندر آیا تو اسے زار و قطار روتے ہوئے دیکھا۔۔

"اب رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں وائفی۔ چلو تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں۔۔!!" گاڑی کی چابی ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے وہ باہر نکلنے لگا تھا جب پشت سے آتی آواز نے اس کے قدم روک دیے۔ اس کے لہجے میں چھپی بے بس نے اس کے دل میں ہلچل مچا دیا۔۔

"تت۔۔ تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ، خاک میں ملا دی میری اور میرے اپنوں کی عزت۔۔!!" وہ سسکتی ہوئی ابھی اپنی بات پوری بھی نہیں کر سکی تھی جب تیجا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے کھڑا کیا۔۔

وہ اس کی حرکت پر لڑکھڑاتی ہوئی اس کے سینے سے لگی، دونوں کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں تھیں ایک کی نفرت کے احساس سے اور دوسرے کی اپنی جیت کی خوشی سے۔۔

دعااس سے خود کو چھڑوانے کے لئے مزاحمت کرنے لگی لیکن مقابل شخص کی پکڑ بہت مضبوط تھی۔۔

تیجانے اس کے مزاحمت کرتے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں جکڑتے ہوئے، دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے خود سے اور قریب کیا۔۔

"تم نہیں جانِ من مجھے "آپ" کہو، شوہر کی عزت کرتے ہیں کیا یہ بھی اب میں سکھاؤں۔۔؟" اس کی گرم سانسیں وہ اپنی گردن پر محسوس کرتے ہوئے سانسیں روک گئی۔اس نے خود کو چھڑانے کہ کوشش میں مصروف اسے دل میں ہی گالیوں سے نوازا۔۔

"فلرٹی، چھچھورے، غنڈہ موالی، ضمیر فروش۔۔!!" نجانے کن کن القابات سے دل ہی دل میں نوازتی ہوئی وہ غصے سے چور تھی۔۔

"چلو تمہیں گھر چھوڑ آؤں ورنہ مجھے دیکھ دیکھ کر ہی تمہارا خون جل جائے گا۔۔!!" اس کے بگڑتے چہرے کے زاویے دیکھ کر تیجانے اپنے ہاتھ ڈھیلے کیے اور اس کو خود سے دور کیے کہا تھا۔۔

"سودھے انسان مجھے گھر نہیں جانا۔۔!!" اپنے آنسوؤں کو اپنی ہتھیلیوں میں جزب کرتے ہوئے وہ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو جھٹک چکی تھی۔۔

"اچھا میرے ساتھ رہنا ہے تو ایسے صاف بولو ناں۔۔!!"اس کی باتوں کا اپنی طرف سے مطلب اخز کرتے ہوئے اس کے گھورنے پر اپنے ہونٹ بھینچ کر بہت مشکل سے اپنا قہقہہ روکا۔اس کا چہرہ ہوڈی میں چھپا ہوا تھا اس لئے دعا کو کچھ محسوس نہیں ہو سکا۔۔

"میں نے یہ نہیں کہا، بلکہ میں نے کہا ہے کہ مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا۔۔!!"اس نے کسی چھوٹے بچے کی طرح نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کے خوابوں پر بالٹی بھر کر پانی پھینک دیا۔۔

"پھر تم کہہ رہی ہو۔ابھی چند منٹ پہلے ہی تو سکھایا تھا کہ تم نہیں آپ کہو۔۔!!"اس نے پیچھے مڑ کر اسے نظروں ہی نظروں سے گھورا تھا۔۔

"پہلے آپ کہلانے کے لائق تو بنو، جس دن اس لائق بن گئے ناں اس دن میں کسی کے بنا سکھائے تمہیں "آپ" کہوں گی۔۔!!"اس کے منہ پر ہی جواب دے کر اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

اس نے گھر پہنچتے ہی سیدھے اپنے کمرے کا رخ کرنے لگی جبھی رابعہ بیگم کی نظر اس پر پڑی۔۔

"دعا بیٹا اتنی جلدی کیسے گھر آ گئی۔۔؟"انہیں اس وقت اسے دیکھ کر تشویش ہوئی تھی۔۔

"امی کوئی کام نہیں تھا اس لئے آ گئی۔۔!!"وہ چہرے کا رخ پھیر کر کھڑی اپنی بھرائی ہوئی آواز پر قابو پاتے ہوئے انہیں تسلی دے کر اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔اس کا موڈ کسی کا بھی سامنا کرنے کا نہیں تھا۔۔

اپنے کمرے میں بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی آج کے حادثاتی واقعہ کے بارے میں سوچنے لگی جس نے اس کی زندگی کا رخ تبدیل کر دیا تھا۔۔

"یا اللہ۔۔!میں کسی کو کیا منہ دکھاؤں گی۔۔؟کیا بتاؤں گی کہ ایک غنڈے نے مجھ سے زبردستی نکاح کر لیا۔۔؟اللہ رحم فرما مجھ پر میرے پیاروں پر بھی،لیکن اس نے اچانک ایسا کیا کیوں۔۔؟"رب سے دعا مانگنے کے بعد اس کے ذہن میں تیجا کا رویہ یاد آتے ہی آنکھوں میں سوچوں کی لکیر ابھری۔۔

"اس نے جس قسم کا بھی بدلہ لینے کے لئے کیا ہو لیکن یہ میرے لئے اور میرے پیاروں کے لئے ایک دھبہ ہی ہو گا۔۔!!"اس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسوں گرتے ہوئے تکیے میں جزب ہوئے۔اسی طرح روتے ہوئے پورا دن گزر گیا۔۔

اس نے اپنے آپ کو شام تک دھیرے دھیرے سنبھال لیا اور کسی پر کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔

تین دن اسی طرح گزر گئے۔وہ خاموشی سے اپنے کام پر جاتی اور واپس آکر کمرے میں بند ہو جاتی۔۔

نبا کے اسرار پر اسے نبا اور عفراء کے ساتھ شادی کی شاپنگ کے لئے مال جانا ہوا۔۔

"دعا تم بھی اپنے لئے کچھ پسند کرو۔۔!!"عفراء کے متوجہ کرنے پر اس نے انکار میں سر ہلا دیا۔۔

ان دونوں نے تھوڑی بہت شاپنگ کی اور دعا کا اداس چہرہ دیکھ کر وہ لوگ وہاں سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھیں۔۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ چکی تھی اور دعا گاڑی کی ڈکی میں شاپر رکھنے کے لئے پیچھے چلی گئی۔۔

وہ سامان رکھ بھی نہیں سکی تھی کہ ایک گاڑی ان کے قریب آکر رکی اور اس میں سے دو شخص چہرہ چھپائے ہوئے باہر آئے اور اس کو گھسیٹ کر گاڑی میں ڈالا اور لے گئے۔۔

وہ دونوں جب تک کچھ سمجھتیں تب تک وقت ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسل گیا۔ان کے چیخنے چلانے پر بھی ان بے رحم کو تھوڑا بھی رحم نہیں آیا۔۔

اپنے بیڈ پر لیٹ کر اس نے اپنی آنکھیں بند کی لیکن یہ آج اس کے لئے بہت مشکل ثابت ہو رہا تھا۔ ذہن بار بار آج کے ہوئے واقعے کو دوہرا رہا تھا۔۔

"ٹھیک نہیں کر رہی ہیں آپ میرے ساتھ، دلاور بختیار کے مدد کرنے پر تھپڑ بھی مار دیا اور بڑی ہی شان سے اس کے دل پر پنجے گاڑ کر بیٹھ بھی گئیں ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ میرا دل غلطی کر بیٹھا ہے لیکن اب اس غلطی کے لئے میں کوئی معزرت نہیں کر سکتا۔۔!!" اس نے اپنے وجود میں بے چینی سی محسوس کرتے ہوئے بیڈ سے اتر کر بالکونی میں جا کر جھولے پر بیٹھ گیا۔۔

دل باتیں کر رہا تھا لیکن نظریں سیاہ آسمان میں چمکتے ہوئے چاند پر ٹکی تھیں۔ جو آج کچھ زیادہ ہی روشن نظر آ رہا تھا اور اپنی چاندنی سے ہر ایک کو منور کر رہا تھا۔۔

وہ پہلی ہی دفعہ میں اپنے دل ہار جانے پر بے اختیار مسکرایا تھا۔ کیونکہ آج پہلی بار دو کو چار میں بدلنے کی سوچ رکھنے والا بندہ جاگ کر چاند کی روشنی پر غور و فکر کر رہا تھا۔۔

اس کی سوچوں کا محور صرف اور صرف وہی نازک دوشیزہ تھی جس نے بزنس مین دلاور بختیار کا دل چند پل میں ہی اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔۔

اس نے سب سے پہلے کچھ سوچتے ہوئے دانش کے موبائل پر کال کیا۔ تیسری کال پر اس کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں بڈی۔۔؟ اتنی رات کو فون کیوں کیا ہے۔۔؟" اس کی پریشان سی آواز دلاور کی سماعت تک رسائی حاصل کرتے ہوئے چونکا دیا۔۔

موبائل کان سے ہٹا کر سب سے پہلے اس نے وقت دیکھا جو دو کے ہندسے پر درج تھا۔۔

"دانش کل مجھے دس بجے تک پروفیسر عفراء چودھری کی پوری ڈیٹیل چاہیے۔۔!!" اس کی سرگوشی نما آواز دانش کے سماعت تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے چونکا گئی۔۔

"کیا مطلب ہے۔۔؟ تم نے اتنی رات گئے اس لئے فون کیا ہے کہ تمہیں پروفیسر عفراء کی ڈیٹیل چاہیے تھی۔۔؟" اس نے حیران ہو کر کہا کیونکہ یہ ان کی تیس سالہ زندگی کی پہلی کنورسیشن تھی جس میں کسی عورت کا ذکر شامل تھا۔۔

"ہاں بالکل۔۔!" اس کی حیرت پر وہ بے اختیار مسکرایا تھا۔۔

"لیکن کیوں۔۔؟تم تو بدلہ لینے کے قائل نہیں ہو تو پھر میں کیا سمجھوں۔۔؟کیا تم اس تھپڑ کے لئے ایسا کر رہے ہو۔۔؟"اس نے سوال پر سوال اٹھایا۔کیونکہ اس وقت اس کے ذہن نے کام کرنا بند کیا تھا۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے دانش کہ میں ایسا کیوں کر رہا ہوں۔۔؟"اس کے اتنے سوالات کرنے پر وہ پر سکون سا اس سے ہی پوچھ لیا۔۔

"مجھے نہیں معلوم ہے لیکن اگر جو میں سوچ رہا ہوں وہ سچ ہے تو میں بہت خوش ہوں لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ کہیں ان کی شادی نہ ہو گئی ہو۔۔؟"اب کی بار دانش کی پر سکون مسکراتی ہوئی آواز سن کر پہلے وہ مسکرایا لیکن اس کی آخری بات پر اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا اور مٹھیاں بھینچ گئیں تھیں۔دل جیسے چند پل کے لئے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔

"اگر اللہ نے میرے دل میں ان کے لئے خاص جگہ دی ہے تو میں شدّت سے دعا کروں گا کہ اگر وہ میرے اور میں ان کے حق میں بہتر ہوا تو مجھے سونپ دیں۔کیونکہ اللہ بہتر سے بہترین نوازنے والا ہے۔دعاؤں سے تو تقدیر بھی بدل جایا کرتی ہے۔۔!!"اس نے اللہ پر توکل باندھا تھا اور جو اللہ پر توکل باندھتے ہیں وہ کبھی مایوس نہیں ہوتے۔۔

"میں بھی دعا کروں گا تمہارے لئے،اللہ نے چاہا تو سب بہترین ہو گا۔۔!!"اس نے اپنے ساتھ کا یقین دلاتے فون رکھ دیا تھا اور وہ کچھ پل تک یونہی ساکت کھڑا رہا تھا پھر چلتا ہوا واشروم میں گیا اور وضو کر کے تہجد کے لئے کھڑا ہو گیا۔۔

ریبل نے ارجنٹ میٹنگ بلائی۔انہیں کسی مخبر کے اطلاع کی ضرورت نہیں تھی۔ان کی نظروں سے کسی کا اوجھل ہو پانا بہت مشکل تھا۔۔

"آپ سبھی لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا دشمن کون ہے۔۔؟کون ہے جو ہماری آنے والی نسلوں کو تباہ و برباد کرنے کی درپر ہے۔۔؟کون ہے جو وطن کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے۔۔؟"اس جزبات سے پر آواز ان کی سماعتوں تک پہنچ کر جوش جگا رہی تھیں۔۔

"ولید تم ان کے جتنے بھی اڈے ہیں سب پر آج ریڈ کی تیاری کرو اور اریبہ تم سے جو اریسٹ وارنٹ لانے کو کہا تھا وہ سر رفیق دیں گے،آج ہم اپنے وطن سے اس ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔۔"!!

ابھی اس کی بات ادھوری تھی جب سامنے میز پر پڑا موبائل بج اٹھا تھا۔۔

"سر آپ نے مجھے جس رپورٹر دعا چودھری کے پیچھے لگایا تھا اسے ابھی کچھ غنڈے شاپنگ مال کے سامنے سے اٹھا کر لے گئے، سر میں ان کے پیچھے ہی ہوں آپ مجھے بتائیں کہ اب آگے کیا کرنا ہے۔۔!!"دوسری طرف صبا تھی جس کی بات سن کر ریبل کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔اس نے غصے کو ضبط کرنے کی کوشش میں مٹھیوں کو بھینچ لیا۔وہ کرسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔۔

"صبا تم اس کے پیچھے رہو اور مجھے اپنی لوکیشن بھیجو۔میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔۔!!"اس کا چہرہ غصے کی شدّت سے لال تھا اور مٹھیاں بھینچی ہوئی تھی۔وہ فون رکھ کر دوبارہ ٹیم کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی ریوالور اور ضروری سامان لے کر بالکل تیار تھے۔۔

"ہم ابھی پاشا کے اڈے پر ریڈ کریں گے لیکن سب سے پہلے اندر میں جاؤں گا، کیا آپ سب تیار ہیں۔۔!!"وطن کے محافظوں کے چہرے پر سکون بھری مسکراہٹ تھی۔۔

"یس سر۔۔!"سب نے ہم آواز ہو کر کہا اور ایک ساتھ پلان ترتیب دیتے ہوئے باہر نکل گئے۔۔

ایک محافظ کی زندگی میں صرف دو چیز سب سے اہم ہوتی ہے۔پہلا فرض اور دوسرا رشتے لیکن فرض اور رشتوں میں ہمیشہ فرض کو آگے رکھنے والے ہی اچھے محافظ کہلاتے ہیں۔۔

جب سے اس نے آنکھیں کھولیں تھیں تب سے اس کی آنکھوں پر پٹی کی وجہ سے خوفناک اندھیرا چھایا ہوا تھا۔خوف سے اس کی آواز بند تھی۔نجانے کتنے گھنٹوں سے اسے باندھ کر رکھا گیا تھا۔۔

"کھولو مجھے، کیوں لے کر آئے ہو۔۔؟"اس کی چیخ و پکار سننے والا کوئی نہیں تھا۔۔

"باس اس لڑکی کو ہم لے کر آئے ہیں۔اب اسی سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے پیچھے کون ہے اور اسے پروٹیکشن کون دے رہا ہے۔۔؟کیونکہ جس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے وہی اس رپورٹر کو پروٹیکشن بھی دے رہا ہے۔۔!!"اس کے ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔کمرے سے باہر کچھ افراد کے بولنے کی آواز اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔۔

پاشا وہاں خود آج موجود تھا،اس کی آج موت شاید اسے وہاں کھینچ لائی تھی۔۔

چند پل بعد کمرے کا دروازہ وا ہوا اور وہ سب اندر داخل ہوتے ہی اس کے آنکھوں سے پٹی ہٹا کر سوالات کرنے لگے۔۔

"لڑکی بتاؤ کون تمہیں پروٹیکٹ کرنے والا ہے۔۔؟اگر تم ہمیں بتادو تو ہم تمہیں شاید جانے دیں ورنہ رعایت کی امید بھی مت کرنا۔۔!!"اندھیرے کے باعث اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ جو کوئی بھی تھا وہ بڑی شان سے ایک سربراہی کرسی پر بیٹھ کر اپنی روب دار آواز میں اس سے مخاطب تھا۔۔

"مجھے نہیں معلوم کہ تم لوگ کیا کہہ رہے ہو۔۔"!!

دعا نے سکون سے کہا۔اسے اس شخص کا صرف پیر دکھائی دے رہا تھا چہرہ نہیں۔۔

"تم نے ہی اس دن وہ پب والی ویڈیوں نیوز پر نشر کروائی تھی۔اس لئے چالاکی دیکھانے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ اتنا برا حال کریں گے تمہارا کہ تمہارے گھر والے پہچان نہیں سکیں گے۔۔!!"دھمکی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ کی انگلی اٹھائی تھی۔۔

"ہاں میں نے ہی دی تھی اور اپنے وطن کے لیے مجھ سے جو بن پڑے گا میں وہ سب کروں گی۔تم سب ایک ایک کا پردہ فاش نہ کیا تو میرا نام بھی دعا چودھری نہیں۔۔!!"اس کے چہرے پر کوئی ڈر و خوف نہیں تھا بلکہ کچھ کر گزرنے کا ایک جنون تھا۔۔

پاشا کی انگلیوں کی حرکت سے ہی ان میں سے ایک آگے بڑھتا اس کی داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر چاقو سے وار کیا۔۔

"آہ۔۔!"اس کے منہ سے بے اختیار کراہ نکلی۔۔

"بتاؤ ورنہ یہ ابھی بس ٹریلر ہے۔۔!!"اس کی چیخ پر وہ شخص اس کے قریب ہی بیٹھ کر اس کی تھوڑی کو چاقو کی نوک سے اونچا کیا۔۔

اندھیرے میں بیٹھا وہ وجود تلملا اٹھا۔اسے خطرے کا احساس ہو چکا تھا۔۔

"ورنہ کیا کر لو گے تم ہاں۔۔؟مجھے مارو گے تو مار دو لیکن میں کچھ بھی نہیں بتاؤں گی۔۔!!"اپنی تکلیف پر بھی وہ خوفزدہ نہیں ہوئی۔اس کے ہاتھوں سے خون بہہ کر فرش کو رنگین کر رہا تھا۔اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے لیکن پھر بھی وہ ہمت نہیں ہار رہی تھی۔۔

اس کی دیدہ دلیری پر اس کے سامنے بیٹھے شخص نے بڑی بے دردی سے دعا کے دوسرے ہاتھ پر کٹ مارا۔۔

"آہ۔۔!"وہ بے اختیار ہلک کے بل چیخی تھی۔درد سے وجود پسینہ سے تر ہوا تھا۔۔

اپنی کرسی پر براجمان اس بے رحم شخص نے بیٹھے بیٹھے ہی اس کی کرسی پر لات ماری تھی اس کے بے رحم سلوک کی بدولت وہ کرسی سمیت فرش پر گر پڑی۔۔

کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی کوئی اندر داخل ہوا اور جیسے ہی نظر فرش پر گرے اس درد سے بے حال ہوتے وجود پر پڑی تو نظریں کچھ پل کے لئے ساکت رہ گئیں۔۔

"تیجا اچھا ہوا تم آ گئے۔اب اس لڑکی کو تمہیں دیکھوں، یہ اپنا منہ نہیں کھول رہی۔۔!!"اس پر نظر پڑتے ہی ان میں سے ایک آگے بڑھ کر اس سے کہتا ہوا پیچھے ہٹتا کہ اس سے پہلے ہی تیجا آگے بڑھتے ہوئے اس نے دعا کے ہاتھ پر کٹ مارنے والے غنڈے کو سر سے پکڑ کر دیوار میں ٹکرا دیا۔۔

وہاں کسی کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔جب تک ان میں سے کوئی ایکشن لیتا اس سے پہلے ہی آفیسرز کی ٹیم انہیں اپنے گھیرے میں لے چکی تھی۔۔

اچانک سامنے لگی ہوئی اسکرین روشن ہوئی تھی اور اس پر کسی کے پیروں سمیت جسم کا کچھ حصہ دکھائی دے رہا تھا۔۔

"تیجا تم یہ کیا کر رہے ہو۔۔؟ تم اپنے ہی لوگوں پر ہاتھ کیوں اٹھا رہے ہو۔۔؟" ایک مکروہ قہقہے کی آواز کے ساتھ ہی سوالات کی بوچھاڑ ہو گئی۔۔

"سر یہ تو ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا۔ لگتا ہے کہ اس کو سب پہلے سے معلوم تھا۔۔!!" ایک آفیسر نے سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے اسکرین پر نظریں مرکوز کیے ہوئے ہی کہا۔۔

"تم اپنی خیر مناؤ کیونکہ جلد ہی میں تمہارے ساتھ پارٹی کرنے آ رہا ہوں۔۔!!" اس نے مٹھیاں بھینچ کر پھنکارتے ہوئے کہا۔۔

"ہاہاہا میں انتظار کروں گا میرے تیجا اور ہاں تمہارے پیچھے یہ جو دو میرے چمچہ کھڑے ہیں انہیں میرے بدلے میں ان آفیسرز کو دے دو۔۔!!" اس کی بات سن کر ان تینوں میں جو کرسی پر بیٹھ کر اس کا کردار ادا کر رہا تھا وہ بھی فوراً کھڑا ہو گیا۔۔

"تیجا نہیں مجھے ابراہیم کہو پاشا۔ ابراہیم چودھری ہوں میں۔۔!!" اس کی دھاڑ کی صورت نکلی ہوئی آواز سن کر وہاں کھڑے کچھ نفوس ساکت رہ گئے۔۔

تیجا نے اپنی ہوڈی اوپر کرتے ہوئے اپنے گال پر لگا ہوا جلے کا اسٹیکر چہرے سے ہٹا کر زمین میں پھینک دیا۔۔

دعا حیرانی سے فرش پر گری ہوئی یہ ساری کاروائی آنکھیں واں کیے دیکھ رہی تھی، خون نکلنے اور بے انتہا درد کی وجہ سے اس کی آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھی پھر بھی وہ انہیں زبردستی کھول کر دیکھ رہی تھی۔۔

"مجھے معلوم ہو گیا تھا جو تم دکھ رہے ہو وہ ہو نہیں۔ تم تیجا بن کر ہماری مخبری کرتے رہے اور اب تک مجھے بہت نقصان پہنچا چکے تھے لیکن اب میں ابراہیم پلس تیجا کو نقصان پہنچانے کی بھرپور تیاری میں مصروف ہوں۔ لیکن پھر بھی تم نے پاشا کے ساتھ دھوکا کیا ہے اور پاشا دھوکہ دینے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے یہ تم تو بہت بہتر جانتے ہو۔۔!!" ٹی وی اسکرین سے آتی آواز سن کر وہ بے اختیار طنزیہ انداز میں مسکرایا تھا۔۔

"پاشا اپنی آنکھیں کھولو اور ہوش کرو، تمہارے سارے کتے تم سمیت مجھ سے مقابلہ کے ڈر سے چھپ کر بیٹھ گئے ہو بزدل کہیں کے۔۔ اور جہاں تک رہی دھوکہ کی بات تو تم نے آج تک کون سا کسی کے ساتھ اچھا کیا ہے۔۔!!" وہ بھی پھنکارتے ہوئے اس کے ہوش ٹھکانے لگانے کو تیار تھا۔۔

"کرنل ذیشان چودھری یاد ہیں تمہیں پاشا، جنہیں تم نے اپنے کالے کرتوت کی ایک چیپ پانے کے لئے بڑی بیدردی سے مار دیا تھا۔ تم جانتے ہو وہ چیپ میرے پاس تھی، لیکن اب تمہارے سارے آدمیوں اور کالے دھندوں کی وہ چیپ آرمی کے پاس ہے کیونکہ اب تیجا نہیں بلکہ ابراہیم خود آرمی کا مددگار ہے۔ تمہیں معلوم ہے ابراہیم کون ہے۔۔؟"اس نے بڑے ہی پر سکون انداز میں ان آفیسرز کو اپنے کام کرتے ہوئے دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔

"کرنل ذیشان چودھری کا بیٹا ابراہیم چودھری ہوں میں اور ہم چودھری کبھی اپنا وعدہ ادھورا نہیں چھوڑتے اور اپنے وعدے سے کبھی مکرتے بھی نہیں، ہم اپنے وطن کے لئے اپنی جان بھی دینا جانتے ہیں۔اور یہ ساری چیزیں میں نے اپنے ابو سے سیکھی ہیں۔۔!!"اس نے پر سکون ہو کر مقابل شخص کے سکون کو غارت کیا۔۔

"اور ہاں یہ جو ٹیم یہاں موجود ہے یہ کوئی عام ٹیم نہیں ہے یہ ریبل کی ٹیم ہے۔ تم نے ریبل کا نام تو سنا ہی ہو گا تو بس سمجھو کہ اب تمہارے گنتی کے چند دن بعد ہی وہ تم سے ملاقات کرنے ضرور آئے گا اور ہاں ریبل مجھ جیسے مخبر پر بالکل یقین نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے کام خود کرتا ہے تو تم اب اپنی موو ی اس کے

ساتھ ہی دیکھنا۔۔!!" جہاں ابراہیم کی بات سن کر پاشا کا چہرہ فق ہوا اور ساتھ ہی اسکرین ساکت ہوئی، وہیں نیم بیہوشی دعا کا چہرہ ریبل کے نام پر کوئی اور کہانی سناتا ہوا لگا۔۔

پاشا کے ان تینوں آدمیوں کو زندہ پکڑ کر آرمی اپنے ساتھ لے گئی۔۔

وہ فرش پر گری ہوئی تھی۔پیشانی سے خون بہہ کر فرش کو رنگین کر رہا تھا۔۔

ابراہیم بھاگ کر اس کے قریب پہنچا اور اس کا ہاتھ رسیوں سے کھولتے ہوئے اسے اپنی باہوں میں اٹھائے ہاسپٹل کی طرف روانہ ہوا۔۔

اپنی پرنسز کو اس حال میں دیکھ کر اس کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی اس کا ٹریٹمنٹ کر کے اسے روم میں شفٹ کرتے ہوئے ڈریپ لگا دیا گیا تھا۔اس کے دونوں ہاتھوں اور ماتھے پر بھی پٹی لگی ہوئی تھی۔۔

ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کے بعد وہ کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی ہوئی تھی۔ اسے سکون کا انجیکشن دیا گیا تھا۔۔

وہ پورے استحقاق سے دعا کے بیڈ پر اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور بہت احتیاط سے اس کے نرم و ملائم ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر عقیدت سے چومتے ہوئے نم آنکھوں سے لگا گیا۔۔

"اٹھ جاؤ پرنسز، اپنی آنکھیں کھولو پلیز۔ مجھے معلوم ہے کہ میں بہت برا ہوں، بہت ہی زیادہ برا ہوں۔ یہ سب کچھ میرے ساتھ ہونا چاہئے تھا تمہارے ساتھ نہیں۔ کہا بھی تھا کہ ان سب سے دور رہو لیکن نہیں وہی ضد اور اکڑ ہے جو ہم چودھریوں کی شان ہوتی ہے لیکن ہر جگہ ضد نہیں دکھانی چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے ناراضگی دکھاؤ گی اور دیکھانا بھی چاہیے کیونکہ میں نے تمہیں یہ سب کچھ بتایا جو نہیں، تمہارے ساتھ بہت غلط کیا لیکن وہ سب میری مجبوری تھی، میں تمہیں منالوں گا پرنسز۔۔!!" ابراہیم نے بے اختیار جھک کر اس کی پیشانی پر لگے زخموں پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھ کر عقیدت سے بوسہ دیا۔۔

اس نے ڈاکٹر سے بات کر کے ایک گھنٹے میں ہی دعا کو لے کر گھر کی طرف روانہ ہوا کیونکہ ابھی بہت کچھ باقی تھا۔۔

نبااور عفراء کسی طرح گھر پہنچی اور جب انہوں نے یہ خبر گھر میں دی تو کہرام سا مچ گیا۔گھر کی سبھی عورتیں رونے لگیں۔۔

روشان اور زایان گھر پر ہی تھے۔یہ سب سن کر دونوں فوراً پولیس اسٹیشن کے لئے نکلنے لگے جب مین گیٹ کے اندر ایک گاڑی داخل ہوئی۔۔

گاڑی سے نکلتے شخص کو دیکھ کر سب کی ہی نظریں پلٹنا بھول گئیں۔۔

لمبا چوڑا چھ فٹ سے اوپر نکلتا ہوا قد، سرخ رنگت، بھوری کانچ جیسی ذہین آنکھیں، خوبصورت خدوخال، کھڑی ناک، بھوری داڑھی اور ماتھے پر بکھرے بھورے ہی سلکی بال اور سب سے خاص گالوں میں پڑھتا ڈمپل دیکھ کر ماضی کے واقعات نظروں کے سامنے گھوم گئے۔۔

وہ اب دوسری طرف جھک کر کوئی وجود اپنے بازؤں میں سمیٹ کر اٹھائے سامنے سے چلا آرہا تھا۔۔

وہ جیسے جیسے قریب سے قریب تر پہنچ رہا تھا ہر ایک کی نظریں اس سے ہوتی ہوئی اس کے بازوؤں میں پڑی دعا پر گئی۔جسے وہ شان سے اپنے بانہوں میں بھرے سب کے سامنے سے اس کو لے کر گزر گیا تب سب کو ہوش آیا۔۔

سب سے پہلے زایان بھاگ کر اس کے پیچھے دعا کے کمرے تک گیا۔جب تک ابراہیم دعا کو اس کے کمرے میں لیٹا کر واپس مڑا۔۔

اس کی نظریں بے تابی سے ہر ایک چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔زایان بھی ساکت سا در وازے کے قریب کھڑے ہو کر اس شخص کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کچھ اور قریب گیا تھا۔۔

وہی فرینڈ شیپ بینڈ جو ابراہیم کو زایان نے تیسری کلاس میں جاتے وقت پہنایا تھا،جو اس وقت تو اسے بہت بڑا ہو رہا تھا لیکن اب ایک دم فٹ ہو رہا تھا۔وہی چمکیلی کانچ جیسی بھوری آنکھیں اور گالوں پر دل موہ لینے والا وہی ننھا سا گڈھا۔۔

اس کا دل ایک پل کے لئے اپنے جگری یار کو سہی سلامت اپنے سامنے دیکھ کر دھڑکنا بھول گیا۔وہ ایک پل کے لئے بھی تو اپنے ابراہیم کو نہیں بھولا تھا۔۔

"ابراہیم۔۔!"سرگوشی نما آواز میں یہ نام اس کے لبوں سے بے اختیار آزاد ہوا تھا جسے دروازہ کے باہر کھڑی پوری فیملی کے کانوں تک رسائی حاصل کرتے ہوئے انہیں بھی چند پل کے لئے ساکت کر گیا۔۔

"مجھے یقین تھا کہ جب بھی میں سامنے آؤں تو مجھے کوئی پہچانے یا نہیں لیکن تم ضرور پہچان لوگے۔۔!!"اپنی نم آنکھوں کو مسلتے ہوئے وہ زایان کے پھیلے بازوؤں میں سما گیا۔۔

دونوں کے ساتھ سب کی ہی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے۔زایان نے اپنے بڈی کو زور سے اپنے آپ میں بھینچا تھا۔جب آمنہ بیگم یقین کا مراحل طے کرتے ہوئے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ دروازہ پر آئیں۔۔

"ابراہیم میری جان۔۔!!"ان کی کپکپاتی ہوئی آواز سن کر وہ زایان کے کندھے سے سر اٹھاتے ہوئے بے قراری سے ان کے قریب پہنچ کر انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔۔

"امی۔۔!میری پیاری امی میں آپ کو بہت یاد کرتا تھا۔۔!!"اس نے اپنی امی کا سر چوم کر آنکھوں میں آنسو لیے محبت سے کہتے ہوئے اپنی ہتھیلیوں سے ان کے آنسو صاف کیے۔۔

"میری جان مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم ضرور آؤ گے۔۔!!"آمنہ بیگم اپنے جگر کے ٹکڑے کی پیشانی چوم کر کہتے ہوئے دوبارہ رو پڑیں تھیں۔ان کے بعد افغان چودھری بھی ابراہیم کو گلے لگا کر رونے لگے اور ساتھ ہی عفراء سمیت سب آ کر اس سے چمٹ گئے۔۔

"بھائی اس دن آپ نے ہی مجھے بچایا تھا ناں تو پھر بتایا کیوں نہیں۔۔؟" نبا کچھ یاد کر کے ابراہیم سے شکوہ کرنے لگی جسے سن کر ابراہیم نے اسے ہاں میں جواب دیا۔۔

سب لوگ وہی کھڑے ابھی مل ہی رہے تھے جب عظیم چودھری اندر آئے اور ابراہیم کو دیکھ کر حیران کھڑے رہ گئے۔۔

انہیں دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ غصے سے لال ہوا تھا وہ فوراً لاؤنج کی طرف بڑھا تھا۔ سب اس کے پیچھے ہی تھے جب پولیس کی ایک ٹیم گھر میں داخل ہوتے ہی اریسٹ وارنٹ دکھا کر عظیم چودھری کو گرفتار کر لیا۔۔

گھر کا ہر افراد حیران کن انداز میں یہ سب دیکھ رہا تھا جب ابراہیم ماضی کے اوراق میں جھانکتے ہوئے انہیں بھی اسی سفر پر ساتھ لیے ہوئے آگے بڑھا تھا۔۔

کچھ ماضی کے اذیت ناک اوراق جب بھی یاد آتے ہیں تو بہت تکلیف دیتے ہیں۔ دل میں درد سا اٹھتا ہے، اسی لئے ماضی کی چیزیں یاد کرنے سے بہتر ہے کہ اپنے حال کو ہم اچھا بنائے، خوشنما بنائیں، اور اسی میں خوش رہنے کی کوشش کریں۔۔

صبح صبح ہی وہ یونیورسٹی کے پارکنگ میں گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا انتظار کر رہا تھا۔ہر طرف اسٹوڈنٹس کا ایک ہجوم تھا۔اس انتظار کے بدلے میں ملنے والی اطلاعات کے پہلے ہی اس کا دل سست رفتار سے دھڑک رہا تھا۔بے چینی حد سے سوا تھی۔۔

ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ایک نظر ڈالتے ہوئے اس نے گیٹ کی طرف دیکھا جہاں سے دانش اندر داخل ہوتے اس کی طرف ہی آ رہا تھا۔۔

"پارٹنر تھوڑا لیٹ ہوں لیکن معلومات لے کر ہی آیا ہوں کیونکہ یہ میری فیوچر بھابھی کا سوال تھا۔۔!!"اس کے قریب پہنچ کر وہ بھی ٹیک لگائے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"دانش۔۔!"اس نے گھورتے ہوئے اسے بولنے کو کہا جس پر وہ بے اختیار قہقہہ لگاتے ہنس پڑا۔۔

"دو بھائیوں کی ایک ہی بہن ہیں۔عمر بتیس سال اور یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔سب سے اہم بات ہے کہ ان سے تھوڑا سا چھوٹے ہی ان کے بچے میرا مطلب ہے کہ بھتیجے اور بھتیجی ہیں۔بلکہ اسی ہفتے میں بچوں کی شادیاں ہیں لیکن ان کی پھوپھو کی نہیں ہو رہی ہے آخر کیوں۔۔؟اس سوال کا جواب نہیں مل

سکا ہے ابھی مجھے لیکن لگتا ہے کہ کوئی تو بات ضرور ہے۔۔!!"دانش ایک سانس میں سب کچھ بتا کر اپنے یار کا چہرہ دیکھا جہاں کے تاثرات اس کی سمجھ سے بالا تر تھے۔۔

"کلاس کا وقت ہو رہا ہے چلو۔۔!!"دلاور بختیار اپنے چہرے کو پڑھنے کی اجازت کسی کو نہیں دیتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ دانش کو گھسیٹ کر کلاس لینے چلا گیا۔۔

"کیا یار فیوچر بھا بھی کو دیکھنے کی اتنی جلدی تھی تمہیں کہ میری بات کا جواب بھی نہیں دیا۔۔!!"کلاس میں داخل ہوتے دانش نے مسکراہٹ دباتے ہوئے فلجھڑی چھوڑی تھی۔۔

"کیپ یور ماؤتھ شٹ(اپنا منہ بند رکھو)۔۔!!"اس نے لب دباتے ہوئے اسے جھڑکا تھا جس پر دانش کا بے اختیار قہقہہ پوری فضا کو گل گلزار بنا گیا۔۔

ابراہیم ماضی میں کھوئے ہوئے ہی اپنی بات سب کو بتانے لگا۔۔

"ابو کو گولی لگی تھی انہوں نے مجھے باہر نکلنے سے منع کیا تھا اور بڑے ابو کو فون کر کے کہا تھا کہ مجھے لینے آ جائیں، لیکن اگلے اسٹیشن پر جب ہم اترے تو وہیں انہیں پاشا کے آدمی مارنے کے بعد عظیم چودھری کو

فون کر کے کہہ رہے تھے کہ ان کے بھائی کے پاس چیپ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چیپ کی انفارمیشن عظیم چودھری نے پاشا کے آدمیوں کو دی تھی۔۔!!" وہ ماضی میں کھویا ہوا بتاتے ہوئے سبھی کے چہرے کو تاریک کر گیا۔۔

"ہاں دادا جان عظیم چودھری غدار ہیں، انہوں نے اپنے وطن، اپنے بھائی اور اپنی فیملی کے ساتھ غداری کی ہے، وہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے ابو کو مار دیا لیکن ابو ابھی زندہ تھے اور انہوں نے ہی مجھ سے کہا تھا کہ میں گھر واپس نہ جاؤں۔۔اس لئے میں وہیں سے رفیق انکل کے ساتھ چلا گیا تھا، ابو نے وہ چیپ اور گھڑی مجھے دی تھی کیونکہ ابو نے اور میں نے خود عظیم چودھری کو وہاں دیکھا تھا۔ کوئی مجھے ڈھونڈ نہ پائے اس لیے رفیق انکل نے بلاسٹ ہوئے بم سے جو لوگ مارے گئے تھے ان میں میرا بھی نام ڈال دیا اور مجھے لے کر وہاں سے چلے گئے۔ میں وہاں سے آرمی اسکول میں پڑھا اور بڑا ہو کر میں بھی آرمی کا ایک اہم حصہ بن گیا اور پاشا کی گینگ کے پیچھے لگ گیا لیکن میری فیملی کے سوا کوئی نہ جان سکے کہ میں کون ہوں۔۔!!" اس نے آنکھوں میں آنسو لیے ہی اپنی کہانی سنا رہا تھا اور ساتھ ہی اس نے ہدایت بھی دی۔ عظیم چودھری کے نام پر سب لوگ پہلے تو حیران ہوئے پھر اپنی نظریں شرمندگی سے جھکا لی۔۔

"اور ہاں ایک سب سے اہم بات ہے جو میں سب سے بتانا چاہتا ہوں۔ میں نے دعا کو بچانے کے لئے ہی اس سے نکاح کر لیا ہے۔ اس نکاح میں آپ سب شریک نہیں ہو سکے اس کے لئے میں معزرت خواہ ہوں۔۔!!"اس نے سب کے چہروں پر باری باری نظر ڈالتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ پر اپنی بات کہی جس پر کسی نے بھی واویلا نہیں کیا۔۔

"میں اُن کی طرف سے معافی مانگتا ہوں تم سے کیونکہ انہیں کی وجہ سے تم ہم سب سے دور رہے اور جہاں تک رہی میری بہن کی بات تو تم سے اچھا اسے کوئی نہیں مل سکتا۔۔!!"زایان پہلے گردن جھکا کر اس سے معافی کے انداز میں کہتے ہوئے پھر اسے اپنے بہنوئی کے روپ میں فوراً قبول کر لیا۔۔

اس کے معافی مانگنے پر ابراہیم نے کھینچ کر اسے اپنے گلے سے لگا یا لیا۔۔

سب ایک بیٹے کی غداری اور جرم پر دونوں کو کھونے پر غمزدہ لگ رہے تھے جب دعا کے کمرے سے گرنے کی آواز سن کر سبھی بھاگ کر اس کے قریب پہنچے۔۔

وہ فرش پر بیٹھی زار و قطار رو رہی تھیں۔ اس نے ساری باتیں سن لی تھی۔۔

"گڑیا رو کیوں رہی ہو۔۔؟روتے نہیں ہے،چپ ہو جاؤ ورنہ طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔!!"زایان اس کا سر اپنے کندھے سے لگائے محبت سے تھپتھپاتے ہوئے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"بھیا ہم سب کے ساتھ ابو نے اچھا نہیں کیا،غداری کا ٹیگ لگا دیا ہم سب پر،ہم کس منہ سے بڑی امی اور ان کی فیملی سے معافی مانگیں گے۔میں کبھی معاف نہیں کروں گی ان کو، کبھی بھی نہیں۔۔"!!

وہ سسکتی ہوئی اپنی بات پوری کرتے ہوئے سب کو ساکت کر گئی۔وہ زایان کے بازوؤں میں سر دیے بے تہاشا رو رہی تھی۔۔

"گڑیا پلیز چپ ہو جاؤ ورنہ طبیعت اور خراب ہو جائے گی۔۔!!"وہ اسے اپنے بازوؤں میں تھام کر بیڈ پر لٹا کر کمفرٹ اوڑھا دیا۔۔

عظیم چودھری کو کیسے کوئی معاف کر دے جب ان کی بیوی بچے اور باپ نے ہی منہ موڑ لیا تو کوئی اور اپنا دل کیسے بڑا کرتا۔۔

سورہ یوسف کا انتہائی پیارا اور اچھا سبق ہے کہ اگر آپ کا کوئی بھی قریبی رشتہ آپ سے دغا کر جائے،آپ کے ساتھ غداری کر جائے تو آپ صبر کیجئے اور اللہ پر یقین رکھیں،کامل یقین رکھیے،سب

کچھ ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ وہی رب آزماتا بھی ہے تو وہی رب دیتا بھی ہے۔ہمارا رب بہت کارساز ہے۔۔

دعا کی طبیعت خراب تھی اسے بہت تیز بخار تھا لیکن نہ ہی وہ کسی سے دوا لے رہی تھی اور نہ ہی انجیکشن لگوانے کو تیار تھی۔۔

گھر کا ہر فرد پریشان تھا کیونکہ وہ جب کبھی بھی بیمار پڑتی تو یہی کرتی تھی۔رات کا گیارہ بج گیا تھا سب لوگ اس کے روم میں ہی تھے۔۔

ابراہیم،افغان چودھری کے ساتھ ہی ہال میں بیٹھا ہوا تھا جب ڈاکٹر دعا کے روم سے باہر آئیں۔۔

"سر میم کو اس وقت بہت تیز بخار ہے،انہیں دوا یا انجیکشن لینا بہت ضروری ہے۔نہیں تو بخار زیادہ ہو گیا تو انہیں ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرنا ہو گا۔۔!!"ڈاکٹر کے بتانے پر وہ فوراً اٹھ کر دعا کے کمرے کے دروازے پر جا کر ہاتھ پشت پر باندھے کھڑا ہوا تھا۔۔

"بھیا پلیز مجھے انجکشن اور دوا نہیں لینا ہے، اس کے بدلے آپ جو کہیں گے میں وہ سب کروں گی۔ آپ کی ہر بات مانوں گی۔ رات میں روز آپ کو ایک بار کے بجائے چار بار کافی بنا کر دوں گی لیکن بس مجھے دوا اور انجکشن نہیں لینا ہے۔۔!!" زایان اس کے بیڈ پر بیٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگائے تحمل سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔

اس کا چہرہ کچھ رونے اور کچھ بخار کی وجہ سے گلابی ہو رہا تھا، چھوٹی سی ناک بالکل لال ہو رہی تھی اور پھولے پھولے گال کچھ زیادہ ہی پھولے ہوئے لگ رہے تھے۔۔

دعا کی رشوت دیتی بات سن کر اور جس انداز میں وہ زایان کو رشوت دے رہی تھی اسے دیکھ کر ابراہیم کے چہرے پر ایک پل کے لئے مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس کے ڈمپل نمایاں ہوئے۔۔

جسے اس نے اپنے ہونٹوں کو نچلے دانتوں میں دبا کر مسکراہٹ کو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہوا تھا۔۔

"دوا کیوں نہیں لینی ہے۔۔؟" اس نے اندر داخل ہوتے ہی اپنے روب جماتے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا۔۔

آگے سے بھی گولا بارود تیار تھا۔۔

"بھیا آپ اِن سے کہیں کہ مجھے کوئی بات نہیں کرنی ہے،اس لئے یہ ہمارے بیچ میں نہ بولیں۔۔!!"بخار کی وجہ سے کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے اس نے ضدی لہجے میں زایان سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

"یار جگر۔۔!گڑیا بیمار ہوتے ہی کافی بدلحاظ ہو جاتی ہے اور جب کبھی بیمار ہوتی ہے تو مجھے ہی دوا دینی پڑتی ہے پھر گڑیا مجھ سے دو دنوں تک بات نہیں کرتی اور پھر مجھے اپنی گڑیا کو بہت ڈھیر سارا منانا پڑتا ہے۔۔!!"اس نے اپنی بہن کی طرف سے اس سے معزرت کرتے ہوئے کہا جسے سن کر ابراہیم دھیرے سے مسکرایا تھا جس سے اس کی آنکھیں بھی مسکراتی ہوئی لگیں۔۔

اس نے اجازت طلب نظروں سے زایان اور افغان چودھری کی طرف دیکھا۔۔

"اگر آپ لوگوں کو مجھ پر یقین ہے تو آپ سبھی لوگ جائیں اور آرام کریں۔میں اس کو دیکھ لوں گا۔۔!!"اس نے رابعہ بیگم کے سامنے سر جھکاتے ہوئے اجازت لی۔اس کے انداز پر ان دونوں کے ساتھ ہی گھر کے ہر افراد مسکرانے لگے۔۔

"ابراہیم وہ تمہارے نکاح میں ہے اس لیے اس پر سب سے زیادہ حق تمہارا ہے اور رہی ہم سب کی بات، تو ہم سب کو تم پر پورا یقین ہے۔۔!!" افغان چودھری نے ابراہیم کا کندھا محبت سے تھپتھپا کر کہا اور سب کو لے کر باہر چلے گئے۔۔

اب کمرے میں صرف ابراہیم اور دعا ہی رہ گئے تھے۔اس نے دعا کی طرف قدم اُٹھاتے ہوئے بیڈ کے قریب پہنچ کر جھکا تھا اور جھٹکے سے اسے بازوؤں میں بھرتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھا۔۔

وہ بند آنکھوں سمیت ہی اس کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے تڑپ اٹھی تھی۔اس کے چہرے پر ابراہیم کی گرم سانسیں جیسے کوئی جادو کر رہی تھیں۔۔

"چھوڑیں مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔۔؟ مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا ہے۔۔!!" وہ بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے اس کے کندھوں پر مکے برسا رہی تھی۔بخار کی شدت کی وجہ سے ہاتھ اٹھ نہیں رہے تھے لیکن ضد بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔

"زیادہ دماغ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے خاموش ہو جاؤ۔۔!!" بھلا اس کو ان پھول جیسے مکوں کا کیا اثر ہونا تھا کیونکہ دعا کے مطابق تو ابراہیم ہمالیہ تھا۔۔

اس نے باتھروم میں لے جا کر اسے فرش پر اپنے سہارے کھڑا کیا اور ایک ہاتھ سے اس کے کمر کے گرد حصار باندھ کر خود سے لگایا اور دوسرے ہاتھ سے شاور کا بٹن گھما دیا۔۔

جیسے ہی دعا کے گرم وجود پر پانی گرا اس نے زور سے ابراہیم کے گریبان کو اپنی مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے سر اونچا کیا۔۔

"نفرت کرتی ہوں میں آپ سے، بہت زیادہ نفرت۔۔!ابو کی طرح آپ نے بھی مجھے دھوکا دیا ہے۔ نہیں بات کرنی ہے آپ سے۔۔!!"اس نے سر اٹھا کر ابراہیم سے کہتے ہوئے پھنکاری تھی۔اس کے سر پر سے شاور کا پانی گرتا ہوا تھوڑی تک آ رہا تھا۔۔

"آج تک میں نے یہ حق کسی کو نہیں دیا کہ کسی کا ہاتھ میرے گریبان تک پہنچے، لیکن یہ حق میں اپنی پرنسز کو ہمیشہ کے لئے دیتا ہوں۔۔!!"اس نے ہلکا سا اپنا سر جھکاتے دعا کی طرف دیکھا جو غنودگی کی حالت میں پوری کی پوری اس پر اپنا وزن ڈالے اس کے سینے پر سر رکھے بمشکل کھڑی تھی، اگر اس کا سہارا نہ ہوتا تو وہ کب کی زمین بوس ہو گئی ہوتی۔۔

ابراہیم اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ کر واش روم کی لائٹ آف کرتے ہوئے اسے اپنی باہوں میں اٹھائے روم میں لایا اور بیڈ پر لٹا کر اسے چادر اوڑھائی، اور خود زایان کے کمرے میں گیا اور اس کی ایک

شرٹ اور ٹراؤزر لے کر چینج کیا اور تین منٹ بعد واپس روم میں آیا جب تک عفراء اس کے کپڑے بدل چکی تھی کیونکہ وہ جاتے وقت عفراء سے کہہ کر گیا تھا۔۔

وہ اس کا ٹیمپریچر چیک کرنے لگا جو اس کو کچھ کم لگا، تب جا کر وہ کہیں پر سکون ہوا۔اب وہ دھیان سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔

"جو کچھ تم نے مجھ سے کہا ناں پرنسز اسے نفرت نہیں بلکہ غصہ کہتے ہیں اور تمہارا غصہ، ضد سب دل و جان سے قبول ہے۔ جہاں تک رہی نفرت کی بات تو اس نفرت کو محبت میں بدلنا اب ابراہیم چودھری کی ذمہداری ہے اور ابراہیم چودھری کبھی اپنی ذمہداری سے منہ نہیں موڑتا ہے جانِ جاناں۔۔"!!

اس نے جھک کر اس کے ہاتھوں کو اپنی ہتھیلیوں میں بھینچ کر اس کی پیشانی کو عقیدت سے چوم لیا۔۔

وہ صبح تک وہی کرسی لگا کر بیٹھے ہوئے اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیتا رہا، اس کو دیکھتے دیکھتے صبح فجر کی اذان ہو گئی جب آمنہ اور رابعہ بیگم دعا کے کمرے میں داخل ہوئیں۔۔

ابراہیم انہیں دیکھتے ہی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور رابعہ بیگم کو بغور دیکھتے ہوئے ان کی طرف بڑھا۔۔

"بڑی امی مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔!!" اس نے اپنی نظریں جھکائے ہوئے ہی کہا تھا۔۔

"تمہیں جو بھی کہنا ہے بیٹا وہ مجھے بہت اچھے سے معلوم ہے لیکن ایک بات بتاؤں بیٹا، برے کام کا انجام بھی برا ہی ہوتا ہے، انہوں نے جو بھی کیا ناں وہ بالکل بھی اچھا نہیں کیا، اپنے بچوں کا سر شرمندگی سے جھکا دیا اور ابراہیم مجھے جس طرح سے زایان پیارا ہے بالکل اسی طرح تم بھی پیارے ہو۔ لیکن مجھے تم سے یہ کہنا ہے بیٹا کہ میری دعا کو ہمیشہ خوش رکھنا۔ اس کے باپ کے کیے کی سزا اس کو مت دینا اور اس کی غلطیوں کو معاف کر دیا کرنا، بہت جھلی ہے یہ لیکن دل کی بہت اچھی ہے۔۔!!" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا جسے سن کر اس نے فوراً انہیں خود سے لگایا تھا۔۔

"بڑی امی آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں یہ تو میری پرنسز ہے اور اپنی پرنسز کو بھلا کوئی تکلیف بھی دیتا ہے کیا۔۔؟" اس نے اُن کے خدشات کو دور کر کے اُن کے آگے اپنا سر محبت سے جھکایا، رابعہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعائیں دیتے ہوئے اس کی پیشانی چومی تھی۔۔

"امی میں نماز ادا کرنے جا رہا ہوں، یہ جب اٹھے تو اسے سوپ پلا دیجئے گا اور ایک بار دوا کھلانی بھی ضروری ہے۔۔!!" اس نے اب آمنہ بیگم کی طرف چہرہ موڑ کر کہہ رہا تھا۔۔

"بیٹا ہم سوپ تو پلا دیں گے لیکن دوا تم یا زایان ہی اسے دو گے کیونکہ یہ اتنی آسانی سے دوا نہیں کھائے گی۔۔!!"اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے قدم کمرے کے باہر بڑھایا تھا جب زایان بھی کمرے کے دروازے پر آیا۔۔

"بڑی امی اور امی، ہم لوگ نماز پڑھ کر ابھی آتے ہیں۔ چلو ابراہیم چلتے ہیں۔۔!!"زایان اس کو اپنے ساتھ لے کر مسجد چلا گیا، دونوں نماز پڑھ کر جاگنگ کرنے کے بعد جب گھر میں داخل ہوئے تو صبح کا اجالا پھیل گیا تھا۔۔

گھر کی خواتین کچن میں مصروف تھیں جب جیا کچن سے نکل کر دعا کے کمرے کی طرف جا رہی تھی لیکن جیسے ہی سامنے اُن دونوں پر نظر پڑی تو وہیں رک گئی۔۔

"بھائی آپ دونوں کے لئے ناشتہ بناؤں۔۔؟"اس نے اپنے بھائی کو محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

"نہیں جیا گڑیا ابھی ناشتہ نہیں کریں گے بلکہ پہلے دعا کو دیکھ لیں۔۔!!"رف سے حولیے میں بھی دونوں بہت پیارے لگ رہے تھے،ابراہیم نے جیا کے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے کہااور جانے لگا،جب اچانک کچھ خیال آنے پر وہ بے اختیار مڑا تھااور حیرت سے آنکھیں واں کیے اپنی بہن کو اپنے پیروں پر کھڑے دیکھا۔۔

"جیازرار کناتو،یہ تمہارے پیر میں تو فریکچر ہوا تھا لیکن میں کل سے دیکھ رہا ہوں کہ تم اچھا خاصا چل پھر رہی ہو۔۔!!"اس نے حیرت سے جیا کے پیروں پر نظریں مرکوز کیے ہوئے ہی کہا۔۔

"بھائی پیر میں درد نہیں تھا تو میں نے خود ہی پلاسٹر نکال دیا۔اب ٹھیک ہوں میں۔۔!!"اس نے ہلکا سا کپکپاتے ہوئے نظریں جھکا کر ہی ابراہیم کو جواب دیا تھا، نظر اٹھانا محال ہوا تھا کیونکہ سامنے ہی وہ دشمن جاں بھی کھڑے ہو کر مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"گڑیا بنا ڈاکٹر کو اپنا پیر دکھائے پلاسٹر کو کیسے نکال دیا۔۔؟میں ابھی خود ڈاکٹر کے پاس تمہیں لے کر جاؤں گا۔۔!!"وہ پریشان ہوا تھا۔۔

"نہیں بھائی میں بالکل ٹھیک ہوں اور اگر مجھے کوئی بھی پرابلمز ہوئی تو میں سب سے پہلے آپ کو بتاؤں گی آئی پرامس۔۔!!"اس کی بات سمجھتے ہوئے اس نے اثبات میں گردن ہلائی تو وہ وہاں سے فوراً کھسک گئی۔۔

"یااللہ بال بال بچ گئی ورنہ آج میری عزت کا فالودہ تو اُن کھڑوس کے سامنے بن ہی جانا تھا،اچھا ہے کی یہ پیروں والی بات صرف مجھے اور گرلز گینگ کو ہی معلوم ہے ورنہ بے عزتی تو رکھی تھی۔۔!!"جیا دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگی۔

جب ہم کسی کے عیب پر پردہ ڈالتے ہیں تو اللہ بھی ہمارے عیبوں کو چھپا لیتا ہے اسے دنیا سے پردہ پوشی کرتا ہے۔۔

بلو جینز پر سفید شرٹ پہنے، بالوں کو جیل لگا کر سیٹ کیے، آنکھوں پر گوگلز لگا کر گاڑی میں بیٹھتے ہوئے یونیورسٹی سے گاڑی نکال کر مین سڑک پر آیا۔ سڑک پر داہنے طرف نظر ڈالتے ہی فوراً بریک پر پیر رکھا تھا۔۔

سامنے ہی وہ اپنی گاڑی کے قریب پریشان سی کھڑی تھی۔گاڑی سے دھواں نکل رہا تھا۔۔

"ڈویونیڈ ہیلپ۔۔؟(کیا آپ کو مدد کی ضرورت ہے۔)"وہ اپنی گاڑی سے نکل کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے قریب پہنچ کر نرم لبوں لہجے میں پوچھا تھا۔۔

اپنے پیچھے مردانہ دلکش آواز سن کر وہ فوراً پیچھے مڑی تھی لیکن سامنے اسے دیکھ کر خوف رگوں میں سرایت کر گیا تھا۔۔

"یہ یہاں کیوں ہیں۔۔؟شاید اس تھپڑ کا بدلہ لینے کے لئے اتنی نرمی دکھا رہے ہیں۔۔؟"وہ اس کے خوبرو چہرے پر ایک نظر ڈال کر دل ہی دل میں سوچتی ہوئی خاموشی سے رخ موڑ لیا۔۔

اسے رخ موڑتے ہوئے دیکھ کر وہ اس کی گاڑی کے قریب پہنچتے بونٹ اوپر کرتے ہوئے چیک کرنے لگا۔عفراء اس کی اس قدر دیدہ دلیری پر حیران رہ گئی۔۔

"انجن میں کچھ فالٹ ہے۔اسے میکینک کے پاس لے کر جانا ہو گا۔۔!!"اس کی خاموشی پر وہ گاڑی کا بونٹ کھول کر اس پر جھکتے ہوئے چند منٹ بعد چیک کر کے اس سے مخاطب ہوا۔۔

"کوئی بات نہیں ہے میں ٹیکسی لے لوں گی۔۔!!"اس نے فوراً گاڑی لاک کرتے ہوئے سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی تھی۔اس کی جلد بازی پر وہ زیرِلب مسکرایا تھا۔۔

"آج اسٹرائیک ہے اس لیے کوئی ٹیکسی نہیں ملے گی۔اگر آپ ٹھیک سمجھیں تو میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو بحفاظت آپ کی منزل تک چھوڑ دوں گا۔۔!!"اس کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھتے اس نے آفر دی۔۔

اس کو یقین تھا کہ وہ نہیں مانے گی اور فوراً ہی عفراء نے اس کے یقین پر مہر ثبت کی تھی۔۔

"نہیں میں چلی جاؤں گی۔۔!!"اُس نے روکھا سا جواب دیتے ہوئے فوراً موبائل نکال کر کسی کو میسجز کیے۔۔

دلاور کو اس سے اسی جواب کی توقع تھی۔اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے وہ پہلی بار زیرلب مسکرایا تھا۔۔

کتنی معصوم تھی وہ، بچوں جیسے تاثرات چہرے پر لیے وہ مقابل شخص کے دل کی دھڑکن اتھل پتھل کر گئی۔۔

"آپ جو سوچ رہی ہیں وہ کچھ حد تک ٹھیک بھی ہے۔اگر میں کوئی ٹین ایج لڑکا ہوتا تو اپنی غلطی نہیں سوچتا اور نہ ہی آپ کے نظریات کو سمجھنے کی کوشش کرتا بلکہ اس کی جگہ آپ کے مارے گئے تھپڑوں کا بدلہ لینے کو تیار ہوتا۔۔!!"اس نے اس کے چہرے کو پڑھ کر دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔۔

اس کا چہرہ کھلی ہوئی کتاب لگا اسے جس کو پڑھنا دلاور کو بہت ہی دلچسپ لگا۔۔

"لیکن میں کوئی ٹین ایج نہیں ہوں بلکہ میچور مرد ہوں۔آپ کے خوف کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں لیکن عورتوں کی عزت کرنا میری تربیت میں شامل ہے۔اس لئے کبھی بھی آپ کو مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔!!"اس کی بات سن کر وہ جھٹکے سے پیچھے مڑتے ہوئے حیرت انگیز نظروں سے اسے دیکھا تھا۔اس کی بے یقینی دیکھ کر وہ خاموشی سے اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔

ان نظروں کی بے یقینی دلاور بختیار کا دل چیر رہی تھی لیکن وہ خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھا کر اسے نظر انداز کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوا۔۔

بیس منٹ بعد عفراء کو لینے کے لئے روشان آیا تھا۔اس نے اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں وہ ابھی تک اسی طرح اپنی گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔۔

حفاظت کرنے کا یہ انداز اس کے دل کی دنیا کو تہس نہس کر دیا تھا۔ کب دیکھا تھا اس نے غیر مردوں کی آنکھوں میں غیرت اور تحفظ۔۔

اس کے گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ بھی اپنے آفس کے لئے نکل گیا تھا لیکن ذہن اور دل اس معصوم سی سہمی ہوئی پری وش کے ساتھ تھا۔۔

وہ دونوں دعا کے کمرے میں داخل ہوئے جہاں وہ ہمیشہ کی طرح دوا نہ لینے کے لئے منتوں پر اتری ہوئی تھی۔۔

"بڑی امی پلیز مجھے یہ دوا نہیں لینی ہے۔ پارٹنر اگر آپ نے مجھے دوا دی ناں تو میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔۔!!" وہ اپنے بیڈ پر آمنہ بیگم کے سہارے بیٹھی ہوئی التجائیہ نظروں سے ان سے کہتی اور ساتھ ہی عفراء کو دھمکی آمیز نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ شاید انہیں ترس آجائے اور وہ دوا لینے سے منع کر دیں۔۔

اس کی بچوں جیسی حرکت پر وہ دونوں ہی زیر لب مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ زایان نے اسے آگے جانے کا آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔

"جاؤ میرے جگر آگے بڑھو، اب تک تو میں ہی اپنی گڑیا کی نظروں میں برا بنتا آرہا ہوں لیکن اب تمہاری باری ہے زرا تم بھی برے بن لو۔۔!!" اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے وہ اپنے چہرے پر مصنوعی غصہ سجا کر دعا کے بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے جا کر اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا اور اس کی دوا نکال کر اپنے ہاتھ میں لیا اور زرا روب سے کہا۔۔

"یہ دوا لو اور جلدی سے کھاؤ۔۔!!" کرخت آواز میں کہتے ہوئے وہ اس کے ہاتھوں میں دوا دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ پیچھے سب لوگ خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔۔

"میرے گلے سے دوا اندر نہیں جاتی۔۔!!" اس نے آنکھوں میں آنسو لئے اپنے دشمن اول کے سامنے اپنا بہت اہم مسئلہ بیان کیا جسے سن کر وہ مسکراتے ہوئے فوراً اپنے لبوں کو بھینچے دوا اس کے منہ کے قریب کیا۔۔

"اپنا منہ کھولو۔۔!!" ابراہیم نے دوا اس کے ہونٹوں کے قریب لے جا کر کہا۔۔

"دوا بہت کڑوی ہے۔مجھے نہیں لینی۔۔!!"اس نے چھوٹے بچوں کی طرف منہ بگاڑ کر کہا۔۔

"ہاں ظاہر سی بات ہے یہ دوا ہے تو کڑوی تو ہو گی ہی، یہ کوئی شوگر اور گڑ تو ہے نہیں جو بس میٹھی ہو گی۔۔!!"ابراہیم نے اس کے بچوں جیسے بہانے پر جھاڑ دیا۔۔

"بھیا مجھے دوا توڑ کر کھلاتے ہیں۔۔!!"اس کے ڈانٹنے پر آنکھوں میں آنسوں لیے اپنے چہرے کا رخ پھیرتے ہوئے اس کا اگلا شکوہ تیار تھا۔۔

"تم بس اپنا منہ کھولو یہ گلے سے نیچے کیسے نہیں اترے گی۔۔؟ابھی یہ ایک دوا ہے اگر تم نے منہ نہیں کھولا تو چار پانچ دوا کھلا دوں گا۔۔!!"اس نے مصنوعی غصّہ سے اسے دھمکی دی۔۔

اس کی دھمکی پر اور زایان کے آنکھوں کے اشارے پر اس نے چھوٹے بچوں کی طرح ناک سکوڑ کر منہ کھولا۔۔

اس کے منہ کھولنے پر ابراہیم نے انگلیوں کی مدد سے دوا اس کی زبان پر اندر رکھی اور اسے فوراً پانی پلایا، اس کے پانی پیتے ہی ابراہیم نے اپنے امڑتے قہقہے کا گلا گھونٹ کر اس سے پوچھا۔۔

"دوا اندر چلی گئی ناں۔۔؟"اس کے پوچھنے پر سب کے چہروں پر دبی دبی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

سب کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر اس کو اب جا کر سہی میں طیش آیا۔۔

"اللہ آپ سے پوچھے گا۔۔!!" وہ خونخوار بلیوں کی طرح منہ سے ہی اس پر حملہ آور ہوئی تھی۔۔

"ہاں اللہ تو سب سے پوچھے گا۔۔!!" اس کا جملہ اچک کر جواب دینے کے ساتھ ہی مڑ کر دوار کھتے ہوئے ابراہیم کے چہرے پر بھی بہت جاندار مسکراہٹ آئی جسے اس نے لبوں کو دانتوں میں دبائے روکنے کی کوشش میں ہلکان ہوا۔۔

اس کو لٹا کر کمرے سے باہر نکلتے ہوئے آمنہ بیگم اور رابعہ بیگم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے کہ یہ لڑکی بھی کسی کے قابو میں آئی ورنہ اس کے واویلا کون دیکھتا۔۔!!" ان کی بات سن کر آمنہ بیگم بھی مسکرانے لگیں۔۔

"اب اتنی بھی بری نہیں ہے میری بہو۔۔!!" ان کے کہتے ہوئے ساری ینگ پارٹی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔

رات کے کھانے کے بعد افغان چودھری نے سب کو ساتھ بٹھا کر اپنا فیصلہ سنایا۔۔

"اس جمعہ کو زایان اور جیا کا نکاح ہے، اس کے ساتھ ساتھ ابراہیم اور دعا کا بھی سب کے سامنے نکاح کر دیتے ہیں، سب کچھ سادگی سے کریں گے، صرف خاندان کے لوگ ہی مدعو ہوں گے، نکاح کے ساتھ رخصتی بھی ہو گی، لیکن ہاں جب بچے تیار ہوں گے تب ساتھ میں ہی ولیمہ کر لیں گے۔۔!!" انہوں نے اپنی بہوؤں سے اظہار کیا۔۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ابا، انہوں نے تو ہمیں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا، خاندان والے آئیں گے تو ہم ان کا سامنا کیسے کریں گے۔۔؟" رابعہ بیگم فوراً رونے لگیں۔۔

"امی آپ روئیں تو نہیں، ہم سب ہے ناں۔۔!!" زایان نے اپنی امی کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھ کر کہا۔ اس کی بات سن کر رابعہ بیگم نے فوراً اپنے آنسو پونچھے۔۔

جس ماں کے اچھے بیٹے ہوں وہ گردن جھکا کر نہیں بلکہ گردن اٹھا کر چلتی ہیں اور اچھے بیٹے کبھی اپنی ماں کو اور اپنی فیملی کو رسوا ہونے نہیں دیتے۔ ایسے اچھے بیٹے تو قسمت والوں کو ملتے ہیں۔۔

اگر بیٹیاں گھر کا مان ہوتی ہے تو بیٹے بھی گھر کی شان ہوتے ہیں۔۔

دو دن بعد دعا کی طبیعت سنبھلی تو ساری گرلز گینگ اس کے روم میں ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گئیں اور ساتھ ہی اس کو بھی کھینچ کر اپنے قریب ہی بیٹھا لیا۔۔

نبا اور عفراء کے ساتھ ساتھ جیا بھی جوش و خروش کے ساتھ تالیاں بجاتے ہوئے گانا گانے کے ساتھ ہی ایک شور سا برپا کر دیا۔۔

مہندی ہے رچنے والی

ہاتھوں میں گہری لالی

کہے سکھیاں، اب کلیاں

ہاتھوں میں کھلنے والی ہے

تیرے من کو، جیون کو

نئی خوشیاں ملنے والی ہے۔

"پارٹنر یہ آپ لوگ کیا کر رہی ہیں۔۔؟ جیا آپی آپ تو بتا دیں۔۔!!" ان کے اس طرح گانے پر وہ حواس باختہ سی پوچھ رہی تھی۔ ذہن جو کہہ رہا تھا وہ سوچ کر ہی اسے پریشانی ہو رہی تھی۔۔

"کل تم میرے بھائی کی دلہن بنو گی اور آج مہندی لگے گی۔ ویسے ہمیں تو ہفتہ بھر پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا لیکن تمہاری طبیعت خرابی کے باعث تمہیں نہیں بتا سکے۔۔!!" جیا نے خوشی سے سرشار بتاتے ہوئے اس کو گلے لگایا۔۔

"یہ۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔؟ مجھے شادی ہی نہیں کرنی ہے اور آپ کے بھائی سے تو ہرگز نہیں کرنی ہے۔ جائیں جا کر بتا دیں۔۔!!" اس نے بے اختیار روتے ہوئے انہیں بھی جھنجھوڑ دیا۔۔

کچھ دیر بعد گھر کے ہر افراد نے سمجھانے کی کوشش کہ لیکن اس کی ناہاں میں نہیں تبدیل ہو سکی۔۔

جب زایان کو معلوم ہوا تو وہ فوراً اپنی گڑیا کے پاس پہنچ گیا۔۔

"گڑیا یہ سب کیا ہے۔۔؟ اتنی زیادہ ضد اچھی نہیں ہوتی ہے۔۔!!" اس نے دعا کے قریب بیٹھ کر اسے سمجھانے کی بہت کوشش کر رہا تھا لیکن سب بے سود تھا۔۔

"بھیا آپ اپنے جگر کی طرفداری نہ کریں، میں بھی آپ کی گڑیا ہوں۔۔!!" اس نے چہرے پر غصہ اور آنکھوں میں آنسو لیے ہوئے ہی کہا تھا۔ اس کی بات سن کر زایان کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم میری گڑیا ہو اور وہ میرا جگر۔۔! گڑیا اگر کوئی بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، لیکن میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ وہ ہمیشہ سچ پر تھا، آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔۔!!" وہ اس کے کندھے سے لگی سسکتی ہوئی اس کی پریشانی بڑھا گئی تھی۔۔

"گڑیا مجھے معلوم ہے کہ وہ اپنی پرنسز کو بہت خوش رکھے گا۔اس نے پہلے جو بھی کیا وہ سب تمہاری سیفٹی کے لیے کیا تھا۔۔!!" زایان اس کا سر سہلاتے ہوئے سمجھا رہا تھا لیکن اس کو نہیں سمجھنا تھا تو نہیں سمجھی، وہ بھی تھک ہار کر باہر چلا گیا۔۔

رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔ہر شے نیند کی آغوش میں اتری ہوئی تھی۔چہار سو خاموشی اور ہولناک اندھیرے کا راج تھا جب وہ گھر میں داخل ہوا۔زایان نے شام میں ہی فون کر کے اسے دعا کے انکار والی بات پہنچا دی تھی۔جسے سن کر اس نے زایان کو تسلی بخش جواب دیا تھا۔۔

"تم پریشان نہ ہو، میں اسے دیکھ لوں گا، مجھے معلوم ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔جب سیدھی انگلی سے گھی نہ نکلے تو انگلی کو ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے۔۔!!" اس کی بات کو سمجھ کر اس نے اپنے جگر کو تنبیہہ کیا۔۔

اس کا گھر میں آنے کے بعد دعا سے ملنے کا پرو گرام تھا۔ابھی وہ اس کے کمرے کے دروازے پر کھڑا ہوا ہی تھا جب اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی وجود بڑی تیزی سے باہر نکلتے ہوئے اس سے ٹکرا گیا۔۔

اس سیاہ تاریک رات میں بھی وہ خود سے لگے اس وجود کی خوشبو پہچانتے ہی بے اختیار مسکرایا تھا۔۔

"کک۔۔کون ہے۔۔؟چھوڑو مجھے ورنہ تمہارا منہ نوچ لوں گی ریچھ کہیں کے۔۔!!"اس کی خوف سے کپکپاتی ہوئی آواز سن کر ابراہیم کے چہرے پر ایک پراسرار سی دلفریب مسکراہٹ ہونٹوں پر چھا گئی، جسے اس نے روکنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔۔

وہ مقابل شخص کی خاموشی پر چیختی کہ اس سے پہلے ہی وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کو کمرے میں کھینچ کر دیوار سے لگا دیا۔۔

کمرے کی روشنی میں وہ حسین دوشیزہ اپنے مد مقابل شخص پر حیران ہو کر ان مسکراتی ہوئی کانچ جیسی بھوری آنکھوں میں دیکھتے چند پل کے لئے ساکت رہ گئی تھی۔۔

"وائفی میرا انتظار کر رہی تھی کیا۔۔؟جو اتنا پیار اویلکم کیا۔ایسے ہی ہمیشہ جب میں باہر سے آؤں تو میرا استقبال کرنا۔۔!!"اس کی آنکھوں میں حیرانی اور غصہ در آیا تھا جس کی پرواہ کیے بغیر ہی ابراہیم نے اپنے مطلب کا سوال داغتے ہوئے ساتھ ہی فرمائش کیا جیسے ان میں کتنی محبت ہو۔۔

"چھوڑیں مجھے، جانے دیں کیونکہ مجھے آپ سے کوئی بھی بات نہیں کرنی۔ کتنی بار کہوں کہ نفرت کرتی ہوں میں آپ سے، بے انتہا نفرت کرتی ہوں اور ہاں یہ لفظ کسی اور کے لئے استعمال کیجئے گا، خبردار جو مجھے کہا تو ٹھیک نہیں ہوگا۔۔!!"اس نے غصے سے اپنی کمر کے گرد لپٹے بازوؤں کو کھینچ کر نکالنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی لیکن سامنے بھی مظبوط توانا مرد تھا جس سے مقابلے میں وہ جیت نہیں سکتی تھی۔۔

اس کے چہرے اور آنکھوں میں اپنے لئے نفرت دیکھ کر اس کے لبوں سے نکلتے ہوئے "نفرت نفرت" کی رٹ سن کر ابراہیم کا چہرہ غصے کی شدّت سے لال ہو گیا اور جو آنکھیں ابھی کچھ دیر پہلے کانچ کی طرح چمک رہی تھیں ان میں اب لال ڈورے دکھائی دینے لگے۔۔

ابراہیم نے ایک ہاتھ جو اس کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا اسے زور سے جھٹکا دیا جس سے وہ آکر اس کے سینے سے لگی تھی۔۔

"جس سے بے انتہا نفرت ہو محبت بھی تو اسی سے بے انتہاء ہوتی ہے اور میں اللہ سے دعا کروں گا کہ تمہیں مجھ سے بے انتہا محبت ہو جائے۔۔!!" وہ اس کی گردن پر جھکتے ہوئے اس کے کانوں کے قریب سرگوشی نما آواز میں جھک کر کہا اور اس کی گردن پر اپنی گرم سانسیں دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح پھونک کر اسے کپکپانے پر مجبور کر دیا۔ دعا اس شدت بھرے لمس پر جی جان سے کانپ گئی، خوف اس کی رگوں میں سرایت کر گیا تھا۔ جسم ڈر و خوف سے کپکپایا تھا۔۔

"محبت وہ بھی آپ سے۔۔؟ کبھی نہیں کروں گی، کبھی بھی نہیں۔ چاہے کتنی بھی آپ مجھے بد دعائیں دے لیں لیکن آپ کی طرف کبھی بھی نہیں بڑھوں گی۔۔!!" اس نے آنکھوں میں نمی لیے اس کو خونخوار تیور سے دیکھتے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگی، جو کہ صرف کوشش ہی رہی۔۔

"پرنسز یہ نفرت اور محبت کی بات ہے جو دور سے کچھ خاص سمجھ نہیں آتی ہے اس لیے جب تم میرے قریب آؤ گی تب کریں گے، فی الحال تم رخصتی کی تیاری کرو اور ہاں کوئی ایموشنل ڈرامہ نہیں، ورنہ سب کے سامنے سے اٹھا کر لے جاؤں گا۔ نکاح کیا ہے تم سے، تمہاری نان نفقہ کی ذمہ داری اب مجھ پر ہے اور ابراہیم چودھری کبھی اپنی ذمہ داری سے منہ نہیں موڑتا۔ یہ مت سمجھنا کہ مجھے تم سے کوئی

شدید قسم کی محبت ہو گئی ہے۔چاہے حالات جو بھی رہے ہوں لیکن اب تم مسز ابراہیم چودھری ہو،اس بات کو بھولنا نہیں اور کل رخصتی کے لئے تیار رہنا۔۔"!!

ابراہیم اس کی گردن پر جھکے اس کے کانوں میں جیسے کوئی شیشہ انڈیلا تھا۔وہ یہ کرنے پر مجبور ہوا تھا۔اس نے اپنی طرف حیرت انگیز نظروں سے دیکھتی اپنی پرنسز کے چہرے پر آئے بالوں کو انگلیوں سے پیچھے کیا اور پورے استحقاق سے اس کی پیشانی پر جھک کر عقیدت سے بوسہ دیا۔اس کی آنکھوں میں پنہاں درد کو دیکھ کر خود پر ضبط کرتے ہوئے اس کے نرم پھولے پھولے گالوں کو اپنی انگلیوں سے سہلاتے باہر نکل گیا اور دعا حیران سی وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔۔

اس نے بہت ہی جلد بازی میں اپنے والدین کو رشتے کا بتا کر انہیں بھیج دیا تھا۔انہیں اپنے بیٹے کی خوشی عزیز تھی اس لئے وہ بھی بخوشی راضی ہو گئے تھے۔۔

ڈھیروں سامان اور پھلوں سے لدے پھندے ہوئے وہ لوگ رشتہ لے کر چودھری ولا پہنچے۔۔

انہیں دیکھ کر اور آنے کی نوعیت جان کر کتنے ہی پل تک گھر کا ہر افراد خاموش رہا تھا لیکن پھر انہیں سوچنے کا وقت لے کر رخصت کر دیا۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ میری بچی بھی کسی محفوظ ہاتھوں میں جائے لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس رشتے کیا کسی بھی رشتے کے لئے کبھی نہیں مانے گی۔۔!!"افغان چودھری بہت ہی پریشان کن انداز میں کہتے ہوئے سوچوں میں گم ہو گئے۔۔

"آپ کو معلوم ہے دادا جان بختیار انڈسٹری کا مالک اور نوجوان نسل کے دلوں کی دھڑکن دلاور بختیار ہے۔اس نے تین سالوں میں اپنی کمپنی کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔بس ایک بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ اس نے یہ رشتہ کیسے بھیجا میرا مطلب ہے کہ کیا وہ پھوپھو کو جانتا ہے۔۔؟"زایان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ابراہیم کی طرف دیکھا۔۔

"ہم کل تک معلومات لینے کے بعد ان سے مل آتے ہیں کہ وہ سچ میں ہماری پارٹنر کے لائق ہیں بھی یا نہیں۔۔؟اگر سب ٹھیک رہا تو ہم مل کر پھوپھو کو منا لیں گے۔۔!!"اس نے پلان ترتیب دیتے ہوئے بغور سب کا جائزہ لیا جہاں سبھی اس کی باتوں سے اتفاق کر رہے تھے۔۔

"ٹھیک ہے لیکن یہ بہت مشکل ہے۔۔!!"انہوں نے مایوسی سے کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوئے جبکہ باقی ینگ پارٹی آپس میں مشورہ کرنے لگے۔۔

وہ آفس میں تھا جب والد صاحب کی کال موصول ہوئی۔کال کی نوعیت جان کر وہ زیرِلب مسکراتے ہوئے اپنے کوٹ کو ٹھیک کرنے کے بعد گلاس وال کے باہر دیکھا جہاں دو ہینڈسم شخص اس کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے نظر آئے۔۔

"سر دو لوگ آپ سے ملاقات کرنے کے لئے آئے ہیں۔۔!!"سیکریٹری اندر آتے ہی اس کو بتانے کے ساتھ ہی اجازت طلب نظروں سے دیکھا۔۔

"انہیں اندر بھیجیں اور ہاں ریفریشمنٹ کا انتظام کریں۔۔!!"اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اجازت دینے کے ساتھ ہی دروازہ کے طرف دیکھا جہاں سے چند منٹ بعد ہی وہ انٹر ہوئے۔۔

"اسلام وعلیکم۔۔!"دونوں نے ایک ساتھ سلامتی بھیجی۔۔

"وعلیکم السلام۔۔!"اس نے خوشدلی سے جواب دیتے ہوئے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

اس سے دس منٹ کی گفتگو کے بعد ہی وہ دونوں مطمئن نظر آئے تھے۔۔

"ہم دعا کریں گے آپ ہماری پارٹنر اور وہ آپ کے حق میں بہترین ثابت ہوں۔۔!!"زایان بے تکلفی سے مسکراتے ہوئے کہتے ہوئے اس کے حیران چہرے کو دیکھا۔۔

"ہاہاہاہا۔۔!آپ بھی اب ہماری گینگ میں شامل ہونے والے ہیں اس لئے بتادیں کہ ہم اپنی پھوپھو کو پارٹنر کہتے ہیں۔اصل میں وہ ہماری دوست،ایک اچھی پھوپھو کے ساتھ ہماری پارٹنر بھی ہیں۔۔!!" زایان اس کی حیرت کے جواب میں کہتے ہوئے اسے مسکرانے پر مجبور کر دیا۔۔

"لیکن ایک بہت اہم بات ہے جو ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں۔۔!!"ابراہیم اس کو آگاہ کرتے ہوئے زایان کو بولنے کا اشارہ دیا۔۔

"اس بات سے پہلے میں بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ چاہے کوئی بھی بات ہو لیکن میں ان سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہوں۔مجھے وہ اور ان کی عزت بہت عزیز ہے اس لیے میں نے ان سے بات کرنے کے بجائے سیدھا رشتہ بھیجنا زیادہ بہتر سمجھا۔۔!!"ان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی دلاور نے ان کے سامنے اپنی حال دل بیان کیا جسے سن کر وہ مطمئن ہو گئے۔۔

"پھر بھی یہ بات آپ کو جاننا بہت ضروری ہے۔۔!!"اس کے کہنے کے ساتھ ہی دلاور نے انہیں آگے بولنے کا اشارہ دیا۔۔

"جب پھوپھو نے گریجویشن کیا تھا تبھی دادا جان کے ایک دوست کے بیٹے کا رشتہ ان کے لئے آیا تھا۔ رشتہ بہت اچھا تھا اس لیے دادا جان نے ہاں کہلوا دیا۔ صرف نکاح جلدی کرنے کی خواہش انہوں نے ظاہر کی تھی اس لیے ہی دو دن کے اندر انتظامات مکمل کر دیے گئے۔۔!!"وہ ماضی میں کھویا ہوا بتا رہا تھا جب اس کی بات سن کر دلاور کے چہرے کا رنگ سیاہ پڑا تھا۔اس کی دھڑکنیں تیز رفتار سے دھڑک رہی تھیں۔۔

"نکاح کا وقت آ پہنچا۔ سب کچھ ٹھیک تھا لیکن جب نکاح خواں نکاح پڑھانے لگے تو اس زلیل انسان نے پھوپھو پر گندے الزام لگا کر انکار کر دیا۔ مہمانوں سے بھرے گھر میں اس نے رسوا کر دیا۔ان کی عزت اور وقار کو ٹھیس پہنچا کر وہ ان کی زندگی سے چلا گیا لیکن ہمیشہ کے لیے ان کے دل میں نفرت کا بیج بو کر گیا۔۔!!"اس کے خاموش ہوتے ہی چند پل کے لئے خاموشی چھائی تھی لیکن پھر وہ دوبارہ بولنا شروع ہوا۔۔

"صرف اپنے بیٹوں کو چھوڑ کر وہ مرد ذات سے نفرت کرتی ہیں۔اس لئے ہمیشہ انہوں نے شادی سے انکار کیا اور اسٹڈیز کمپلیٹ کر کے اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئیں۔اس رشتے کے لئے بھی وہ ہاں نہیں کریں گی خاص طور پر آپ دونوں کے ڈبلیو ڈبلیو ای پر تو اور مشکل ہے۔۔!!"زایان نے یونیورسٹی کے پارکنگ میں ہوئی لڑائی کا حوالہ دیا جو دلاور نے ابھی کچھ دیر پہلے ہی بتایا تھا۔۔

"ہاں مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگ رہا ہے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ نے انہیں میرے لئے بنایا تھا تو وہ کسی اور کی کیسے ہو جاتیں۔۔!!"وہ خیالوں میں ہی اسے سوچتے ہوئے مسکرایا تھا۔۔

"ہاں ایک بات اور اگر وہ آپ لوگوں کی پارٹنر ہو سکتی ہیں تو کیا مجھے آپ لوگوں کا بڈی بننے کا اعزاز حاصل ہو سکتا ہے۔۔؟"اس نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا جو اس کی خواہش پر کھڑے ہو کر اس سے گلے ملے۔۔

"کیوں نہیں آج سے ہم بڈی ہیں۔اور ہاں آپ ہر طرح کے حالات کے لئے تیار رہیے گا۔کیونکہ واویلا بہت ہو گا اور دوسری بات ہمیں معلوم ہے کہ وہ آپ کو دیکھنے کی خواہش نہیں کریں گی اس لئے جب تک نکاح نہیں ہو جاتا تب آپ ان کے سامنے نہیں آئیں گے۔نکاح کے بعد وہ آپ کی ذمہداری ہیں

جیسے چاہیں آپ اپنی بات منوانے کی کوشش کریں۔۔!!"ان دونوں نے مشورہ دیتے ہوئے اس سے مل کر رخصت لیا۔۔

دلاور بختیار ان کی پارٹنر کے لئے بہترین ثابت ہونے والے تھے اور یہ بات وہ دونوں پہلی ملاقات میں ہی جان چکے تھے۔۔

اب بس اپنی پارٹنر کو راضی کرنے کا مرحلہ باقی تھا جو انہیں دو دن کے اندر ہی حل کرنا تھا کیونکہ ان کے نکاح کے ساتھ ہی عفراء کا نکاح اور رخصتی طے تھی۔۔

#گھر میں ایک عجیب سی خاموشی رچی بسی تھی کیونکہ جب سے عفراء کو رشتے کا بتایا گیا تھا تب سے وہ اپنے کمرے میں خود کو بند کیے رو رو کر ہلکان ہوئی تھی۔۔

تینوں بیٹے اس وقت اپنی پھوپھو کو منانے کے لئے ان کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔

"پارٹنر بہت اچھا رشتہ ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم دونوں معلومات لینے کے بعد ان سے مل کر آرہے ہیں۔ان شاءاللہ وہ آپ کے لئے بہت بہترین ثابت ہوں گے۔۔!!"زایان بہت نرمی سے اس کے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"ہاں پارٹنر مان جائیں۔آپ کی تکلیف اور درد سے ہم بخوبی واقف ہیں۔جانتی ہیں ہر مرد وفادار نہیں ہوتا تو ہر عورت بھی باوفا نہیں ہوتی ہے لیکن ہم ایک بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کبھی آپ سے بے وفائی نہیں کریں گے۔۔!!"ابراہیم بھی اب اس کی سوچوں کے مطابق اسے بہلا رہا تھا۔۔

"پھوپھو پلیز مان جائیں۔ہمیں یقین ہے کہ آپ اپنے اس فیصلے سے کبھی مایوس نہیں ہوں گی۔۔!!" زایان اب منتوں پر اتر آیا تھا۔۔

"اگر اس بار کچھ بھی مجھے برا لگا یا ہوا تو تم سب میرا ساتھ دو گے ناں۔۔؟"عفراء ان تینوں پر ایک نظر ڈال کر ان کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلا دی جس پر ان تینوں نے اپنے ہاتھ رکھ کر اس کے ساتھ ہونے کا یقین دلایا۔۔

اس کے خاموشی اختیار کرنے پر بھی ان لوگوں نے عافیت محسوس کرتے ہوئے شادی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔۔

گھر کی خواتین شاپنگ کر کے تھک چکی تھیں تین تین شادیاں ایک ساتھ تھیں۔دیکھتے ہی دیکھتے کب رخصتی کا دن بھی آ پہنچا۔۔

دعا کی پیشانی پر لگی چوٹ اچھی ہو گئی تھی لیکن ہاتھوں کا کٹ گہرا تھا ابھی اسی لئے ہاتھ پر پٹی لگی ہوئی تھی۔پٹی کی وجہ سے اس کو مہندی نہیں لگی تھی لیکن جیا اور عفراء کو مہندی لگی تھی۔گھر اس وقت رشتہ داروں سے بھرا پڑا تھا۔۔

گھر میں تھوڑی چہل پہل ہو گئی تھی اس لئے لڑکیوں کو اکٹھا ہی بیٹھا دیا گیا تھا۔۔

تینوں ہی اپنی اپنی سوچوں میں غرق تھیں۔کمرے میں سوگوار سی خاموشی رچی بسی تھی۔۔

"مجھے دھمکی دے کر گئے ہیں ناں۔۔؟کیا کہہ رہے تھے کہ محبت نہیں ہے مجھ سے،تو میں کہاں کہہ رہی ہو کہ آپ مجھ سے شدید قسم کی محبت کریں۔میں خود بھی آپ سے نفرت کرتی ہوں۔آج تک آپ نے کبھی تیجا بن کر مجھ سے جھوٹ بولا تو کہیں دھمکی دی، کبھی کچھ کہا تو کبھی کچھ اور تو اور زبردستی نکاح بھی کر لیا، جیسے آپ کی نظروں میں میری تو کوئی عزت ہی نہیں ہے۔ہاں ہم جیسے لوگوں پر، جن پر

ان کا باپ ہی غدار کا ٹیگ لگا کر چلا جائے،ان سے محبت ہو یا نہ ہو لیکن ہمدردی ضرور ہو جاتی ہے اور مجھے کسی کی بھی ہمدردی نہیں چاہیے۔کسی کی بھی نہیں۔۔!!"دعا دل ہی دل میں شکوہ شکایات کرتے ہوئے خود سے ہی باتیں کر رہی تھی۔جس دن سے ابراہیم گھر واپس آیا تھا اور عظیم چودھری کی حقیقت سب پر آشکار ہوئی تھی اسی دن سے اس کا دماغ ایک الگ ہی رُخ پر چل رہا تھا۔وہ چیزوں کو ایک الگ نظریہ سے دیکھ رہی تھی۔۔

"مجھے معلوم ہے کہ میں اس بار بھی رسوا ہو جاؤں گی۔کس کے اندر اتنا ظرف ہے جو ایک دھتکاری ہوئی لڑکی سے شادی کرنے کو تیار ہو گیا۔۔؟کوئی تو وجہ ہو گی کیونکہ آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں کوئی بنا فائدہ کے کوئی کام نہیں کرتا ہے۔اور شادی وہ بھی بنا دیکھے تو ناممکن چیز ہے۔۔!!"عفراء بھی سوچوں میں غرق آنے والے حالات کے تحت سوچوں میں گم تھی۔۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ کو مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔آپ صرف دادا جان کے کہنے پر ہی یہ شادی کر رہے ہیں۔لیکن میں تو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔یہ دل مجھے ذلیل و خوار کرنے پر تلا ہوا ہے۔۔!!"جیا بھی سوچوں میں ہی زایان سے مخاطب تھی۔۔

کبھی کبھی انسان اندر سے بہت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے جسے وہ کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کرتا،اس لئے اسے بہت اپنا اور خاص بھی سمجھ نہیں پاتا ہے۔ایسے میں انسان اپنے سے بندھے رشتوں کو بھی سمجھ نہیں پاتا ہے۔۔

یہی کچھ ان تینوں کے ساتھ بھی ہو رہا تھا۔خاص کر دعا کے ساتھ جسے بہت سمجھنے والا اس کا پیارا بھائی بھی اسے سمجھ نہیں پا رہا تھا اور دعا کھل کر اپنی بات کسی سے شیئر بھی نہیں کر رہی تھی،بس اندر ہی اندر ٹوٹ رہی تھی۔۔

پورا گھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ایک گہما گہمی تھی جو اطراف میں محسوس کی جا سکتی تھی کیونکہ آج گھر میں تین تین شادیاں تھیں۔۔

تینوں دلہن کے لباس میں ملبوس کوئی اپسرا معلوم ہو رہی تھیں۔بہت سادگی سے تقریب رکھنے کے باوجود بھی گھر لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔۔

لان کو ہی لائیٹس سے سجایا گیا تھا۔ تین اسٹیج کے بجائے صرف ایک اسٹیج بنا تھا۔ زایان اور ابراہیم کا کہنا تھا کہ آج ان کی پھوپھو کا دن ہے۔۔

شام میں برات آنے کے فوراً بعد عفراء کا نکاح ہوا اور پھر جیا اور دعا کا بھی ہوا۔ دلہنوں کو چھوڑ کر ہر ایک چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔۔

دعا تو پہلے ہی دعا ابراہیم چودھری بن گئی تھی لیکن آج جیا بھی جیا چودھری سے جیا زایان چودھری بن گئی تھی۔ جیا اور دعا کو تھوڑی دیر تک نکاح کے بعد حال میں بٹھایا گیا تھا۔ اس کے بعد انہیں کمرے میں بھیج دیا گیا۔۔

"جیا آپی آپ روم میں ہی رہیں۔ میں کچن سے پانی پی کر آتی ہوں، یہاں پانی نہیں ہے اور ویسے بھی سبھی لوگ لان میں ہیں۔۔!!" وہ دلہن کے لباس میں ملبوس پانی کا جگ اٹھا کر باہر چلی گئی۔ گھر تو اپنا ہی تھا اس لیے اسے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوئی۔ کچن میں جاتے ہوئے اچانک دعا کا پیر وہیں تھم گیا، جیسے کسی نے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لیا ہو۔۔

آواز تھی یا کوئی پگھلا ہوا شیشہ جو بڑی بے دردی سے اس کے کانوں میں انڈیلا جا رہا تھا۔۔

"ارے سنا ہے کی اپنی بہن کا گھر بچانے کے لیے آمنہ بھابھی کے بیٹے نے نکاح کیا ہے، ورنہ اپنے باپ کے قاتل کی بیٹی سے بھلا کوئی رشتہ بناتا ہے اور چلو اگر بنا بھی لیا ہو تو بھی یہ رشتہ چلے گا نہیں۔ کیونکہ جب باپ غدار تھا تو بھلا بیٹی کیسے وفا کر سکتی ہے۔۔!!" رشتے کی ہی دو عورتیں آپس میں باتیں کم، اس کے کردار پر کیچڑ زیادہ اچھال رہی تھیں اور یہ بھی نہیں سوچ رہی تھیں کہ اس سے کسی کی زندگی پر کتنا برا اثر پڑے گا۔ ان کی بات سن کر دعا کے پیر آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے تھے، وہ وہیں سے واپس مڑ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

اپنے ہونٹوں پر ہتھیلی رکھے زار و قطار روتے ہوئے

دروازہ بند کر کے نیچے فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

"یا اللہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔؟ کیا اُنہوں نے مجھ سے نکاح اس لیے کیا تھا کہ انہیں میں غدار لگ رہی تھی۔۔؟ لیکن بھائی تو کچھ اور کہہ رہے تھے، وہ تو کہہ رہے تھے کہ میری سیفٹی کے لئے نکاح کیا تھا۔۔"!!

اس نے اپنے سر کو ہاتھوں میں تھامے فرش پر بیٹھی زار و قطار رو رہی تھیں۔ نجانے کب تک وہ اسی طرح بیٹھی رہتی جب دروازہ ناک ہوا اور ساتھ ہی آمنہ بیگم کی آواز آئی۔۔

"دعا میری جان دروازہ کھولو اور چلو جیا کے کمرے میں کھانا کھالوں۔ وہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ رخصتی کا وقت بھی ہو گیا ہے۔۔!!"ان کی آواز سن کر اس نے فوراً اپنے آنسو صاف کیے اور دروازہ کھول دیا۔۔

"بیٹا تمہاری آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہیں اور چہرہ بھی سرخ ہو رہا ہے۔ کیا ہوا ہے۔۔؟"آمنہ بیگم کی نظر جیسے ہی اس کے چہرے پر پڑی وہ پریشان ہو گئیں۔۔

"کچھ نہیں بڑی امی میں ٹھیک ہوں، مجھے کیا ہونا ہے۔۔!!"اس کے تسلی دینے پر آمنہ بیگم نے فوراً اس کی پیشانی چومی اور اپنے ساتھ لے کر چلی گئیں۔۔

دونوں کی سادگی سے رخصتی ہوئی، رخصتی کے نام پر صرف کمرا ہی تو بدلا تھا اور شاید دل بھی۔۔

وہ اپسراؤں سا حسن لیے اداس سی شہزادی اپنے دل کی کیفیت پر بہت بے چین تھی۔ دل اداسیوں سے گھرا ہوا تھا۔۔

چندپل بعد ہی اس کے تینوں بیٹے سجے دھجے اس کے قریب پہنچ کر محبت سے اس کو اپنے ساتھ لیے اسٹیج کی طرف روانہ ہوئے۔۔

وہ اپنے بے تہاشا دھڑکتے ہوئے دل کو مضبوط کرتی ان کے ہمراہ چل رہی تھی۔۔

اسٹیج کے قریب پہنچ کر اس کی نظر اپنے سامنے کھڑے شخص پر جیسے ہی پڑی تھی اس کے ہاتھوں میں نمی اتری۔دل کے دھڑکنوں کی رفتار سست پڑی تھی۔۔

"تو کیا اپنے تھپڑ کا بدلہ لینے کے لئے یہ اس حد تک پہنچ گئے کہ آج شوہر کی حیثیت سے میرے سامنے کھڑے ہیں۔۔؟کیا آج بھی بھری محفل میں مجھے رسوا ہونا ہے۔۔؟"وہ سوچتے ہوئے اسٹیج کے قریب ہی لڑکھڑاتی گرپڑتی جب ابراہیم اس کو اپنے بازوؤں میں بھرتے سنبھال گیا۔۔

سامنے کھڑا دلاور بختیار اس کی حالت پر اپنی مٹھیاں بھینچ گیا۔پورا ان مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔لیکن اسے کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی بس اپنے سامنے کھڑی اپنی زندگی میں شامل ہونے والی شخصیت کی پرواہ تھی جو بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے نجانے کیا کیا سوچے جا رہی تھی۔۔

"امی ان کی طبیعت خراب لگ رہی ہے۔اسٹیج پر بیٹھنا اتنا ضروری بھی نہیں ہے۔آپ انہیں کمرے میں بھیجیں۔۔!!"اپنے قریب کھڑی ہوئی اپنی ماں سے کہتا ہوا وہ اسٹیج سے اتر کر اپنے والد صاحب کی طرف بڑھا تھا۔۔

اسے فوراً کمرے میں پہنچا دیا گیا۔۔

"اچھا نہیں کیا تم لوگوں نے میرے ساتھ، بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔مجھے معلوم ہے کہ آج بھی مجھے رسوا ہونا ہے۔وہ مجھ سے بدلہ لینے کے لئے یہاں تک پہنچ گئے اور اب میں کچھ بھی نہیں کر سکتی ہوں۔۔!!"وہ گھٹنوں کے بل فرش پر گرتی ہوئی بے اختیار شدت سے روتی چلی گئی۔۔

اس کی بے یقینی پر ان کے تینوں بیٹوں نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی۔وہ اپنی پارٹنر کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے لیکن اس وقت ان کا سامنا کوئی اور کرنے آرہا تھا جو اس وقت بہت ضروری بھی تھا۔۔

"اس کے دھتکارنے سے پہلے ہی میں خود رخصتی سے انکار کرتی ہوں۔نہیں دیکھ سکتی اپنے لئے کسی کی آنکھوں میں نفرت اور حقارت۔۔!!"اس نے غصے اور بے بسی سے اپنی ناک میں پہنی نتھ کو زور سے کھینچا تھا جس سے نتھ نکل کر کانوں کے قریب اپنی بے قدری پر جھول گئی تھی اور ناک سے خون کی ایک بوند نکل آئی تھی۔۔

وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی ورنہ کسی کو اپنے قریب فرش پر بیٹھتے ہوئے دیکھ کر خود پر ضبط ضرور رکھتی۔۔

"میں آپ سے کوئی تعلق تب تک قائم نہیں کر سکتا جب تک آپ خود تیار نہیں ہوتیں کیونکہ زبردستی کا قائل تو میں خود بھی نہیں ہوں۔جب تک ایک دوسرے فریق کے دل میں جگہ نہ ہو تب تک ایسے رشتے بے معنی سے ہو جاتے ہیں۔۔!!"اس کی حالت پر وہ خود کو بولنے سے روک نہیں سکا تھا۔۔

اس کے لبوں لہجے سے جھلکتی نرمی اور دل موہتا انداز ایک پل کے لئے اس دوشیزہ کی دھڑکنیں اتھل پتھل کر گیا تھا۔۔

عفراء حیرت کی زیادتی سے اس شخص کو اپنے قریب ترین بیٹھے دیکھ رہی تھی۔۔

سمپل سا بلیک پٹھانی سوٹ زیب تن کیے، سلکی بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، ہاتھوں میں گھڑی پہنے وہ شہزادوں سی آن بان والا شخص اس کے مد مقابل بیٹھا تھا۔۔

"مجھے آپ پہلی ہی نظر میں اچھی لگیں تھیں۔اس لئے میں نے کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر آپ کے گھر رشتہ بھیج دیا اور آپ کے گھر والوں نے جانچ پڑتال کرنے کے بعد قبول بھی کر لیا۔۔!!"اس نے

لفظوں کے سحر میں جکڑ کر اس کی طرف نرمی سے ہاتھ بڑھاتے اپنی زیب سے رومال نکال کر اس کی ناک پر لگا خون جزب کیا تھا۔۔

اس عنایت پر اس کا دل بے اختیار شدت سے دھڑکا تھا۔پل کی پل اس نے نظریں اٹھا کر اس خوبرو شخص کے چہرے پر دیکھتے ہوئے پل بھر بعد ہی واپس رخ پھیر لیا۔۔جب اس کی سحر زدہ آواز ایک بار پھر گونجتی اس کی ہارٹ بیٹ مس کر گئیں۔۔

"آپ اب دلاور بختیار کی زندگی میں قدم رکھ چکی ہیں۔ مسز عفراء بختیار ہیں آپ، دلاور بختیار کے دل کی واحد ملکہ ہیں آپ۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کے ماضی نے آپ پر کیسا اثر انداز ہوا ہے۔ میں یہ بھی نہیں جاننا چاہتا کہ آپ میرے بارے میں کیا سوچتی ہیں۔ صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کا ہر پل، ہر گھڑی، ہر لمحہ انتظار کروں گا۔ جب تک آپ خود چل کر میرے پاس نہیں آجائیں گی تب تک آپ کی طرف نہیں بڑھوں گا۔ میں آپ کا تھا، آپ کا ہوں اور ہمیشہ آپ کا ہی رہوں گا۔۔!!" یہ چند پل اس کی جھولی میں ڈال کر اس نے عقیدت سے جھک کر اس کی پیشانی پر اپنا پہلا سلگتا ہوا لمس چھوڑا تھا۔ یہ احساس ہی اس کو آنکھیں موندنے پر مجبور کر دیا۔۔

کیسا جانلیوا احساس تھا جو اس کی رگوں میں خون کے مانند سرایت کر گیا تھا۔آج پہلی بار اس کے دل نے دغا بازی کی تھی۔کس کے لیے۔۔؟صرف اور صرف اپنے محرم کے لئے۔وہ سمجھ کر بھی ماننے کو تیار نہیں تھی۔مقابل شخص کی باتیں دل میں گھر کر گئیں تھیں۔۔

"دلاور بختیار کے گھر کے دروازے کے ساتھ ساتھ اس کے دل کے دروازے بھی مسز بختیار کے لئے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔۔!!"وہ اس پر سحر طاری کر رہا تھا اور عفراء اس کے سحر میں مبتلا اپنے آنسوؤں سمیت ایک ٹک اس شعبدہ باز کو دیکھ رہی تھی۔۔

دلاور نے ہاتھ بڑھا کر پل کی پل اس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے اس نمکین پانی کو اپنی انگلیوں کی پوروں پر سمیٹتے ہوئے استحقاق سے اس کے گالوں کو تھپتھپاتے اس کو ویسے ہی چھوڑ کر باہر نکل گیا۔۔

میٹینگ کے سلسلے میں ترکی جانے کے لئے بارات کے واپس آنے کے فوراً بعد نکل گیا۔رات دو بجے کی فلائٹ تھی اور یہی وجہ بختیار فیملی نے بتاتے ہوئے رخصتی کو ملتوی کر دیا تھا۔۔

جیا کو زایان کے کمرے میں لا کر بٹھایا گیا۔ بڑا سا خوبصورتی سے سجا کمرہ تھا۔ سجاوٹ بھی لائیٹ سی تھی۔ بلو کلر کی تھیم میں کمرہ بہت کول لگ رہا تھا۔۔

وہ میرون کلر کا لہنگا پہنے، اسٹون کی جویلری سے سجی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اے سی چل رہا تھا لیکن پھر بھی اس کی پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں چمک رہی تھیں کیونکہ سامنے والی وال پر زایان کی بڑی سی خوبصورت تصویر لگی ہوئی تھی۔ جسے دیکھ کر اس کو ایسا لگ رہا تھا جیسے تصویر میں سے ہی زایان کی آنکھیں اسے مسلسل گھور رہی ہیں۔۔

"یا اللہ میں کیا کروں، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ پتہ نہیں یہ اب کیا کریں گے اور میں ان کا سامنا کیسے کروں گی۔۔؟ اور میں ابھی تک اتنی خوش کیسے تھی۔۔؟ کیا میں یہ بھول گئی تھی کہ انہوں نے مجھ سے شادی دادا جان کی کہنے پر کی ہے ورنہ آج سے پہلے تک تو کبھی مجھ سے بات بھی نہیں کرتے تھے۔ کیا کروں میں اللہ۔۔! اب مجھے راستہ دکھا میرے رب۔۔!!" وہ پریشانی سے سوچ ہی رہی تھی کہ جب ذہن میں ایک خیال آیا جس پر عمل کرتے ہوئے اس نے سب سے پہلے خود کو بھاری دوپٹے کے بوجھ سے آزاد کیا، پھر ایک ایک کر کے اپنی جویلری اتارتے ہوئے وہ الماری سے آرام دہ سوٹ کا انتخاب کرتی واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

شاور لے کر فریش ہوئی اور فوراً واپس روم میں آ کر بیڈ سے ایک تکیہ اور کمفرٹ لیا پھر صوفے پر آ کر لیٹ گئی۔اپنی سوچ کے مطابق اپنا کارنامہ سرانجام دے کر سو چکی تھی۔۔

دوسرے فلور کی سیڑھیوں پر ہی ان دونوں کو نبا اور روشان نے روک لیا۔۔

"بھیا رکیں، آپ دونوں ایسے کیسے بنا چونگی دیے ہی اپنے روم میں چلے جائیں گے۔۔؟ پہلے چنگی دے پھر جائیں۔۔!!"نبا نے اپنی دونوں بھائیوں کو اپنی بانہیں پھیلائے ان کو روکنے کی بھرپور کوشش میں تھی۔۔

ابراہیم نے نبا کا ہاتھ پکڑ کر سامنے سے ہٹاتے ہوئے ایک طرف سے نکلنے لگا جب اس نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔

"بھائی آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔؟ مانا کی دلہن بہت خوبصورت ہے لیکن اتنی جلد بازی اچھی نہیں ہوتی۔۔!!"اس نے اپنی ایک ابرو اٹھا کر پوچھنے کے ساتھ ساتھ ہی مشورہ بھی دیا جسے سن کر سب کے چہرے پر مسکراہٹ نے ڈیرہ ڈالا۔۔

"چھوٹی تم نے صرف اپنے بھیا کو روکا تھا، مجھے نہیں۔۔!!"ابراہیم نے اسے اس کے لفظ یاد دلائے۔۔

"بھائی صرف بھیا کو نہیں روکا تھا بلکہ آپ کو بھی روکا تھا۔اچھا چلے نکالیں چونگی۔۔!!"اس نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو سامنے پھیلا کر کہا۔اسے اس طرح دیکھ کر ابراہیم کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی، جسے روکتے ہوئے اس نے زایان کا چہرہ دیکھا۔

"زایان یہ چونگی کیا ہوتی ہے۔۔؟"معصومیت کی انتہا تھی۔۔

"مین ہائیوے پر گاڑیاں جاتی ہیں ناں تو انہیں روک کر جو پیسے یعنی کہ ٹیکس دیے جاتے ہیں وہیں چونگی ہوتا ہے۔۔"!!

زایان کے بتانے سے پہلے ہی نبا نے خود بتایا۔۔

"اوچو ہیا، کیا تمہیں یہ میرے اتنے پیارے ہینڈسم بھائی گاڑی لگ رہے ہیں جو تم چونگی والوں کی طرح ان سے پیسے مانگ رہی ہو یا پھر ان کی خوبصورتی پر ٹیکس مانگ رہی ہو۔۔!!"روشان نے اپنی مسکراہٹ دبا کر جلتی پر تیل چھڑکا۔۔

"منحوس انسان تم چپ کرو، ابھی تمہیں بھی تو اس میں سے رشوت چاہیے ہو گا۔۔!!" نبا نے غصے سے روشان کو گھورا تھا۔۔

"ہاں تو ہم دونوں اس وقت پارٹنر ہیں، ففٹی ففٹی پرسنٹ کے اس لئے چاہیے۔۔!!" روشان نے اس کی معلومات میں جیسے اضافہ کیا تھا۔

ابراہیم اور زایان مسکراتے ہوئے ان دونوں کی لڑائی پر محظوظ ہو رہے تھے۔اس وقت وہ دونوں سب کچھ بھول کر بس ٹام اینڈ جیری کی طرح لڑنے مرنے کو تیار تھے۔۔

"چھوٹی اگر تم دونوں کی لڑائی ختم ہو گئی ہو تو یہ ہم دونوں کا کارڈ رکھ لو اور جو یا جتنا پیسہ چاہیے لے لینا۔ ہمارا سب کچھ تم سب کا بھی ہے۔۔!!" ابراہیم نے ان دونوں کی لڑائی نہ ختم ہوتے دیکھ کر اپنا اور زایان کا کارڈ پکڑایا۔۔

"اور چھوٹی یہ رسم ہوتی ہے اس لیے ہم اپنی بہن کو رسم کرنے سے کیسے روک سکتے ہیں بھلا۔۔!!" زایان نے نبا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا اور پھر دونوں ان کے ہٹتے ہی اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔

"سودھے انسان تم نے مجھے پارٹنر کیسے کہا۔۔؟تمہارا پارٹنر بننے سے پہلے میں ان سیڑھیوں سے کود کر خودکشی کرلوں گی۔۔!!"نبا کو اچانک روشان کی بات یاد آئی جس پر وہ خونخوار تیور لئے گھور کر اسے دیکھا جو ہمیشہ کی طرح مسکراتے ہوئے بے نیاز سا کھڑا تھا۔۔

"استغفراللہ۔۔!میں تمہیں کیوں پارٹنر بناؤ۔میں نے تو بس یہ پیسے لیتے وقت تمہیں پارٹنر کہا تھا اور ویسے بھی جو میری پارٹنر بنے گی ناں وہ لاجواب ہو گی،تمہاری طرح چی چی کرتی ہوئی نہیں ہو گی۔۔"!!

روشان نے بھی ٹھاہ کر کے جواب دیا۔۔

"دور پھٹے منہ،میرے سامنے تم نہ ہی آیا کرو تو بہتر ہے اور رات میں تو بالکل بھی نہیں کیونکہ جس رات سونے سے پہلے تمہیں دیکھ لیتی ہوں ناں اس رات ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔۔"!!

نبا نے اپنی ناک کے نتھنوں کو پھولا کر جیسے بڑے پتے کی بات بتائی تھی جسے سن کر ہی روشان کو آگ لگی۔۔

"میں کون سا تمہارے کمرے میں سوتا ہوں جو تم مجھے سونے سے پہلے دیکھ لیتی ہوں۔۔!!" روشان اس کی بات پر ناراض یا غصہ ہونے کی بجائے زور زور سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔

"لوفر، چھچھورے انسان۔۔!!" غصہ سے پیر پٹکتے ہوئے اس نے اسے اچھے اچھے القابات سے نوازتے اپنے روم میں چلی گئی اور روشان اسے چڑھا کر مزے سے اپنے روم میں چلا گیا۔۔

دعا کو بھی ابراہیم کے کمرے میں بیٹھا دیا گیا تھا۔ وہ وہیں بیڈ پر کسی مجسمہ کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں مفلوج ہو چکی تھی۔ یہ کسی گناہ کی سزا تھی یا اس کے رب کی کوئی آزمائش، پر ایسی آزمائش۔۔؟ اس کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔۔

"اس ہستی کو میرا سرپرست میرا محافظ بنایا گیا جس نے میری عزت نفس کو روند کر مجھ سے زبردستی نکاح کیا۔۔!!" وہ سوچوں میں غرق ہو کر ابھی تک اسی رو میں سوچ رہی تھی۔۔

"لیکن شاید وہ بھی خود کو ٹھیک سمجھتے ہوں یا شاید میں بھی انہیں غدار ہی معلوم ہو رہی ہوں تو پھر میرا ان کی زندگی میں کوئی کام نہیں۔ بھلا غدار اور کسی بے وفا کو بھی کوئی اپنا ساتھی بناتا ہے۔ میرے اللہ۔۔! نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔۔!!" وہ بے اختیار سسک اٹھی۔۔

کہتے ہیں ناں کہ زندگی کا اگلا موڑ کیا ہو گا یہ ہمارے رب کے سوا کون جانتا ہے۔ شاید وقت کچھ بے رحم تھا یا شاید ان کی زندگی میں نیا موڑ آنے والا تھا۔۔

ویران آنکھیں، کپکپاتے ہونٹ، زیادہ رونے کے باعث سوجا ہوا لال سرخ چہرہ۔۔ وہ بے بسی کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی۔ ابراہیم پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ ذہن اتنا الجھا ہوا تھا کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جیسے ختم ہو گئی تھی۔۔

بہت دیر تک رونے کے بعد اپنے آنسوؤں کو صاف کر کے وہ اٹھی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے کانوں کے جھمکے اتارنے لگی۔ دونوں ہاتھوں میں ابھی بھی ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔ اس لئے اسے اتارنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

دعا نے غصے کے عالم میں اپنے کانوں کے جھمکے کو اتار کر زور سے فرش پر پھینکا تھا اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی اور ساتھ ہی کسی نے پیچھے سے آکر اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ وہ شدید غصے کا شکار ہو گی اس لئے وہ نرمی اختیار کیے اپنے مابین تعلقات کو ٹھیک کرنے کے لئے خود قدم بڑھا چکا تھا۔۔

"پرنسز۔۔!" ابراہیم کے پکارنے کی دیر تھی جب وہ پیچھے مڑتے ہوئے بہت ہی سنگین جرم کر گئی تھی۔ خاموشی میں ایک آواز بڑی شدت سے گونجی۔۔

"چٹاخ۔۔"!!

دعا کا ہاتھ اٹھا تھا اور ابراہیم کے گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔ یہ سب لمحوں کا کھیل تھا جس کا ان دونوں کو بھی اندازہ نہ تھا۔ وہ تھپڑ مارنے کے بعد جیسے ہوش میں لوٹی تھی۔۔

یہ کیا کر دیا تھا اس نے، بنا سوچے سمجھے بنا منصوبہ بندی کے بغیر ہی رکھ کر تھپڑ رسید کر دیا۔۔

اس نے ایک نظر اس حیرت زدہ چہرے پر ڈال کر فوراً اپنا ہاتھ دیکھا تھا۔ پورا زور لگا کر مارنے کی وجہ سے خود اس کے ہاتھوں سے خون رسنے لگا تھا۔۔

"یہ۔۔یہ کیا کر دیا میں نے۔۔؟ نہیں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔!!"ایک مدھم سی سرگوشی نما آواز میں بڑبڑاتے ہوئے وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔

اسے ایک دم احساس ہوا تھا مگر اب جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ حیرت اور ڈر کی وجہ سے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور سانسیں اتھل پتھل تھیں۔ وہ اس وقت شدید طیش اور صدمے میں تھی مگر یہ سب کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اپنا ہاتھ دوبارہ دیکھا۔۔

جب کہ ابراہیم تو حیران کھڑا تھا، اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے، اس نے نگاہ اٹھا کر دعا کا چہرہ دیکھا۔۔

آف وائٹ کلر کے برائیڈل ڈریس میں سر پر مہرون دوپٹہ لیے، پیشانی پر ٹیکا، ناک میں سنہری نتھ، جو بے حد نفیس تھی، گلے میں خوبصورت ہار پہنے، چھوٹی سی نازک گڑیا لگ رہی تھی لیکن جب ابراہیم نے اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیا تو حیران رہ گیا۔۔

لال سرخ چہرہ جو زیادہ رونے کی چغلی کھا رہا تھا۔ چہرے پر آنسوؤں کے نشانات، جیسے بہت دیر سے رونے کا شغل پورا کر رہی تھی، آنکھیں ابھی بھی آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی اور ان میں وحشت ناچ رہی تھی۔ ان آنکھوں میں دکھ، تکلیف، بے اعتباری، نفرت، کیا کچھ نہیں تھا۔۔

دعا نے بھی اپنی آنکھیں اٹھائی اور اس کی طرف دیکھا، دونوں کی نظریں چار ہوئیں۔۔

"مم۔۔ میں نے یہ سب۔۔!!" وہ سکتے کی کیفیت میں مبتلا اپنی وضاحت دے رہی تھی مگر الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔

وہ لبوں پر بے اختیار ہاتھ رکھے فوراً سے بھاگتے ہوئے کمرے سے اٹیچڈ اسٹڈی روم میں جا کر بند ہو گئی۔ ابراہیم ابھی بھی وہیں حیران کھڑا تھا۔۔

اس نے اپنے ہاتھوں کو اپنے گال پر رکھ کر دھیرے سے سہلایا تھا۔ اس پر آج تک کسی نے انگلی نہیں اٹھائی تھی ہاتھ کی تو دور کی بات تھی۔۔

اس نے دانستہ طور پر اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنا گال چھوا، جہاں وہ اپنی انگلیوں کے نشان چھوڑ کر گئی تھی۔۔

اگلے ہی پل ہی اسے شدید ترین طیش آیا تھا۔اس نے اپنے ہاتھوں کو زور سے کانچ کے ٹیبل پر مارا تھا۔۔ ہاتھ لگنے سے کانچ کی ٹیبل کئی حصوں میں بٹ گئی تھی اور اس کے ہاتھ سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا۔۔

اب جا کر اسے کچھ سکون محسوس ہوا تھا۔اس نے سرخ نظریں اٹھا کر سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے قریب دیکھا جہاں فرش پر خون کی کچھ بوندیں نظر آئی،اسے فوراً پریشانی نے گھیر لیا، کیونکہ وہ خون اس کا نہیں بلکہ دعا کا تھا۔۔

وہ پریشانی سے سب کچھ بھولتے اسٹڈی روم کے دروازے کی طرف لپکا اور زور سے دروازہ بجایا۔وہ جو اندر بیٹھی ابھی تک اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ایک دم خوفزدہ ہوئی۔۔

اسے اب سچ مچ میں اس سے ڈر لگ رہا تھا۔۔

"دعا دروازہ کھولو۔۔!!" وہ دروازہ پیٹتے ہوئے دھاڑا تھا۔مگر بے سود،اس کے دروازہ نہ کھولنے پر ابراہیم کے دماغ کا میٹر اور گھوم گیا۔۔

"آئی ایم ٹیلنگ یو ٹو اوپن دی ڈور۔ادر وائز ایف آئی ڈونا ٹ اوپن ایٹ این مائی اؤن وے، دین آئی ویل ناٹ بی رسپانسبل فار دی فیوچر۔۔(میں کہہ رہا ہوں کہ دروازہ کھول دو ورنہ اگر اسے میں نے اپنے طریقے سے کھولا ناں تو پھر آگے کا ذمہ دار میں نہیں ہونگا"(

اس نے اسے دھمکی دیتے ہوئے زور سے دروازے پر مکا مارا،اس کے غصّہ سے پھنکارنے پر وہ ڈرو خوف سے وہیں خاموش کھڑی ہو گئی۔۔

"یا اللہ یہ کیا ہو گیا مجھ سے۔۔؟یہ غلطی نہیں گناہ ہوا ہے مجھ سے،مجھے معافی مانگ لینی چاہیے ان سے، ہاں مجھے معافی مانگنی ہی ہو گی۔۔!!"اس نے لبوں پر ہاتھ جماتے خود کو سرزنش کرتے ہوئے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تھا لیکن اس کا غصہ اور دھمکی دیتا انداز دعا کو اندر سے لرزا رہا تھا۔۔

وہ اپنی غلطی کو تسلیم کر رہی تھی۔یہ سب اس سے بے اختیاری میں ہوا تھا،جو بھی ہوا تھا اس نے ایسا تو نہیں چاہا تھا۔۔

اس نے خود کو پر سکون رکھنے کے لئے ایک لمبی سانس لے کر آنے والے حالات کے پیش نظر خود کو تیار کرتے اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا اور پیروں میں جان نہ ہونے کی وجہ سے خود وہیں فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

ابراہیم کو غصہ تو تھا لیکن اس کی تکلیف کا سوچ کر اس نے اپنا غصے کو کہیں اندر دبا دیا تھا۔۔کلک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلا تھا۔دروازہ کھلتے ہی وہ فرسٹ ایڈ باکس لے کر اندر داخل ہوا اور اپنی نظریں اس کو ڈھونڈنے کے لیے اطراف میں ڈالی۔لیکن وہ کہیں دکھائی نہیں دی، سسکی کی آواز اپنی پشت پر سن کر وہ بے قراری سے پیچھے مڑتے ہوئے دروازہ کے پیچھے دیکھا۔نظر جب اس پر پڑی تو خود کو روک نہیں سکا اور فوراً اس کے قریب فرش پر بیٹھ کر اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لینا چاہا، لیکن جیسے ہی دعا کی نظر اس کے ہاتھوں پر پڑی، اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔وہ چہرہ پر سختی لئے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہتھیلیوں میں جزب کیے فرسٹ ایڈ باکس سے کاٹن نکال رہا تھا۔۔

اس کے ہاتھوں سے خون نکلتا دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی تھی۔اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے فوراً کھینچا تھا۔اس کی حرکت پر اس نے نظر اٹھا کر دلہن کے لباس میں ملبوس اپنی بیوی کو دیکھا جو اس کے ہتھیلیوں کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔۔

"آ۔۔آپ کو تو بہت زیادہ چوٹ لگی ہے۔۔!!"تب سے اس کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکل رہے تھے لیکن اسے تکلیف میں دیکھ کر جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچا تھا۔اور ایسا پہلی بار ہوا تھا، اس کے چہرے پر پسینہ چمکا تھا جو اس کی گھبراہٹ کا پتہ دے رہا تھا۔۔

وہ بہت نرم دل تھی اس سے کسی کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی۔۔

ابراہیم نے اپنا ہاتھ بڑی بے دردی سے اس کے ہاتھوں کے بیچ سے زور سے کھینچا۔۔

"تمہیں میری تکلیف سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔!!"اس کا لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔وہ ٹھٹھک گئی۔۔

"آپ میری وجہ سے خود کو تکلیف مت دیں پلیز۔۔!!"دعا نے اپنے زخموں کی پرواہ کئے بغیر زبردستی اس کا ہاتھ دوبارہ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر پہلے خون صاف کیا اور اس کے ہاتھوں پر پٹی کرنے لگی۔۔

اس کے اتنے ہمدردانہ انداز پر اب ابراہیم ٹھٹھک گیا تھا۔وہ ابھی چند منٹ پہلے غصے میں تھی اور تھپڑ بھی مارا تھا اور اب اس کی مرہم پٹی بھی کر رہی تھی۔۔

اپنے چہرے پر اس کی پرتپش نظریں محسوس کرتے ہی وہ ندامت سے چہرہ اوپر نہیں اٹھا رہی تھی۔۔

ابراہیم کو اس کا اس طرح اپنے سامنے سر جھکانا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔

اپنے ہاتھوں کو بینڈیج میں دیکھ کر اس نے دعا کے ہاتھوں پر لگی پٹی کو ہٹا کر دوسری بینڈیج کرنے لگا۔۔

دونوں کے بیچ اس وقت مکمل خاموشی تھی جیسے کوئی طوفان آکر گزر گیا ہو۔۔

"مم۔۔میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔!!"اس سے پہلے کی وہ کچھ بولتا دعا نے معافی مانگنے کی کوشش کرنے لگی۔ندامت ہی ندامت تھی جو اسے اس وقت محسوس ہو رہی تھی۔۔

وہ بے تاثر چہرہ لیے اس کے آگے سے اٹھنے لگا تھا۔۔

"غلطی سے ہوا تھا۔۔!!"وہ اس کے اکھڑے ہوئے تاثرات ملاحظہ کرتے ہوئے اس کے پتھریلے چہرے کو دیکھ کر دوبارہ بولتے ہوئے جھکے سر سمیت ہی اس کے ہاتھ کو اپنی نرم ہتھیلیوں کے بیچ پکڑ لیا تھا۔۔

"مجھے معاف کر دیں یا تو پھر آپ مجھ سے اس کا بدلہ

ویسے ہی تھپڑ مار کر لے لیں۔۔!!"اس نے اپنے سر کو کچھ اونچا کئے،آنکھیں زور سے مینچ کر اپنے داہنے گال کو تھپڑ کے لئے پیش کیا۔وہ بدلے میں مقابل شخص سے تھپڑ کھانے کو بالکل تیار تھی۔۔

ابراہیم نے چونک کر اس کی حرکت کا بغور جائزہ لیا۔اتنی گمبھیر صورتحال میں بھی اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ نمودار ہوئی،جس سے اس کے ڈمپل نمایاں ہوئے۔۔

وہ اس کے تھوڑا اور قریب گیا۔ دعا ابھی بھی ویسے ہی آنکھیں مینچے بیٹھی ہوئی تھی، اس نے جو گال اپنا تھپڑ کے لئے پیش کیا تھا اسی پر ابراہیم نے جھکتے ہوئے بے اختیار اپنے دہکتے ہوئے لب رکھ دیئے۔۔

اس کے لمس میں موجود شدّت سے اس کی دھڑکنیں منتشر ہو گئیں۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔ اس کا منہ حیرت کی وجہ سے بے اختیار کھلا تھا اور آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔۔

ابراہیم کی سانسیں اسے اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھیں۔ اس نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولی، اگر وہ ذرا سا بھی اپنا چہرہ گھوماتی تو اس کا گال ابراہیم کے ہونٹ سے ٹچ ہو جاتا۔۔

اس وقت دونوں ساکت تھے، ایسا لگ رہا تھا کہ ان کے پاس بولنے کو لفظ ہی نہیں ہیں لیکن ان خاموشیوں میں بھی ایک شور سا تھا۔ ان کی دھڑکنوں کا شور تھا جو ایک دوسرے کو بخوبی سنائی دے رہا تھا۔۔

دونوں ضدی تھے، دونوں ہٹ دھرم بھی تھے لیکن دونوں کے دل احساسات اور جزبات سے لبریز تھے۔ سب سے خاص جو تھا وہ دعا کا اپنی غلطی کے احساس پر فوراً معافی مانگ لینا تھا۔۔

ابراہیم اس سے زرا سا دور ہوا اور اس کے سامنے ہی فرش پر بیٹھ گیا۔۔

"میں کسی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتا اور تم پر تو کبھی بھی نہیں۔ جو مرد عورت پر ہاتھ اٹھا کر اپنی مردانگی سمجھتے ہیں، میں ان میں سے نہیں ہوں کیونکہ عورت پر ہاتھ کمزور مرد اٹھاتے ہیں اور میں کمزور نہیں ہوں۔۔!!" وہ اس کے سامنے بیٹھا اس کے جھکے ہوئے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔۔

"میں نہیں جانتا کہ تمہیں کیا پریشان کر رہا ہے۔۔؟ ایسا کیا ہے جو تم کسی سے کہہ نہیں پا رہی۔۔؟ میں جانتا ہوں کہ کچھ چیزیں تمہیں میری بھی سمجھ نہیں آئی ہوں گی یا بری بھی لگی ہوں گی۔۔؟ میں ہمیشہ سے تنہا رہا ہوں اس لئے مجھے کسی کو ایکسپلین کرنا نہیں آتا لیکن میں یہ حق تمہیں دیتا ہوں، کیوں کہ تم میری بیوی ہو، میری محرم ہو، مجھ پر تمہارا اور تم پر میرا پورا حق ہے اس لیے تمہیں مجھ سے جو پوچھنا ہے پوچھ سکتی ہو۔ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔۔!!" اس کی حرکت کے بعد اب اس کی نرمی دیکھ کر دعا کا غصہ بالکل ختم ہو گیا تھا اب وہ اس کی باتیں دھیان سے سن رہی تھی۔۔

"تم میری بچپن سے پرنسز تھی، پرنسز ہو اور ہمیشہ رہو گی۔ میں اپنی بات دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ جن حالات میں بھی ہمارا رشتہ ہوا ہو آئی ڈونٹ کیئر، لیکن ہاں میں اتنا جانتا ہوں کہ میں یہ رشتہ تم سے اپنے پورے دل سے نبھانا چاہتا ہوں۔ مجھے اس طرح سے گھورنا بند کرو، میں اس رشتے میں کوئی زبردستی

نہیں چاہتا، تمہیں جب مجھ پر یقین ہو جائے کہ تم نے مجھ پر ٹرسٹ کر کے غلط نہیں کیا تو مجھ سے اپنے ہر سوال کا جواب مانگ لینا اور ہاں ایک اور بات بھی، تمہیں ہمارے رشتے کو سمجھنے کے لئے جتنا وقت چاہیے لے لو لیکن یہ ہماری پرسنل ٹاک ہے، اس لیے اسے باہر نہیں آنا چاہیے۔ آگے تم خود سمجھدار ہو۔۔!!"ابراہیم نے اس کے آنسوؤں سے بھیگے پھولے پھولے گالوں پر اپنے ہاتھ لے جا کر بہت نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

اس کا دل بے اختیار شدت سے دھڑکا تھا جسے نظر انداز کرتے ہوئے وہ اس کے پھیلے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ دیتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"اگر تمہارا تھپڑ مارنے کا اسٹنٹ پورا ہو گیا ہو تو اب جا کر آرام کرو۔۔!!"اس کی حرکت پر وہ طنز و مزاح کا رنگ دیتے ہوئے واشروم میں بند ہوا تھا۔ دعا ندامت سے اپنا سر جھکائے وہاں سے اٹھ گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

آج تین دن بعد وہ تھکا ہارا مسافر اپنے گھر کی طرف گامزن تھا۔ وہ جانتا تھا کہ بڑی محنت سے اس کے ابو نے یہ سارا مسلہ سنبھالا ہو گا۔۔

"گاڑی سے نکل کر جیکٹ ہاتھ میں لیے وہ اپنے چہرے کو ہر تاثرات سے مبنی کیے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر گھر کے اندر داخل ہوا۔۔

"بھائی آپ آ گئے۔۔؟"اس کا سب سے پہلا سامنا اپنی بہن سے ہوا تھا جو اسے دیکھتے ہی اس سے لپٹ گئی تھی۔۔

"ہاں کیوں یقین نہیں آ رہا ہے کیا۔۔؟"اس کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے اس کے سوال کے بدلے سوال کیا۔۔

"چلیں امی کے پاس جلدی کیونکہ انہوں نے آپ کو بہت یاد کیا تھا۔۔!!"اس نے فوراً اس کے بازوؤں کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلی نظر ماں پر پڑی تھی اور وہ خود پر سے ضبط کھوتے ہوئے بے اختیار بھاگ کر ان کے شانے سے لگا تھا۔اپنے لاڈلے کو خود سے چمٹے ہوئے دیکھ کر انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چومتی ہوئیں روزمرہ کی گفتگو کرنے لگیں۔۔

وہ جانتی تھیں کہ ان کا بیٹا کبھی غلط نہیں ہو سکتا ہے۔اس کو ساتھ ہونے کا احساس دلانے کے لئے گھر کا ہر افراد ساتھ کھڑا تھا بنا کوئی سوال و جواب کیے۔۔

دس منٹ تک ان کے درمیان بیٹھ کر اس نے آرام کی غرض سے اپنے کمرے کا رخ کیا۔۔

کسی خزاں کے موسم میں

ذرد پتوں سے ڈھکے بینچ پر

کسی گھنے درخت کے سائے تلے

اداس موسم کو دل میں بسائے

آؤ بیٹھ کر کچھ گفتگو کرتے ہیں

کچھ اپنی کہتے ہیں اور کچھ تمہاری سنتے ہیں

پھر ان خزاں کے موسم کو

ان زرد پتوں کو گواہ بنا کر

اسی درخت اور اس آب و ہوا کو

اپنی انکی داستان میں شریک کرتے ہیں۔(بقلم ثنا سفیان خان(

☆☆☆☆☆☆☆

زایان جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا سامنے ہی صوفے پر سوئی جیا پر نظر پڑی۔۔

"اوہ۔۔!"اس کے چہرے پر فوراً مسکراہٹ نمودار ہوئی۔اس کے قریب جھک کر اس کا بغور جائزہ لینے کے بعد اسے بناڈسٹرب کیے اپنی آرام دہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر نکالا اور واش روم گیا، تھوڑی دیر بعد فریش ہو کر باہر آیا اور اپنے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سیٹ کرتے ہوئے سونے کے لئے لیٹ گیا۔۔

صبح فجر سے پہلے ہی الارم بجنے لگا، جیا بہت گہری نیند میں تھی پھر بھی اچانک ہڑبڑا کر اٹھی۔۔

"ہیں۔۔!میں صوفے پر کیوں سو رہی تھی اور یہ آواز کیسی تھی۔۔؟اس دعا کی بچی کی عادت ہے میرے بیڈ اور کمرے پر قبضہ جمانے کی، ابھی اس کو بتاتی ہوں۔۔!!"وہ بڑبڑاتے ہوئے موبائل پر بجتے ہوئے الارم کو بند کر کے آدھی جاگی آدھی سوئی کیفیت میں ہی وہاں سے اٹھ کر بیڈ کی طرف بڑھی۔۔

ذہن ابھی پوری طرح بیدار نہیں تھا اس لیے اس نے کمرے پر دھیان ہی نہیں دیا کہ یہ اس کا نہیں بلکہ "اُس" کھڑوس کا کمرہ ہے۔۔

اس نے آنکھیں بند کیے ہی بیڈ پر چھلانگ لگائی اور کسی کے "اُس" سمیت اس کے بیڈ پر دھم سے جا کر گری تھی۔۔

اور یہ "اُس" کوئی اور نہیں بلکہ زایان تھا۔ جس نے اس افدات پر گھبرا کر آنکھیں کھولیں۔۔

"یااللہ قیامت تو نہیں آگئی۔۔؟" اس کے لبوں سے یہ آواز خود ہی برآمد ہوئی۔ اسے اپنے داہنے سائیڈ بازو اور پیروں پر وزن محسوس ہوا، جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔۔

"دعا یہ تمہارا ہاتھ اچانک سے اتنے موٹے کیوں ہو گئے ہیں۔۔؟ اور تمہاری آواز کچھ زیادہ ہی اپنے بھائی سے نہیں ملنے لگی ہے۔۔؟" جیا اس کے ہاتھوں کو چھو کر اپنی رائے دعا کو دے رہی تھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ یہ سب زایان کے ساتھ کر رہی ہے۔۔

صبح صبح اس منظر کو دیکھ کر زایان کے اندر ایک خوشگوار احساس جاگا، اسے اچانک شرارت سوجھی، اس نے دھیرے سے کروٹ لے کر اس کی طرف رخ کیا۔۔

جیا کو اپنی گردن پر پہلے کسی کی سانسیں محسوس ہوئی اور پھر سرگوشی نما آواز اس کے کانوں تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے نیند سے بیدار کر دیا۔۔

"یہ دعا نہیں دعا کا بھائی ہی ہے۔۔!!"زایان نے جھک کر اس کے کانوں میں ہلکی سی سرگوشی کی،اس کی آواز کانوں میں پڑھتے ہی جیا کہ جو باقی نیند تھی وہ بھی بھک سے اڑ گئی لیکن اس نے اپنی آنکھیں نہیں کھولی بلکہ اور زور سے مینچ لی۔۔

اس کی نزدیکی کا سوچ کر ہی دل بے اختیار شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔

"جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔۔!"وہ آنکھیں مینچے ہی لبوں کو جنبش دینے لگی۔اس کی بچکانہ حرکت پر زایان حیران ہوا۔۔

"یہ اچانک کون سی دعائیں پڑھنے لگی۔۔؟"اس نے جھک کر سننے کی کوشش کہ لیکن بے سود کیونکہ اس کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ بس اس کا ہونٹ ہلتا ہوا محسوس ہوا لیکن پھر بھی کچھ لفظ اس کی سماعت تک پہنچ گئے۔۔

"کیا میں تمہیں بلا لگتا ہوں۔۔؟"زایان حیران ہوا۔۔

وہ اس کے قریب جھکا مدھم روشنی میں اسے بغور دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"نہیں۔۔!آپ اچھے لگتے ہیں۔۔!!"اس نے مقابل شخص کا سوال سن کر پٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔

جو جواب دینا چاہیے تھا اس سے ہٹ کر اس کے منہ سے لفظ ادا ہوئے۔۔

وہ اپنی ہی حرکت پر شدید ناراض ہوئی تھی۔۔

"یا اللہ۔۔!یہ میں کیا اول فول بولے جا رہی ہوں،مجھے ہدایت دے میرے رب۔۔!!"اس نے فوراً اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے دعائیں مانگی۔اس کا جواب سن کر زایان کے ہونٹوں سے بے اختیار ایک جاندار قہقہہ بر آمد ہوا۔۔

جیا ساری پریشانی،ڈر و خوف بھلا کر ہونق بنی اس خوبرو شخص کا قہقہہ لگاتا چہرہ دیکھا۔اس نے آج تک زایان کو اس طرح ہنستا ہوا نہیں دیکھا تھا،ہاں کبھی کسی بات پر مسکرا ضرور دیتا تھا،اس لیے اسے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ کیا سچ میں اس نے زایان کو ہنستے ہوئے دیکھا ہے۔۔؟اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ ملتے ہوئے اسے دوبارہ دیکھا۔۔

زایان اس پر جھکا ہوا ابھی بھی ویسے ہی ہنس رہا تھا۔۔

"تمہیں میں اچھا لگتا ہوں۔۔؟"اس نے اپنی ہنسی کو بمشکل روک کر پوچھا۔۔

"نہ۔۔ن۔۔ نہیں دعا کو اچھے لگتے ہیں۔۔!!"اس نے بمشکل کانپتی ہوئی آواز میں اس کی بات کو نکارا تھا۔۔

اس کی بات سن کر اس نے اثبات میں سر ایسے ہلایا جیسے بہت ہی اچھی طرح سمجھ گیا ہو۔۔

اس کے چہرے پر پھیلے خوف کو دیکھ کر وہ بے اختیار وہاں سے اٹھ کر واش روم گیا، وضو کیا اور باہر چلا گیا۔۔

اس کے جانے کا یقین کر کے اپنی رکی ہوئی سانس بحال کرنے کے بعد وہ بھی اٹھی، فریش ہوئی، نماز پڑھی اور باہر آ گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس نے اپنے خیالات کو جھٹلا کر خود کو پر سکون کرتے ہوئے جویلری اتاری، فریش ہو کر وضو کیا اور تہجد کی نماز کے لئے کھڑی ہو گئی کیونکہ اس وقت رات کا دوسرا پہر تھا۔ جب ساری دنیا خواب کے مزے

لوٹ رہی تھی اس وقت وہ اپنے ربّ کے حضور سجدے میں جھکی ہوئی تھی۔اسے سونے سے اچھا اپنے رب سے اپنا معاملہ شیئر کرنا لگا۔۔

جب ہم کبھی پریشان ہوتے ہیں یا مایوس ہوتے ہیں اس وقت ہمیں کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا ہوتا ہے۔ تب ہمیں اس رب کا خیال آتا ہے جو ہماری ہر مشکلات کو آسان بنا دیتا ہے۔ہمارے ایک بار پکارنے پر ہمیں اپنے حفظ و امان میں لے لیتا ہے۔۔

اس نے نماز ادا کر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا۔۔

"یا اللہ تو مالک و خالق ہے۔یا اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔تو زیادہ بہتر جاننے والا ہے۔یا رب معاف کر دے مجھے، میں نے گناہ کیا ہے میں نے ناشکرا پن کیا، تو نے مجھے نوازا میرے رب لیکن میں سمجھ نہیں سکی اور اس کی قدر بھی نہیں کر سکی۔اے اللہ معاف کر دے۔وہ میرے شوہر ہیں اور میں نے ان پر ہاتھ اٹھا دیا۔کیسے۔۔؟"وہ سجدے میں جھکی ہوئی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔۔

"مجھے ہمت اور صبر دے میرے اللہ، اے اللہ سب کچھ بہتر کر دے۔یا اللہ تو بہتر سے بہترین نوازنے والا ہے۔۔آمین۔۔!!"اس نے ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیرا اور سب کچھ اپنے ربّ کے حوالے کر کے وہ پر سکون ہو گئی۔۔

اس نے اپنے چہرے کے گرد بندھے دوپٹے کو کھول کر بیڈ کی طرف بڑھنے لگی جب اسٹڈی روم سے ابراہیم باہر آیا۔اس کی نظر جیسے ہی دعا کے چہرے پر پڑی اس کا دل تڑپ اٹھا۔۔

آنسوؤں سے بھیگا چہرہ،زیادہ رونے کے باعث آنکھوں کا حشر برا ہو گیا تھا۔۔

"کیا یہ سب میری وجہ سے ہے۔۔؟"اس نے خود سے سوال کرتے ہوئے سوچنے پر مجبور ہوا۔۔

اور اس کا جواب نہ پا کر ابراہیم کو شدید قسم کا غصہ آیا۔اسے جلدی سے غصہ آتا نہیں تھا لیکن جب آتا تھا تو بہت شدید آتا تھا۔اس نے اپنے غصے کی شدت کو کم کرنے کے لئے زور سے اپنی مٹھیوں کو بھینچا اور بے اختیار قدم بیڈ کی سمت بڑھا کر قریب ترین پہنچا۔۔

وہ دوسرے طرف رخ کر کے لیٹی ہوئی تھی۔ابراہیم اس کے قریب ہی جھک کر بیڈ پر لیٹی دعا کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔وہ اس افتاد پر کسی نازک گڑیا کی طرح اس کے سینے سے آ کر لگی۔۔

اسے کچھ لمحے تک تو سمجھ نہیں آیا اور جب آیا تو اس نے ابراہیم کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی جو کہ صرف کوشش ہی رہی۔۔

اس کے مطابق تو وہ ہمالیہ تھا اور ہمالیہ بھی کبھی اپنی جگہ سے ہلا ہے جو آج ہل جاتا۔۔

اس نے سر اٹھا کر مقابل شخص کا چہرہ دیکھا جو بالکل اس کے چہرے کے قریب ترین تھا۔ابراہیم کی سانسیں دعا کو اپنی پیشانی پر محسوس ہوئی۔۔

"تمہیں مجھ سے اگر کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ سکتی ہو لیکن تم اس طرح سے خاموش کیوں ہو۔۔؟ کیا تمہیں مجھ پر بالکل یقین نہیں ہے۔۔؟"اس نے اپنے بازوؤں میں لیے اس کے آنسوؤں کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

"آپ نے مجھے یقین دلایا۔۔؟"اُدھر سے بھی گولا بارود تیار تھا۔۔

"ٹھیک ہے۔یقین مت کرو لیکن اپنا سوال پوچھ لو۔۔!!"اس کی بے خوف آنکھوں کو دیکھتے ہوئے امپریس ہوا تھا۔۔

اس کے سوال کے بدلے سوال پر بھی وہ خاموش تھی اور اس کی یہی خاموشی ابراہیم کو بہت زیادہ ہرٹ کر رہی تھی۔۔

"پوچھ لو وائفی ورنہ مجھے کسی کو بلوانے کے بہت سارے ٹریک آتے ہیں۔۔!!"اس چہرے کے ایک ایک نقش کو حفظ کرتے ہوئے اب دھمکی دی گئی تھی۔۔

"تو کیا آپ اب مجھ پر مجرموں والے ٹریک آزمائیں گے۔۔!!"اس نے اسے لاجواب کیا تھا۔۔

"نہیں بلکہ بہت ہی پیارا ٹریک آزماؤں گا جو شاید نہیں یقیناً تمہیں بہت پریشانی میں مبتلا کر دے گا۔۔!!"اتنے دیر میں پہلی بار اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی جسے دیکھ کر حیران ہونے کے ساتھ ہی وہ چند پل کے لئے مبہوت ہو گئی۔۔

"یااللہ اتنے پیارے ڈمپل، یہ ایسے کیسے مجھے ڈسٹرکٹ کر سکتے ہیں۔۔!!"اس کی نظریں ان ڈمپلوں میں اٹک گئی۔اس کی نظروں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہوئے وہ اب زیر لب مسکرایا تھا۔۔

"یہ مجھے پہلے دکھائی کیوں نہیں دیئے۔۔؟"اس کے ارتکاز کو دیکھ کر ابراہیم نے اسے خود سے اور قریب کیا۔دعا فوراً ہوش میں آئی۔۔

"یااللہ میں چھچھوری تو کبھی نہیں تھی پھر آج میں ایسی ٹھرکیوں والی حرکت کیوں کر رہی ہوں۔۔؟ استغفراللہ۔۔!!"اس نے بڑبڑاتے ہوئے اپنی سوچ پر لانت بھیج کر فوراً استغفار پڑھنے لگی۔۔

ابراہیم اس کی حرکت پر حیران ہوا کہ یہ اچانک اسے ہوا کیا ہے جو یہ استغفار پڑھنے لگی۔۔؟

اس نے ایک ابیر واٹھایا جیسے اس سے پوچھ رہا ہو کہ کیا ہوا۔۔؟ دعا نے اپنی گردن فوراً نفی میں ہلاتے ہوئے جھک کر اپنے بازوؤں کو چھڑانے لگی۔۔

"چھوڑیں مجھے، کیا میرے آنسو آپ کو تکلیف دے رہے ہیں جو آپ اتنا پریشان ہو گئے ہیں۔۔؟" ابراہیم نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔

"اگر میں ہاں کہو تو۔۔؟" وہ ہنوز اس پر جھکا ہوا تھا۔۔

"تو میرے لئے یقین کرنا ناممکنات میں سے ایک ہو گا کیونکہ آپ کو پہلے میرے آنسو تکلیف نہیں دیتے تھے تو پھر آج کیوں۔۔؟" دعا نے کڈنیپ والے دن کا حوالہ دیا۔اس کی بات سمجھ کر وہ چند پل کے لئے اپنے ہونٹوں کو بھینچ گیا تھا۔۔

"کیسے یقین آئے گا۔۔؟" اس نے تھوڑا سا جھک کر اس کی پیشانی کو چھوا۔وہ اس کی حرکت پر شرم وحیا سے سرخ ہوئی تھی جیسے سارا خون چہرے پر سمٹ آیا ہو۔اس کے وجود میں اس لمس سے پہلی بار ایک عجیب سا احساس جاگا تھا جسے وہ کوئی نام نہیں دے سکی۔۔

"آپ کیسے یقین دلانا چاہتے ہیں۔۔؟" اس نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔۔

ابراہیم نے اسے چند لمحے تک دیکھا پھر اسے بیڈ پر لٹا کر کمفرٹ اس پر ڈالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔وہ تہجد پڑھنے چلا گیا۔۔

اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہی وہ سٹپٹا اٹھی تھی لیکن اس کے اس طرح سے خود کو چھوڑ کر جانے پر پر سکون ہوتے اس نے بھی اپنی ساری سوچوں کو جھٹک کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

اپنے آفس ورک میں وہ اتنا مصروف تھا کہ صبح کا گیارات کو ہی گھر میں داخل ہوتا تھا۔آج بھی وہ رات گیارہ کے قریب گھر پہنچ کر فریش ہوتے ہوئے بیڈ پر لیٹ کر جیسے ہی آنکھیں بند کی تھیں فوراً ان میں اس دشمن جاں کا عکس نظر آیا تھا۔اس نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھا تھا۔۔

"وعدہ کیا ہے آپ سے کہ آپ کے سامنے نہیں آؤں گا جب تک آپ خود نہیں آجاتیں۔کیوں مجھے وعدہ خلافی پر مجبور کر رہی ہیں۔۔؟"اس سے شکوہ کرنے کے بعد سوالات پر اترا تھا۔دل میں ایک عجیب سی خاموشی تھی۔وجود میں بے چینی سی محسوس ہوئی تھی۔۔

دلاور اٹھ کر بالکونی کی طرف جاتا کہ اس سے پہلے ہی موبائل کی رینگ ٹون پر متوجہ ہوا۔بے دلی سے فون اٹھاتے ہوئے واٹسیپ نوٹیفکیشن اوپن کرتے ہوئے ساکت رہ گیا۔۔

ان تصویروں میں زندگی جھلک رہی تھی اور وہ زندگی دلاور بختیار کی زندگی سے جڑی ہوئی تھی۔اس نے پہلی تصویر پر انگلی پھیرتے ہوئے بیڈ پر دراز ہوا تھا۔۔

پہلی تصویر میں دلہن بنی وہ اس کے دل میں ہلچل مچا گئی تھی۔اس کی نظریں موبائل اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔۔

اس نے دوسری تصویر پر کلک کیا۔اس تصویر میں وہ حواس باختہ سی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی ہوئی تھی۔اسے اس طرح دیکھ کر دلاور کے دل نے دغا بازی کر کے اسے اپنی سلطنت کی ملکہ تسلیم کر لیا۔۔

تیسری تصویر دیکھ کر وہ بے اختیار اٹھ بیٹھا تھا۔اس تصویر کو دیکھ کر دلاور کا دل کُرلایا تھا۔۔۔

دیوار سے سر ٹکا کر وہ بے بس سی رو رہی تھی۔اس کے آنسوؤں کو دیکھ کر اس نے تصویر پر نرمی سے انگلی پھیرتے ہوئے محبت سے اسکرین پر اپنے لب رکھے تھے جیسے اس کے آنسوؤں کو دیکھ کر وہ خود پر سے ضبط کھوتے ہوئے اس کی تکلیف کا مداوا چاہتا تھا۔۔

"آپ کی ہر تکلیف مجھے تکلیف دے رہی ہے۔آپ کے ہر آنسو اس دل پر گر رہے ہیں۔میرے دل کی ڈور آپ کے دل تک رسائی حاصل کر چکی ہے،بس آپ کے دل کی ڈور سے جڑنے کا انتظار ہے اور جس دن میرے دل کی ڈور آپ کے دل کی ڈور سے جڑ گئی اس دن ہمارے زندگی کا سب سے خوشنما دن ہو گا۔مجھے یہ انجانا سا احساس خود میں جکڑنے لگا ہے۔یہ کیسا احساس ہے جو مجھے درد بھی دے رہا ہے اور مجھے سکون بھی پہنچا رہا ہے۔۔!!"چند پل تک اس تصویر کو دیکھنے کے بعد اس نے ابراہیم کو شکریہ کا میسیج بھیج کر زبردستی آنکھیں موند لیں تھیں۔۔

محبت جیت کی صورت کبھی ممکن نہیں جاناں

محبت ہار کی صورت ضروری تو نہیں جاناں

یہ بہتے اشک کہتے ہیں

یہ خاموش لفظ کہتے ہیں

یہ دل کی دھڑکنیں بھی تو ہزاروں بار کہتی ہیں

انا کی جنگ میں دل کا کبھی سودا نہیں کرنا

جو سن لو تو پلٹ آنا

جو سمجھو تو پلٹ آنا

میری خواہش ہے کہ تم مجھے مایوس مت کرنا

محبت میں کروں گی عشق میں تم مجھے اپنا بنا لینا

میں روٹھوں تو منا لینا

میں روؤں تو ہنسا لینا

مجھے تم اپنے دل کی دھڑکنوں میں بھی بسا لینا

میری دسترس میں آنا

مجھے اپنا بنا لینا

جو تم ہو میرے ساتھ تو بس ایک آشیانہ ہو

محبت ہی محبت ہو، نہ روٹھنا ہو نہ منانا ہو۔۔(بقلم ثنا سفیان خان)

☆☆☆☆☆☆☆

آج ان کی شادی کا تیسرا دن تھا لیکن کہیں سے بھی معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ابراہیم اپنے کام کے سلسلے میں دو دن سے گھر نہیں آیا تھا۔عفراء کے رونے دھونے کے باعث گھر کا ہر افراد پریشان تھا۔۔

ابراہیم آج صبح ہی گھر پہنچا تھا۔ صبح سورج طلوع ہونے میں ابھی وقت تھا۔فجر کی اذان کی آواز کانوں تک رسائی حاصل کرتے ہوئے دل کو پر سکون کر رہی تھی۔اس نے سب سے پہلے روشان کے کمرے کا رخ کیا۔دروازہ کھولتے ہی جو منظر دیکھنے کو ملا وہ اسے قہقہہ لگانے پر مجبور کر دیا۔۔

سامنے ہی زایان اسے جگانے کے لئے جی توڑ محنت کر رہا تھا اور وہ موصوف آنکھیں نہ کھولنے کی قسم کھائے ہوئے تھے۔۔

"روشان اٹھ جاؤ یار، فجر کی نماز نکل رہی ہے۔۔!!"اس کے منہ پر پانی انڈیل کر وہ چیخا تھا۔۔

"کیا ہے بھائی آپ تو روز آنہ مجھ پر پانی پھینک دیتے ہیں۔بھلا کون ایسے کسی کو جگاتا ہے۔۔؟"روشان منہ پر سے پانی صاف کرتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔۔

"شکر اللہ کا کہ تم اٹھ گئے۔ورنہ مجھے لگا تھا کہ اب تم تا قیامت نہیں اٹھنے والے،اب چلو جلدی۔۔!!"

وہ شکر ادا کرتے ہوئے دونوں کو ساتھ لے کر مسجد چلا گیا۔اس کے بعد جاگنگ کرنے نکل پڑے۔۔

زایان نے گھر میں ہی لان کے دوسرے طرف بہت بڑا جم بنوایا تھا، جس میں جدید قسم کی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔۔

جم کے سائیڈ میں ہی گیسٹ ہاؤس تھا جو زیادہ تر بند رہتا تھا۔زایان کبھی کبھی جاگنگ کے لئے نہیں جاتا تھا۔اس میں کبھی کبھی ڈنڈی مار جاتا تھا لیکن ابراہیم کو ٹریننگ کی وجہ سے بالکل پکی عادت ہو گئی تھی اس لئے وہ خود بھی گیا اور چودھری بوائز کو بھی گھسیٹ لے گیا تھا۔۔

زایان تو خوشی خوشی گیا کیونکہ اسے بھی ابراہیم کی طرح صبح اٹھنے کی عادت تھی لیکن روشان تو منہ کا زاویہ بگاڑتے ہوئے گیا تھا۔۔

صبح میں جلدی جلدی گھر کی خواتین ناشتہ کی ٹیبل سجا رہیں تھیں۔عفراء بھی آج اپنے کمرے سے نکل کر ان کے بیچ تھی۔جیا اور دعا تو پہلے سے ہی ٹیبل پر بیٹھی ہوئیں تھیں کیونکہ دونوں کو دلہن ہونے کا پورا پروٹوکول مل رہا تھا۔۔

"اسے دیکھ رہی ہیں بھابھی، سر جھاڑ منہ پہاڑ لئے گھوم رہی ہے، بتایئے کوئی دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ اب یہ شادی شدہ ہے۔۔؟" جیا نے تھوڑا بہت جویلری کے نام پر پہن رکھا تھا لیکن دعا بالکل پہلے کی طرح لگ رہی تھی۔۔

رابعہ بیگم اپنی بیٹی پر تنقیدی نگاہ ڈالتے ہوئے اپنا سر پکڑ کر آمنہ بیگم سے شکایت کر رہی تھیں۔۔

"ارے نہیں رابعہ میری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔ دھیرے دھیرے سب سیکھ جائے گی۔۔"!!

آمنہ بیگم کے یہ الفاظ گھر کے اندر داخل ہوتے افغان چودھری کے ساتھ ان کے پوتوں کے کانوں میں پڑے۔۔

اب پوری فیملی ہی کھانے کی ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھی۔

گھر کی خواتین بھی شامل تھیں۔ ابراہیم دعا کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر بڑی فرصت سے اس کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سوا دنیا میں کوئی کام ہی نہیں ہے۔۔

فیروزی رنگ کا سوٹ پہنے، دوپٹے سے سر ڈھکے وہ سادگی میں بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔

ابراہیم نے اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیا تب اسے معلوم ہوا کہ اس نے اپنی ناک میں کچھ نہیں پہن رکھا۔وہ حیران ہوا تھا۔رات کا سوچ کر کہ رات میں تو ناک میں کچھ پہن رکھا تھا لیکن اب کیوں نہیں۔۔؟

ابراہیم نے سرسری سی نظر گھر کی ہر خواتین پر ڈالی تو دیکھا کہ گھر کی سب خواتین نے اپنی ناک میں نوزپن پہن رکھی تھی لیکن دعا نے کچھ نہیں پہنا تھا۔۔

"مجھے بھی اپنی پرنسز کی ناک میں نوزپن چاہیئے۔۔"!!

ابراہیم کی نظریں اس کی چھوٹی سی ناک پر اٹک کر رہ گئی۔۔

اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہی اس نے نظریں اٹھائی تھیں،دونوں کی نظروں کا زوردار تصادم ہوا،دعا نے فوراً اپنا پورا چہرہ ہی دوسری طرف پھیر لیا۔۔

اس کا اس طرح سے اپنا چہرہ پھیر لینا ابراہیم کو شدید طیش میں مبتلا کر گیا۔۔

"اچھا تو رات کی حرکت کے بعد بھی ابھی یہ کسر رہ گئی تھی۔۔؟ مجھے اگنور کرنے کی سزا تمہیں ضرور ملے گی ویٹ اینڈ واچ۔۔!!" اس نے رات تھپڑ والی حرکت یاد کر کے بڑبڑاتے ہوئے بدلہ لینے کا خود سے عہد کیا اور پھر وہ بھی سبھی لوگوں کی طرح کھانا کھانے میں مشغول ہو گیا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

نبا کچن میں اس وقت شام کی چائے بنا رہی تھی جب روشان اسی وقت اندر آیا۔ اسے کام کرتے دیکھ اسکے شرارت کی رگ پھڑکی۔۔

"ارے چوہیا مجھے چائے نہیں پینی ہے، میرے لئے کافی بنانا۔۔!!" اس نے بڑی شان سے سلیب پر بیٹھ کر اسے آرڈر دیا جسے سن کر ہی اسے آگ لگ گئی۔۔

"اس میں زہر نہ ملا دوں۔۔؟" نبا نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔۔

"تم مجھے سیدھا سیدھا مارنے کی دھمکی دے رہی ہو۔ تمہیں میرے جیسا دشمن چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔۔!!" اس نے مسکراتے ہوئے اسے چڑھایا اور وہ چڑ بھی گئی۔۔

"اللہ تمہارے جیسے دشمنوں سے سب کو بچائے اور تھوڑا ماڈرن بنو اب چراغ کا زمانہ نہیں رہا۔۔!!" نبا نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے ساتھ ہی اس کے نالج میں اضافہ کیا۔۔

"ٹھیک ہے تم مجھے کافی بنا کر مت دو، میں بھی تمہیں کل کالج سے پک کرنے نہیں آؤں گا۔۔!!" اس نے نبا کو بڑے سکون سے دھمکی دی۔۔

"منحوس انسان اتر گئے نا اپنی دھمکیوں پر، نہیں آؤں گی تمہارے ساتھ دیکھ لینا، بس سے آجاؤ گی اور تم نکلو یہاں سے، ابھی کے ابھی نکلو۔۔!!" نبا نے اسے بڑی بے دردی سے کچن سے باہر نکالا۔۔

"بھیا پیک اینڈ ڈراپ کرتے تھے تو کوئی نہیں جانتا تھا، ایک مہینہ سے یہ مجھے پیک اینڈ ڈراپ کر کے جیسے احسان کر رہا ہے۔۔!!" نبا نے غصہ سے بڑبڑاتے ہوئے اب چائے کے ساتھ ساتھ کافی بھی بنانے لگی تھی۔ چاہے لاکھ دشمنی اور اختلافات سہی پر اس کے کام کو نبا نے کبھی انکار نہیں کیا تھا۔۔

دروازے پر کھڑا روشان اس کی بڑبڑاہٹ سن کر انجوائے کر رہا تھا اور اسے کافی بناتے بھی دیکھ رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چاہے لاکھ دشمنی سہی لیکن کافی تو ملے گی ہی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

دعا کو جیسے ہی ابراہیم نے کمرے میں لا کر بیڈ پر بیٹھایا اس نے حیا کے مارے اپنی آنکھیں مینچ لیں تھی۔۔

اسے آنکھیں مینچے دیکھ کر اس کے سامنے فرش پر پنجوں کے بل بیٹھتے دعا کی گود میں رکھا اس کا ہاتھ اپنی ہتھیلیوں میں بھینچ کر ابراہیم نے اسے بغور دیکھا۔۔

"پرنسز میں انتظار کر رہا ہوں۔۔!!" دعا کی آنکھوں میں جھانکتے ابراہیم نے اسے اپنے سحر میں جکڑا تھا۔۔

وہ سحر زدہ سی اس کے سامنے خاموش سی بیٹھی ہوئی تھی۔کچھ لمحے تک دونوں کے درمیان خاموشی تھی جسے دعا کی بھرائی ہوئی آواز نے توڑا۔۔

"آ۔۔آپ نے۔۔!" اس نے لڑکھڑاتی آواز میں کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔معلوم نہیں کیوں اس کے سامنے دعا کی آواز اٹک جاتی تھی اور لفظ روٹھ جاتے تھے۔۔

"پرنسز بلا جھجک تم کچھ بھی پوچھ سکتی ہو۔۔!!" ابراہیم نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔۔

"آپ نے مجھ سے نکاح کیوں کیا تھا اور تیجا بن کر سامنے آنے کا کیا مقصد تھا۔۔؟" دعا نے اپنے ذہن میں آئے ہر سوال کا جواب جاننا ضروری سمجھا۔۔

اس کے سوال پر اس نے بے اختیار دعا کا چہرہ دیکھا تھا جہاں صرف اداسی نظر آ رہی تھی۔۔

"تمہیں پروٹیکٹ کرنے کے لئے تم سے نکاح کیا تھا اور تمہیں تو معلوم ہے کہ میری جاب کیا ہے۔۔؟اور تیجا بننا اسی جاب کا حصہ تھا۔۔!!"ابراہیم نے بہت نرمی سے اس کا جواب دیا۔۔

" نہیں، یہ سچ نہیں ہے۔۔!!اس نے نفی میں سر ہلا کر پلکیں اٹھاتے ہوئے اپنے گھٹنوں کے قریب اسے بیٹھے دیکھا۔۔

ابراہیم نے اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس کی نم پلکوں پر نظریں مرکوز کی جہاں اس کی بھوری آنکھیں آنسوؤں سے لبریز دکھائی دی۔ابراہیم نے نرمی سے ہاتھ بڑھا کر ان آنسوؤں کو بے مول ہونے سے روکا۔۔

" پھر تم بتاؤ کہ سچ کیا ہے۔۔؟"ابراہیم نے اس کے دل کا حال جاننا چاہا۔۔

"رخصتی والے دن ایک رشتہ دار عورت کہہ رہی تھیں کہ جیا آپی کا گھر بچانے کے لئے آپ نے مجھ سے نکاح کیا ہے ورنہ مجھ جیسی لڑکی اتنی عزت کے قابل کہاں۔۔!!"دعا گردن جھکائے ہی اس سے اپنے دل کا حال کہہ رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس سے ضد لگانا بیکار ہے۔۔

"اور تمہیں کیا لگتا ہے۔۔؟"اس کا لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔دعا نے مقابل شخص کا چہرہ دیکھتے تاثرات جاننے کی خواہاں تھی جو بالکل سنجیدہ اور سپاٹ تھا۔اسے اب خوف محسوس ہوا لیکن پھر بھی اپنی بات اس نے جاری رکھی۔۔

"آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ مجھے کیا لگتا ہے۔۔؟"بے اختیار اس نے روتے روتے قہقہہ لگایا۔بہت درد بھرا قہقہہ تھا جو ابراہیم کے دل کی دنیا چند پلوں کے لئے ہلا گیا۔۔

"آپ نے تیجا بن کر مجھ سے زبردستی نکاح کیا۔مجھ پر کیا بیتی اس کو چھوڑ دیں لیکن بعد میں آپ نے کہہ دیا کہ آپ مجھے پروٹیکٹ کر رہے تھے حالانکہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ابو نے جو بھی کیا اس کے بعد آپ کو اور سبھی لوگوں کو یہی لگ رہا ہو گا کہ میں بھی ان کی طرح غدار ہوں۔اپنے وطن کے ساتھ اور آپ کے ساتھ کبھی وفادار نہیں ہو سکتی۔۔!!"وہ بے حد تلخ ہوئی تھی۔۔

اس کے الفاظ سن کر ابراہیم کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔اس کے تو وہموں گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اتنا آگے تک سوچتی ہے اور وہ بھی اتنا غلط اور شدید سوچتی ہو گی۔۔

"میں نے منع کیا تھا رخصتی سے لیکن کسی نے میری بات نہیں مانی اور مجھے آپ پر مسلط کر دیا۔مجھے زبردستی آپ کے سر پر بیٹھا دیا۔مجھے یہ سب کچھ سوچ کر بہت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ غداروں سے

ہمدردی بھی ناقابل یقین ہے۔۔!!"اس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسوں اس کی گود میں اس کے ہاتھوں پر رکھے ابراہیم کے ہاتھوں پر ٹپ ٹپ گرنے لگے۔اس کے آنسوؤں سے ابراہیم ہوش میں لوٹا۔۔

"شٹ یور ماؤتھ، کیا بولے جا رہی ہو۔۔؟"اس کی برداشت اب جواب دے رہی تھی۔۔

"تم جانتی ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔؟"ابراہیم زور سے دھاڑا تھا۔۔

"ہاں میں جانتی ہوں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔!!"دعا سہمنے کے بجائے چیخ اٹھی تھی۔۔

"آر یو میڈ۔۔؟خبردار جو دوبارہ اپنے لئے کوئی گھٹیا لفظ(غدار)استعمال کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔!!"اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔اس وقت وہ ضبط کی انتہاؤں پر کھڑا تھا۔۔

"تم مسز ابراہیم چودھری ہو اور ابراہیم چودھری اپنی بیوی پر کسی کو بھی انگلی اٹھانے کا حق نہیں دیتا چاہے وہ خود تم ہی کیوں نہ ہو۔۔!!"ابراہیم غصے سے پھنکارتے ہوئے اس کا ہاتھ جھٹک کر پہلی بار اس کے آنسوؤں کی پرواہ کئے بغیر اسے روتا چھوڑ کر وہاں سے نکل گیا۔۔

دعا اور شدّت سے رونے لگی۔ تھوڑی دیر رونے کے بعد اسے ابراہیم کے لفظ یاد آئے۔۔

ان لفظوں میں اپنی بیوی کے لئے کتنا مان تھا۔ کتنی عزت اور عقیدت تھی۔اس سوچ کے ساتھ ہی اس کی ہارٹ بیٹ پہلی بار مس ہوئی تھی۔۔

"تو کیا جیسا میں سوچ رہی ہوں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔؟لیکن انہوں نے مجھ سے کبھی کچھ کہا بھی تو نہیں۔ کیا میں ان کے دل دکھانے کا باعث بنی ہوں۔۔؟"اس کے آنسو بہت شدت سے گر رہے تھے۔۔

"کیا میں نے سچ میں انہیں ہرٹ کر دیا ہے۔۔؟"وہ ابھی بھی اپنی جگہ بیٹھی رونے میں مصروف تھی جب رات کے کھانے کے لئے زایان اسے بلانے آیا۔۔

"گڑیا۔۔!"وہ ابھی دروازے سے پکارتے اندر داخل ہوا ہی تھا جب دعا اپنے پیارے بھیا کی آواز سن کر بھاگتے ہوئے اس کے سینے سے لگی تھی۔۔

"بھیا۔۔!"اس کی پکار میں بڑی شدت تھی۔زایان اسے اس طرح روتے ہوئے دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔۔

"گڑیا کیا ہوا ہے۔۔؟تم رو کیوں رہی ہو اور ابراہیم کہاں ہے۔۔؟"اس نے ایک سانس میں کئی سوال کیا تھا۔۔

"بھیا۔۔!!"اس نے سسکیوں کے درمیان اسے پکارا تھا۔۔

"ہاں گڑیا بولو۔۔!!"اس نے محبت سے دعا کا سر سہلایا۔وہ ہچکچائی تھی۔۔

"گڑیا پہلے تو تم چپ ہو جاؤ اور رونا بند کرو۔۔!!"اس نے دعا کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا کیونکہ وہ اپنی گڑیا کو کبھی روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

وہ اس کے حالات سمجھ کر بھی انجان بنا تھا کیونکہ یہ ان دونوں کے درمیان کا مسئلہ تھا۔۔

"تمہیں معلوم ہے گڑیا ہر انسان کے پاس رشتے ہوتے ہیں لیکن یہ رشتے دو ٹائپ کے ہوتے ہیں۔ایک رشتہ وہ ہوتا ہے جن کے ہونے یا نہ ہونے سے آپ کو کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا اور ایک رشتہ ایسا بھی ہوتا ہے جو آپ کی زندگی کی بنیاد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ہم سمجھنے میں بہت دیر کر دیتے ہیں کہ وہ رشتہ ہمارے لئے اور ہماری زندگی کے لئے کیا مائینے رکھتا ہے لیکن ہمیں ایسے ہر رشتے کو ہمیشہ بچانا چاہیے اور ہمارے پاس بہت سارے آپشن بھی تو ہوتے ہیں جیسے اگر ہم نے کسی کی تکلیف کا باعث بنے ہو تو پھر مرہم بھی خود رکھیں۔اگر ناراض کیا ہے تو فوراً منالیں اور اگر مقابل شخص غلطی کر رہا ہو تو ہم نرمی سے اسے سمجھالیں۔اگر بکھر رہا ہو تو ہم اسے سمیٹ لیں لیکن اسے خود سے دور کبھی نہ جانے دیں کیونکہ وہ رشتہ اور اس سے جڑا ہوا انسان ہمارے لئے کتنا ضروری ہے یہ ہم سے بہتر کون جان سکتا ہے۔میری

بات سمجھ رہی ہو ناں۔۔!!"زایان نے اسے سب سمجھایا جسے سمجھ کر اس نے بچوں کی طرح اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"چلو اب کھانا کھالو۔۔!!"زایان نے اسے کھڑا کیا۔۔

"نہیں بھیا مجھے ابھی بھوک نہیں ہے،ابراہیم آئیں گے ناں تو میں ان کے ساتھ کھالوں گی۔۔!!"اس نے زایان کو فوراً منع کیا۔اس کی بات سن کر وہ مسکرانے لگا۔۔

"ٹھیک ہے گڑیا، لیکن کھانا ضرور کھالینا۔۔!!"زایان اسے ہدایت دیتے ہوئے وہاں سے نکل گیا اور کھانے کی ٹیبل پر اس نے سب کو بہانا کر کے منع بھی کر دیا۔۔

اس لئے کس نے بھی ان دونوں کو نہیں پوچھا تھا۔ کھانے کے بعد زایان نے ابراہیم کو فون بھی کیا لیکن اس نے ریسیو نہیں کیا۔۔

لیکن کچھ رات گئے ہی اس نے خود ہی زایان کو کال کر کے بتایا کہ وہ تھوڑا لیٹ آئے گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ڈنر کرنے کے لئے جیسے ہی سبھی لوگ ٹیبل پر آئے ساتھ زایان بھی آکر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔اس وقت اس کی ساری حصیں اپنی بیوی پر مرکوز تھیں۔۔

جیا بھی اس کے پاس والی کرسی پر بیٹھی تھی۔اس کے ذہن میں ابھی تک زایان کی کمرے میں کہی گئی ساری باتیں گھوم رہی تھیں۔وہ انہیں بھول نہیں پا رہی تھی۔۔

زایان نے تھوڑا سا گھوم کر کنکھیوں سے جیا کا چہرہ دیکھا جو اسے کچھ سوچتا ہوا لگا۔۔

"تم نے مجھے ابھی بہت ہلکے میں لیا ہے مسز زایان چودھری۔ تمہیں تو میں ابھی بتاتا ہوں۔۔!!"زایان دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھا۔۔

آمنہ بیگم نے کباب کے پلیٹ کی طرف اشارہ کیا۔۔

"بیٹا زایان کو سرو کرو۔۔!!"آمنہ بیگم کی آواز سن کر

جیا نے فوراً کباب کا پلیٹ اٹھا کر زایان کے پلیٹ میں دینا چاہا۔۔

"نہیں بڑی امی میں مسور پلاؤ کھاؤں گا۔۔!!"اس نے بڑے اچھے طریقے سے ہاتھ اٹھا کر منع کر دیا۔ اس کی حرکت پر وہ خاموشی سے وہیں ساکت رہ گئی۔۔

"ٹھیک ہے بیٹا تم مسور پلاؤ ہی کھالو، جیا نے بہت اچھا بنایا ہے۔۔!!"اس نے جیا کا نام سنتے ہی مسور پلاؤ کی پلیٹ اٹھا کر اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔۔

"واؤ۔۔! پنیر پراٹھا، بڑی امی میں تو آپ کے ہاتھوں کا بنا پنیر پراٹھا ہی کھاؤں گا، جو میرا فیورٹ ہے۔۔"!!

زایان نے پنیر پراٹھا اٹھاتے ہوئے جیا کا چہرہ دیکھا، جو آنکھوں میں آنسو لئے خاموشی سے پنیر پراٹھا کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اس پنیر پراٹھے نے اس پر بہت ظلم ڈھایا ہو۔۔

پھر تو دو دنوں تک یہی سب چلتا رہا جو بھی چیز جیا اٹھا کر زایان کو دیتی وہ بہانہ کر کے اسے منع کر دیتا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ جیا کھل کر اس سے بات کرے۔اس لئے اسے لائن پر لانے کے لئے زایان کو ایسا کرنا پڑ رہا تھا۔۔

وہ بہت پریشان تھی اسے صرف رونا آرہا تھا۔اگلے دن سے وہ سب اس کے اپوزیٹ کر رہی تھی۔۔

اس نے صبح اس سے فریش جوس مانگا تو اس نے اسے ایک گلاس دودھ بھر کر لے آئی۔۔

وہ اپنی کامیابی پر خوش ہونے کے بجائے حیران ہوا تھا۔اس نے جیا کا چہرہ دیکھا جو کچھ غصہ، کچھ پریشانی لئے ہوئے تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

آفس کا کام ختم ہو چکا تھا لیکن پھر بھی وہ گھر جانے کے بجائے اپنی کرسی پر بیٹھ کر بڑی فرصت سے اس پری وش کو سوچ رہا تھا جو آج اس کے آفس میں قدم رکھ کر اس فضا کو منور کر گئی تھی۔۔

اس کے تاثرات سوچ کر وہ زیرِ لب مسکرایا تھا کیونکہ وہ بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا اسے ایک ٹک دیکھ رہی تھی اور وہ انجان بنا اسے نظر انداز کر گیا تھا۔۔

"آپ کو نظر انداز کرنا بہت مشکل ثابت ہوا تھا لیکن یہ آپ کے لئے مجھے کرنا ہی تھا کیونکہ آپ سے وعدہ جو کیا تھا اور دلاور بختیار بھلا مسز عفراء بختیار کو دیے گئے وعدے کا پاس کیسے نہیں رکھتا لیکن آپ کے چہرے پر لکھے ان لفظوں نے مجھے ایک نئی امید دی ہے۔۔!!" وہ اس کو جیلس دیکھ کر اندر تک شاد ہوا تھا۔۔اور اس لمحے کو سوچ کر وہ اس وقت بھی مسکرانے لگا تھا۔۔

"مطلب کہ میں ان کی نظروں میں کچھ نہیں ہوں پھر بھی مجھے کسی سے شیئر کرنا نہیں پسند۔۔!!"اس سوچ کے آتے ہی وہ آنکھوں میں چمک لئے اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھا تھا اور موبائل، کچھ فائل لیے گھر کی طرف روانہ ہوا۔آج دل خوشی سے سرشار تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر آتے ہی کمرے میں بند ہو گئی تھی۔آج اسے کسی اور کے ساتھ دیکھ کر اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا اور وہ اپنے دل کی اس دغا بازی پر حیران رہ گئی تھی۔۔

"اچھے نہیں ہیں آپ، بالکل بھی اچھے نہیں ہیں۔ جھوٹے ہیں آپ، جھوٹ بولا تھا آپ نے، یہی سب کرنا تھا تو میری نظروں میں اچھے کیوں بنے۔۔؟"وہ اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اس سے شکوہ کر رہی تھی لیکن اس کی سننے والا تو اس سے دور تھا۔۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر اس نے اپنی نم پلکوں کو بے دردی سے رگڑ کر دروازے کو کھول دیا جہاں سے اس کے سارے بچے اندر آتے بیڈ اور صوفے پر بیٹھ گئے۔۔

"پارٹنر یہاں ہمارے پاس بیٹھیں۔۔!!"ابراہیم کے کہنے پر وہ ان کے بیچ صوفے کے درمیان میں بیٹھ گئی۔اس کی خاموشی کو وہ دونوں ہی کیا سبھی محسوس کر گئے تھے اور زایان نے آج کی روداد بھی سنادی تھی۔۔

"پارٹنر جب آپ کی نظروں میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو پھر آپ کو برا کیوں لگ رہا ہے۔۔؟" ابراہیم سیدھے ٹاپک پر آیا تھا۔اس کی بات سن کر عفراء کے چہرے کا رنگ سرخ ہوا تھا۔۔

"اہمیت ہو یا نہ ہو لیکن وہ میری ملکیت ہیں۔اس طرح وہ کیسے کر سکتے ہیں۔۔؟انہوں نے تو کہا تھا کہ وہ ہمیشہ میرا انتظار کریں گے لیکن میں نے سہی جانا تھا کہ سب مرد ایک سے ہوتے ہیں۔۔!!"وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتے ہوئے انہیں مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔اس کے ملکیت کہنے پر وہ سب بے اختیار مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگے۔۔

"جب ہمیں اچھا سمجھتیں ہیں پھو پھو تو پھر آپ انہیں ہم سے بھی اچھا اور وفادار سمجھیں۔انہوں نے کوئی خیانت نہیں کی ہے بس وہ آپ سے کیے گئے اپنے وعدے کا پاس رکھ رہے ہیں۔۔!!"زایان نے اس کے دل میں پل رہے خدشات کو دور کیا۔۔

وہ لال سرخ چہرہ لیے ان کے بیچ بیٹھی اپنے دل کا حال چند منٹ میں ہی عیاں کر چکی تھی۔۔

"اچھا لیکن انہوں نے میری طرف دیکھا تک نہیں صرف اور صرف اس سفید چھپکلی سے باتیں کرتے رہے اور ان کی امی، بہن دو بار آئیں تھیں لیکن وہ نہیں آ سکتے تھے یا ایک میسج کر دیتے لیکن نہیں انہوں نے صرف میرے مارے گئے تھپڑ کا بدلہ لیا ہے اور کچھ نہیں۔۔!!" وہ بے اختیار شدت سے روتے ہوئے ابراہیم کے سینے سے لگی تھی۔اس کے اس طرح رونے سے وہ سب ششدر رہ گئے۔۔

"پھوپھو آپ کی وجہ سے رخصتی پوسٹ پون کر دیا تھا انہوں نے اور آپ کو معلوم ہے ایک بھی دن ایسا نہیں گزرا جب انہوں نے آپ کو دیکھا نہ ہو۔۔!!" زایان کے کہنے کے ساتھ ہی وہ خاموش ہوتی سب کا چہرہ حیرت کی زیادتی سے دیکھ رہی تھی۔۔

"ہاں پھوپھو بھیا سہی کہہ رہے ہیں۔جب ہم رات میں آپ کے پاس بیٹھتے ہیں ناں تو وہ ویڈیو کال ضرور کرتے ہیں اور چند منٹ تک آپ کو دیکھنے کے بعد کال کٹ کر دیتے ہیں۔۔!!" دعا کے کہتے ہی اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی۔وہ تصور میں اس سے شکوہِ کرتے ہوئے اس کی وفاداری اور عزت کے اس انداز پر اپنا دل پل بھر میں ہی اس کے نام کر گئی تھی۔۔

"مت لیں اتنا امتحان پھوپھو، وہ ہمیشہ آپ کے لئے یونہی وفادار رہیں گے۔بہت محبت کرتے ہیں وہ آپ سے کیونکہ محبت ہی وفاداری اور عزت کرنا سکھاتی ہے اور وہ آپ کی جتنی عزت کرتے ہیں اس سے

کہیں زیادہ آپ سے وفادار ہیں۔۔!!"زایان نے اس کے بدلتے ہوئے دل پر ایک اور ضرب لگائی تھی۔۔

"لیکن وہ تو ناراض ہوں گے مجھ سے کیونکہ میں نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا ان کے ساتھ، کک۔۔کیسے مانیں گے۔۔!!"وہ لب سکوڑ کر منمناتے ہوئے کہہ رہی تھی جسے سن کر پہلے ان سب کا ایک فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔۔

"کل ان کی برتھ ڈے ہے۔صرف گھر کے ہی لوگ ہیں اس لیے ہم خود وہاں جا کر انہیں سرپرائیز دیں گے۔سب سے بڑا تحفہ تو ان کے لئے آپ خود ہوں گی لیکن پھر بھی انہیں منانے کا طریقہ آپ گرلز مل کر ڈھونڈ لیں۔۔!!"وہ تینوں پلان ترتیب دیتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے اس کے سر پر محبت سے بوسہ دیتے کمرے سے نکل گئے تھے۔۔

جب کہ وہ چاروں اب بیڈ پر آڑے ترچھے لیٹ کر پلان ترتیب دے رہی تھیں۔۔

"کل ہم مال چلیں گے پہلے آپ وہاں سے اپنے ہبی کے لئے کوئی پیارا سا گفٹ لے لیجئے گا۔۔!!"دعا نے تکیہ سے سر اٹھاتے ہوئے عفراء کی طرف دیکھ کر کہا۔۔

وہ ہبی کے نام پر ہی حیا سے سرخ پڑی تھی۔ نظروں کے سامنے اس خوبرو شخص کا عکس گھوم رہا تھا۔۔

وہ شرم و حیا سے اپنے لبوں کو دانتوں سے دباتے ہوئے فوراً تکیہ میں منہ دیا تھا جس پر ان تینوں کا قہقہہ برامد ہوا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

تم درد مجھے جو دو گے تو

احساس بھی میرا کر لینا

امید کی روشن راہوں میں

تم عشق کا دیپ جلا لینا

نفرت سے بدلتی دنیا میں

تم میری محبت لے جانا

جب ہاتھ میں تیرا ہاتھ ملے

احساس ہمارا کر لینا

کانٹوں سے بھرے اس راستے میں

تم تنہا چھوڑ کر مت جانا

تمہیں میری محبت یاد رہے

احساس بھی میرا کر لینا۔(بقلم ثناسفیان خان(

باہر کا موسم بہت سرد تھا پھر بھی ابراہیم بہت دیر سے باہر لان میں بینچ پر تنہا بیٹھا ہوا تھا۔۔

یخ ٹھٹھرتی سرد ہواؤں کا جھکڑ چل رہا تھا۔سمندری علاقہ ہونے کی وجہ سے موسم اور بھی زیادہ سرد تھا۔ ٹھنڈ رگوں کو کاٹ رہی تھی لیکن پھر بھی وہ پتھر بنا بیٹھا ہوا تھا۔۔

"پرنسز تم نے مجھے بہت تکلیف دی ہے، بہت ہی زیادہ لیکن میں پھر بھی تم سے ناراض نہیں ہو سکتا، کیا کروں یہ دل تمہارے معاملے میں بہت کمزور ہے۔۔!!"اس کی غیر ارادی نظر اپنے کمرے پر پڑی جہاں کی لائٹس ابھی تک جل رہی تھی، جس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی تک جاگ رہی ہے۔۔

"تو کیا اس نے جو بھی کہا اسے اس کا احساس ہے۔۔؟ کیا وہ میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔؟" ابراہیم کے ذہن میں بہت سارے سوال چل رہے تھے۔ وہ خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔

آج دعا کی غصے میں کہی ساری باتوں نے اس کا دل چیر دیا تھا۔ اس کے کانوں میں ابھی تک اس کی روتی اور چیختی آواز گونج رہی تھی اور اسے نئے سرے سے اذیت میں مبتلا کر رہی تھی۔۔

وہ سوچوں میں غرق تھا کہ اچانک اس کی گھڑی نے رات کے بارہ بجتے ہی شائن کرنا شروع کر دیا، ابراہیم چونک کر سیدھا ہوا اور سوچوں کو جھٹک کر اندر جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے شک کرنے اور اذیت پہنچانے کے باوجود ابراہیم اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

وہ انسان جو ریبل بن کر جب کسی کے سامنے آتا تھا تو لوگ اس سے کانپ جاتے تھے۔ بڑے سے بڑے کریمنل اور ڈان بھی اس کی دہشت سے خوفزدہ رہتے تھے۔۔

وہ بہت مضبوط اور سنگدل انسان تھا لیکن اس کا دل اپنی پرنسز اور فیملی کے لئے بہت ہی نرم تھا۔ اتنا نرم کی وہ انہیں تکلیف پہنچانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ اپنے اندر چھڑی جنگ کو نظر انداز کر کے گھر کے اندر داخل ہوتے ہی اپنے کمرے کا رخ کیا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ابراہیم کی نظر فرش پر بیٹھی دعا پر پڑی، جو ابھی تک رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ کھٹکے کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دروازے پر دیکھا جہاں سے ابراہیم اندر داخل ہوتے اب سیدھا اسٹڈی روم کی طرف جا رہا تھا۔ دعا کو اسے اپنا اگنور کرنا بہت برا لگا تھا۔۔

لیکن اپنے مابین تعلقات اور سنجیدہ حالات کو دیکھتے ہوئے وہ اٹھ کر اسٹڈی روم کے دروازے پر ہاتھ پھیلا کر کھڑی ہو گئی جیسے اسے اندر جانے دینا نہیں چاہتی ہو۔۔

وہ اسے خفا خفا اور کچھ ناراض سا بہت پیارا لگا تھا۔۔

دعا نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے ان پیارے پیارے ڈمپلز کو ڈھونڈنا چاہا لیکن شاید وہ بھی اس وقت اس سے روٹھے ہوئے لگے۔ اس لئے اسے ان کا بھی دیدار نصیب نہیں ہوا۔۔

وہ اسی طرح اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی، اور ابراہیم بھی خاموشی سے وہی کھڑا اسے اگنور کرتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔۔

کمرے کی فضاؤں میں ابھی تک سناٹے کا راج تھا۔ دعا نے اپنی انا کو پس پشت ڈال کر اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر ابراہیم کا بازو پکڑا اور اسے لا کر بیڈ پر بیٹھایا۔۔

اس نے بنا کوئی مزاحمت کئے یا اس کا ہاتھ جھٹکارے اس کے ساتھ سکون سے آکر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

"آپ ہی نے تو کہا تھا کہ جو بھی میرے دل میں ہے وہ میں آپ سے کہہ دوں۔۔!!"اس سے نظریں چُرا کر وہ بولتے ہوئے اس کے سامنے فرش پر بیٹھنا چاہ رہی تھی، جب ابراہیم نے اس کا ارادہ بھانپتے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھا لیا۔۔

"تمہاری جگہ میرے قدموں میں نہیں میرے دل میں ہے وائفی اور جو دل میں بستا ہو ناں وائفی اسے جھکایا نہیں کرتے، بلکہ اپنی انا کو ایک طرف رکھ کر خود جھک جایا کرتے ہیں۔۔!!"ابراہیم اپنی خاموشی توڑتے ہوئے بول پڑا تھا لیکن جب بولا تو اس کی بات دعا کو اپنے سحر میں جکڑتی ہوئی لگی۔۔

"تم نے کہا کہ تم اپنے دل کی بات بتا رہی ہو تو کیا تمہارے دل نے مجھے اتنا غلط سمجھا۔۔؟ تم میرے زایان کے اُس دل کا ٹکڑا ہو جو وہ کبھی کسی کو نہیں بانٹتا لیکن جب وہی ٹکڑا میرے حصے میں آیا ہو تو میں اسے کیسے ٹھکرا سکتا ہوں۔۔!!"دعا کو آج اس کا لہجہ کچھ بھاری محسوس ہوا۔اس کی آنکھیں ابراہیم کی بات سن کر آنسوؤں سے لبریز ہوئیں تھیں۔۔

"اور مجھے معلوم ہے کہ میری پرنسز ہمیشہ سے اپنے وطن کے ساتھ وفادار تھی، آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میری وائفی اس معاملے میں بلکل مجھ پر گئی ہے۔۔!!"سنجیدگی سے

ساری بات کہتے کہتے آخری لائن بولتے وقت اپنی ایک آنکھ میچ کر زور سے قہقہہ لگایا۔ جس سے اس کے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے جسے دیکھ کر وہ بے خود ہوئی تھی۔ کچھ پل لگا تھا اسے خود کو سنبھالنے میں لیکن اس کی بات سن کر دعا کو ایسا لگا جیسے کسی نے اس کے زخموں پر مرہم رکھ دیا ہو۔۔

"میرے دل نے آپ کو کبھی بھی غلط نہیں سمجھا ابراہیم، جب آپ تیجا بن کر مجھ سے ملتے تھے ناں تو تب بھی مجھے ایسا لگتا تھا کہ آپ ویسے ہیں نہیں جیسے آپ نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ بھرم میرا کچھ پل کا ہوتا تھا جسے آپ فوراً توڑ دیا کرتے تھے۔ جب آپ نے مجھے اس پب میں بچایا تھا ناں تو میں اس وقت بہت کنفیوز ہو گئی تھی کہ اتنی بڑی گینگ کا حصہ دار ہو کر، برے کاموں میں ملوث ہونے کے باوجود کیسے اس کے اندر اتنی انسانیت ہو سکتی تھی کہ اس نے مجھے بچا لیا۔۔؟ لیکن معلوم ہے آپ کو وہ بھرم بھی میرا تھوڑی دیر تک تھا جسے آپ نے زبردستی نکاح کر کے چند پل بعد ہی بڑی بے دردی سے توڑ دیا تھا۔ آپ نے جب مجھ سے زبردستی نکاح کیا تھا تب میں آپ پر بہت غصہ تھی، بہت ناراض بھی تھی۔۔!!" اس کے چہرے پر وہ ناراضگی ابھی بھی دیکھی جا سکتی تھی۔۔

پھولے پھولے گال ناراض لہجے کی وجہ سے اور زیادہ پھولے ہوئے لگے۔ اس کے اداس اور حسین چہرے کو دیکھتے ہوئے ابراہیم مبہوت ہوا تھا۔۔

جھکی جھکی پلکیں، اپنے نازک گلابی لبوں کو بار بار اپنے دانتوں سے کاٹتی اسے بہت پیاری لگی تھی۔ابراہیم ضبط کے سارے بندھن توڑتے سب کچھ فراموش کیے اچانک اس کے چہرے پر جھکا تھا اور اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اس کے قریب جھکا۔وہ ابھی کچھ سمجھ پاتی کہ اس سے پہلے ہی اس نے جھک کر اس کے گلابی گالوں پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھ دیئے۔۔

دعا کو ایک پل لگا تھا سمجھنے میں اور جب اسے سمجھ آیا کہ یہ ہو کیا رہا ہے تو وہ ایک دم سن رہ گئی تھی۔اس کی بڑی بڑی آنکھیں کچھ اور بڑی ہوئی تھیں۔جب کہ سامنے والے کو پرواہ کب تھی، اس کے لمس میں شدت ہی شدت تھی۔جب کہ وہ ہمیشہ کہتا تھا کہ اسے اس سے کوئی شدید قسم کی محبت نہیں ہے پھر اس کے لمس میں اتنی شدت کیسے اور کیوں تھی۔۔؟ابھی جب وہ اس سے محبت کا دعویدار بھی نہیں تھا تو یہ حال تھا لیکن جب اس سے محبت ہو گئی تو پھر کیا حال ہو گا۔۔؟

اس نے زور سے اپنی آنکھیں مینچے ہی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگی۔اس کی مزاحمت کو دیکھ کر ابراہیم نے اس کے گالوں پر اپنے لمس چھوڑنے کے بعد اس کی پیشانی چھوتے ہوئے زرا سا پیچھے ہوا تھا۔اس کی گرم سانسیں دعا کے چہرے کو جھلسانے لگی تھی۔وہ زور زور

سے سانس لیتی اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑے ابھی تک اس صورت حال کو قبول نہیں کر پائی تھی۔۔

ابراہیم نے اپنی موم کی گڑیا جیسی وائفی کو مسکراتی نظروں سے دیکھا تھا جو گھبراتے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی۔اس نے زرا سا چہرہ اٹھا کر ابراہیم کو دیکھا پھر اپنی نظریں دوسری طرف پھیری۔۔

"آپ کو جس سے محبت نہیں اس سے بھی آپ اتنا اچھا سلوک کیسے کر لیتے ہیں، ناممکن۔۔!!"اس نے اپنی بات مکمل کرتے بھاگ کر واش روم میں بند ہو گئی۔۔

ابراہیم کو تھوڑی دیر بعد جب سمجھ آئی کہ اس نے کہنے کی کیا کوشش کی ہے تو اس نے بے ساختہ زور سے قہقہہ لگایا۔۔

واشروم کے دروازے سے ٹیک لگائے اپنے دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی جب اس کے کانوں میں بھی ابراہیم کے قہقہے کی آواز پڑی۔

اس کی ہونٹ بھی اپنے آپ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

وہ جیسے ہی چینج کر کے باہر آئی تو وہ بھی چینج کر کے بیڈ پر لیٹا ہوا نظر آیا۔۔

شادی کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ ان دونوں کے بیچ میں اس طرح انڈر سٹینڈنگ نظر آئی تھی۔۔

ابراہیم اس پر نظریں مرکوز کیے اس کی حرکتیں ملاحظہ کر رہا تھا۔اس کے صوفے کی طرف بڑھتے قدموں کو دیکھ کر ابراہیم نے اسے بے اختیار پکارا تھا۔۔

"وائفی خاموشی سے بیڈ پر آکر لیٹو ورنہ۔۔!!"ابراہیم کا دھمکی آمیز لہجہ تھا جسے سن کر دعا فوراً بیڈ کے دوسری سائیڈ آئی تھی اور تکیہ سیدھا کرتے ہوئے لیٹ گئی۔۔

"پرنسز میں زبردستی کا قائل بالکل بھی نہیں ہوں اور تمہیں جب وقت دیا ہے ناں تو یہ بات سمجھ لو کہ ابراہیم اپنا وعدہ کبھی نہیں توڑتا۔اس لئے تمہیں مجھ سے ڈرنے کی یا گھبرانے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔۔!!"ابراہیم نے بڑی ہی سنجیدگی سے اپنے مابین تعلقات کے متعلق اسے سمجھایا تھا۔جسے سمجھ کر اس نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے اپنا بلینکٹ اپنے اوپر لینے کے بعد سونے لگی تھی۔۔

"وائفی تم سے کس نے کہا کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا ہوں۔۔؟"تھوڑی دیر پہلے کہے گئے اسی کے لفظوں میں اسے الجھانے کی کوشش کرتے ہوئے وہ زیرِ لب مسکرایا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے بلینکٹ ہٹاتے سوال پوچھا۔۔

"مہندی والی رات آپ نے ہی تو کہا تھا۔۔!!" وہ اسے کچھ ناراض ناراض سی لگی۔۔

"اچھا تو تم چاہتی ہو کہ میں تم سے محبت کروں۔۔؟"

ابراہیم نے اپنی مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔

"نہیں، میں ایسا تو نہیں چاہتی۔۔!!" اس نے فوراً انکار کیا جیسے وہ اگر انکار نہیں کرتی تو وہ اس سے زبردستی ہاں کہلوا لیتا۔اس کی جلد بازی پر ابراہیم نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔۔

"تم کیا کہہ رہی تھی کہ تمہیں بہت غصہ آیا تھا۔۔؟ وہ غصہ تیجا بننے پر تھا یا زبردستی نکاح کرنے پر۔۔؟"

اب وہ بھی سنجیدہ ہوا تھا۔۔

"دونوں ہی پر تھا۔اگر آپ ابراہیم تھے اور تیجا بنے تھے تو بتا بھی تو سکتے تھے۔لیکن نہیں مجھے دھمکی دینا تو آپ کا فیورٹ کام ہے ناں۔۔!!" اس نے گردن اس کی طرف گھما کر کافی ناراضگی سے کہا۔۔

"نکاح کے لئے تو میں بالکل بھی سوری نہیں بولوں گا کیونکہ میں نے جو بھی کیا بالکل ٹھیک کیا اور رہی تیجا والی بات تو وہ میری جاب کا حصہ ہے۔ہو سکتا ہے آگے بھی تمہیں کچھ ایسا پھر دیکھنے کو ملے تو کیا تب بھی

تم ناراض ہو گی۔۔!!"اس کے چہرے کے تاثرات جاننے کے لئے وہ بغور جائزہ لینے میں مصروف تھا۔۔

"نہیں، میں آپ کی بات سمجھنے کی کوشش کروں گی۔۔!!"وہ کچھ لمحے خاموش رہی پھر اس کا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔اس کو بیٹھتے ہوئے دیکھ کر ابراہیم بھی اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔۔

"کیا ہوا وائفی۔۔؟"وہ پریشان ہوا۔۔

دعا نے چند پل اسے دیکھنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ آپس میں ملائے اوپر اٹھا کر چہرے کے قریب کیا۔ وہ اپنا سر ندامت سے جھکائے اپنے ہاتھوں کو معافی مانگنے کے انداز میں جوڑے بیٹھی تھی۔۔

آئی ایم ریلی سوری ابراہیم۔۔!!"اس کی حرکت کے بعد اب اس کے لفظ ابراہیم کی جان لے گئے۔۔ اس کی نظر ان بندھے ہاتھوں پر گئی تو اس کا دل بے اختیار شدت سے تڑپ اٹھا تھا۔۔

اس نے فوراً اس کے ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں سے چوم کر اسے بے اختیار زور سے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔۔

"پرنسز یہ کیا حرکت تھی۔۔؟ کیا ابراہیم کو مارنے کا ارادہ ہے۔۔؟" ابراہیم اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لئے بے قراری سے پوچھ رہا تھا۔۔

"اس دن آپ کو بہت زور سے لگی تھی ناں۔۔؟ لیکن میں نے جان بوجھ کر نہیں مارا تھا، میری وجہ سے آپ کو جو بھی تکلیف ہوئی ہے اس کے لئے مجھے معاف کر دیں۔۔!!" ابراہیم اس کا چہرہ بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

اسے اپنے سامنے دعا کا ندامت سے سر جھکانا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اور پھر اس کے معافی مانگتے الفاظ سن کر اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتے خاموش کروا دیا۔۔

"وائفی اگر اس تھپڑ کے لئے سوری بولنا چاہ رہی ہو تو اس کا بھی ایک آسان سا طریقہ ہے۔۔!!" اس نے اپنی مسکراہٹ کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

دعا اس کی بات سن کر اسے خفگی سے گھورنے لگی۔۔

"کیسا طریقہ ہے۔۔؟" اس نے جاننا چاہا۔۔

"تم نے مجھے جہاں تھپڑ مارا تھا وہاں پیار دے دو حساب برابر ہو جائے گا۔۔!!"اس نے ایک آنکھ دبا کر اسے چھیڑا تھا۔اس کے تیور آج کچھ بدلے بدلے سے لگے۔۔

اس کی بات سن کر اور اس کا ایسا انداز دیکھ کر وہ خفت سے سرخ پڑی تھی۔ابراہیم اسے اس طرح شرماتے دیکھ کر اپنا قہقہہ نہیں روک سکا۔۔

اس بار دعا اس پر دھیان دیئے بغیر فوراً اپنے بلینکٹ میں گھسی تھی۔۔

"اسٹون چودھری سے چھچھورے چودھری تو نہ بنیں۔۔!!"اس کے منہ سے یہ الفاظ مسکراہٹ کے انداز میں نکلا تھا۔۔

"اوہ۔۔!ابراہیم چودھری سے اسٹون چودھری،آئی لائک یور اسٹائل۔۔!!"ابراہیم لیٹتے ہوئے اس کے منہ سے اپنے لئے یہ نیا اور نک نیم سن کر مسکرایا تھا۔۔اسے اگلے دن کے حساب پر چھوڑ کر وہ بھی سونے کے لئے لیٹ گیا کیونکہ اگلے دن سے دونوں کو اپنی اپنی ڈیوٹی جوائن کرنی تھی۔ابراہیم تو ہمیشہ ہی ڈیوٹی پر ہوتا تھا لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں ہو پاتا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

جیا جس کالج سے پڑھ کر نکلی تھی وہاں سے سینئر اسٹوڈنٹ کو کالج کے اینول فنکشن کا انویٹیشن کارڈ آیا تھا۔اس کی کوئی خاص دوست تو نہیں تھی اس لئے وہ جانا بھی نہیں چاہ رہی تھی لیکن نبا اور دعا دونوں کہہ رہی تھی کہ اسے ضرور شرکت کرنا چاہیے۔۔

اس نے جب اپنی امی سے پوچھا تو انہوں نے اسے جھاڑ کر رکھ دیا۔۔

"تم کب سمجھدار ہو گی جیا، مجھے تو یہی نہیں سمجھ آ رہا ہے۔۔؟ زایان اب تمہارا شوہر ہے، تم اس سے اجازت لو اور اگر وہ کہے تو تم چلی جاؤ۔۔!!" آمنہ بیگم کے ساتھ ساتھ سبھی لوگ جانتے تھے یہ تینو شادی نارمل شادی نہیں ہے۔اس لئے سب لوگ چاہتے تھے کہ تینوں کپل کو وقت ملے اور اپنے بیچ کی غلط فہمی کو وہ دور کر سکیں۔۔

آمنہ بیگم کی بات سن کر جیا کا منہ فوراً بگڑ گیا۔۔

"امی مجھے اُن سے نہیں پوچھنا۔۔!!" اس نے فوراً نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنا بیان جاری کیا۔۔

"کیوں۔۔؟" اس کے منہ کے بگڑے زاویے دیکھ کر انہیں ہنسی آ رہی تھی لیکن انہوں نے بڑی مشکل سے روک کر اپنے چہرے پر سختی لاتے ہوئے اس کو ڈانٹنا شروع ہو گئیں۔۔

"امی مجھے ڈر لگتا ہے۔۔!"اس نے رونی صورت اختیار کرتے کہا۔۔

"خبر دار میرے اتنے اچھے بیٹے کو اگر خراب کہا تو ٹھیک نہیں ہو گا۔جاؤ اس سے پہلے پوچھ لو۔۔"!!

انہوں نے زبردستی اسے وہاں سے بھیجا۔۔

زایان صبح ناشتہ کر کے اب اپنے آفس کے لئے نکل رہا تھا۔وہ ابھی پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی تک پہنچا ہی تھا کہ اسے پیچھے سے جیا نے آواز دی۔۔

"سنیں ذرا۔۔!"وہ حیران ہوا تھا۔اس کے لبوں نے جنبش کی تھی۔۔

"تو کیا میری بیوی اتنی جلدی سمجھ دار ہو گئی ہے کہ وہ مجھے سی آف کرنے کے لئے آئی ہے۔۔نہیں نہیں میرے ابھی اتنے بھی اچھے دن نہیں آئے۔۔!!"اس نے اپنے خیالات کو جھٹلا کر پیچھے مڑا جہاں وہ تیز رفتار سے چلتی اس کے قریب آ رہی تھی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟"زایان نے اس کا جائزہ لیا۔۔

سمپل سے کاٹن کا سوٹ پہنے، سر پر دوپٹہ لیے وہ اسے بہت پیاری لگی۔۔

"وہ میرے کالج میں آج اینول فنکشن ہے تو کیا میں چلی جاؤں۔۔؟"اس نے نظریں جھکائے اجازت مانگی جیسے پرائمری لیول کے بچے اپنے بہت غصہ والے ٹیچر سے ڈر کر کسی چیز کی اجازت مانگتے ہیں ویسے ہی وہ بھی اس سے مانگ رہی تھی۔۔

"جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔!!"اس نے چند الفاظ میں بات ختم کر کے گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔۔

وہ تھوڑا پریشان ہوئی کیونکہ اسے کہیں بھی جانے کا موڈ نہیں تھا لیکن اب جانا تو ہر حال میں تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

سبھی کے گھر صبح کی شروعات زیادہ تر ہلچل سے ہوتی ہے۔ کسی کو اسکول پہنچنے کی جلدی ہوتی ہے تو کسی کو جاب پر جانے کی جلدی۔ سب کی اپنی اپنی روٹین ہوتی ہے۔۔

گھر کا ہر افراد ناشتے کی میز پر بیٹھا ہوا تھا جب دعا بھی اپنا بیگ لیے جلد بازی میں پہنچ کر ناشتہ کرنے لگی۔۔

"گڑیا آرام سے ناشتہ کرو۔ کوئی ٹرین نہیں چھوٹ رہی ہے جو اتنی جلد بازی مچا رکھی ہے۔۔!!"اس کو تیزی سے ناشتہ کرتے دیکھ کر زایان نے اسے ڈپٹنا ضروری سمجھا تھا۔۔

"بھیاٹرین پکڑنے سے بھی زیادہ ضروری کام ہے۔آج ایک لیڈ ملی ہے اور مجھے وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے۔مجھے پہلے آفس جانا ہے پھر سر کو انفارم کرنے کے بعد ہی جاؤں گی۔۔!!"اس نے جلدی جلدی منہ چلاتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔

"چلو آج میں تمہیں آفس چھوڑ دوں گا۔ویسے بھی مجھے فرحان (دعا کا باس،زایان اور ابراہیم کا دوست) سے ملنا ہے۔۔!!"ابراہیم سب سے مل کر اسے چلنے کا اشارہ کر رہا تھا۔اس کے کہتے ہی وہ بھی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔دونوں ایک ساتھ نکلتے چلے گئے۔گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی۔۔

وہ اپنے موبائل میں کچھ دیکھ رہی تھی اور ابراہیم ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے ہوئے،دوسرے سے اس کے ناک کو بار بار دبا رہا تھا۔اس کی حرکت پر وہ صرف گھور کر رہ جاتی۔یہ چوتھی دفعہ تھا جب ابراہیم نے اس کی ناک کو دبایا تھا۔۔

"ابراہیم۔۔!"اب کی بار وہ چیخ پڑی تھی اور ابراہیم اس کے چہرے کے بگڑے زاویے دیکھ کر اپنی مسکراہٹ دبا گیا تھا۔۔

"اگر آپ نے ایسی حرکتیں بند نہیں کی ناں تو میں آپ کو تیجا کہنے لگوں گی۔۔!!"دعا نے منہ بگاڑ کر اسے معصوم سی دھمکی دی تھی۔۔

اپنی وائفی کی اتنی پیاری دھمکی پر ابراہیم کا قہقہہ بے اختیار بلند ہوا تھا۔۔

"تیجا ابراہیم کے جتنا معصوم نہیں تھا۔۔!!"ابراہیم نے اس کی علم میں اضافہ کیا۔۔

"اچھا دیں آپ مجھے دھمکی، میں نے بھی آپ سے بہت دور چلے جانا ہے پھر دیتے رہنا دھمکی۔۔!!"اس کی بات سن کر ابراہیم کا دل خوف سے دھڑکا تھا۔چند پل کے لئے ذہن مفلوج ہوا تھا۔اس نے جھٹکے سے دعا کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

آج اس کی پکڑ میں کوئی نرمی نہیں تھی بلکہ بہت سختی تھی۔جیسے اس کی بات اسے بہت زیادہ ناگوار لگی ہو۔۔

"خبر دار جو آگے ایک بھی لفظ منہ سے نکالا تو تمہارے لئے بہت برا ہو گا۔میں تمہیں کہیں بھی نہیں جانے دونگا۔سنا تم نے، کہیں بھی نہیں۔ہمیشہ تمہیں اپنے پاس رکھوں گا۔۔!!"ابراہیم شدید غصے کے باعث زور سے دھاڑا تھا،دعا کا دل اندر سے کانپ گیا۔۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا تھا۔مجھے معاف کر دیں۔۔!!"دعا اس کے چہرے پر پھیلے خوف اور درد کو دیکھ کر خود بھی بہت پریشان ہوئی تھی اور اس سے فوراً معافی مانگ لی۔چند پل بعد ابراہیم نے خود کو سنبھال کر اسے آزاد کیا تھا۔۔

فرحان کے آفس کی پارکنگ میں ان کی گاڑی کھڑی تھی اور وہ دونوں بیٹھے اس وقت ایک دوسرے پر نظریں مرکوز کیے بیٹھے تھے۔۔

"اسٹون چودھری آپ کے چہرے پر رقم اذیت دیکھ کر مجھے ادراک ہوا ہے کہ کہیں آپ کو مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی۔۔؟"دعا کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس کا اس طرح اپنی بات پر ناراض ہوتا دیکھ کر اسے بہت اچھا لگا تھا۔۔

"میرے چہرے پر رقم اذیت دیکھ کر تم نے فوراً معافی مانگ لی،اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھ سکتی تو کہیں تمہیں بھی مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی۔۔؟"اس نے دعا کے سوال کے بدلے میں خود سوال کیا۔اب اس کے بھی چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی،جس سے اس کے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے۔دونوں ہی ایک دوسرے کو جواب نہ دے کر آفس کے اندر چلے گئے تھے۔۔شاید ابھی انہیں اس پنپتی محبت کا احساس نہیں ہوا تھا یا ہوا تھا لیکن اسے نظر انداز کر رہے تھے۔۔

ابراہیم اپنی گاڑی سے نکلتے ہی اپنے چہرے پر رومال باندھ چکا تھا اور وہ اسی طرح اندر گیا اور فرحان سے مل کر باہر آ گیا۔۔

اس کے جانے کے بعد فرحان صدیقی نے دعا کو اپنے آفس میں بلوایا۔ناک کر کے جب وہ اندر پہنچی تو فرحان نے اسے بیٹھنے کو کہا۔۔

" دعا مجھے معلوم ہے کہ تم کرائم رپورٹر ہو لیکن اس وقت کوئی رپورٹرز کھالی ہی نہیں ہیں،اس لئے تمہیں ایک ہوٹل میں کوریج کرنے جانا ہے۔چلڈرن ایونٹ ہے، کوئی ہزار بچے اسکول سے آئیں گے۔۔"!!

فرحان نے اسے کام دیا۔۔

"سر مجھے پہلے ہی ایک لیڈ ملی ہے، میں وہی جا رہی تھی۔میرے خبری نے مجھے بلوایا ہے۔۔!!"دعا نے فوراً اپنی لیڈ کے بارے میں اسے بتایا۔۔

"دعا اس ہوٹل جاؤ اور کوریج کرو، تم عاصم کو بھی ساتھ لے لینا۔۔!!"اس نے حکم صادر کیا۔۔

"فرحان بھائی آپ اس چشمش کیمرہ مین کو میرے ساتھ نہ بھیجیں کیونکہ وہ جہاں جاتا ہے کھاتا بہت ہے۔۔!!" اگر فرحان نے اسے دعا کہہ کر بھائی والا روب جھاڑا تھا تو اس نے فرحان بھائی بول کر اس سے شکایت فوراً لگانے میں کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔

"نہیں مس دعا عاصم آپ کے ساتھ جائے گا۔۔!" اب اس نے سر بن کر آرڈر دیا تھا۔۔

"اوکے سر۔۔!" دعا نے اس کی بات مان کر فوراً ہوٹل کے لئے نکل گئی تھی۔ بیس فلور کا ہوٹل تھا۔ جس کے آٹھویں فلور پر ایونٹ رکھا گیا تھا، جہاں بڑی سے بڑی ہستیاں موجود تھیں۔ دعا اور آصم بھی آٹھویں فلور تک پہنچ کر اطراف میں نظر ڈال کر اپنی جگہ سنبھال چکے تھے۔۔

ابھی ایونٹ شروع ہونے میں تقریباً آدھے گھنٹے کا وقت باقی تھا۔ دعا کو بے چینی محسوس ہو رہی تھی، اسے ایک عجیب سی الجھن گھیرے ہوئے تھی اس لئے وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔

"عاصم تم یہیں بیٹھو میں بارہویں فلور پر جو کافی شاپ ہے اسی میں جا رہی ہوں، جب ایونٹ شروع ہو تو مجھے فون کر دینا میں آجاؤں گی۔۔!!" دعا کہہ کر اوپر چلی گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم نے اپنا کام ختم کر کے زایان کو فون کیا۔۔

"زایان تم مجھے آج کا لنچ کروا رہے ہو۔اس لئے تم ریسٹورانٹ میں ابھی آ رہے ہو، تمہیں میں لوکیشن بھیج رہا ہوں۔۔!!"ابراہیم نے اسے روب جمع کر بلایا۔۔

"ہاں جگر آ رہا ہوں۔۔!"تھوڑی دیر تک دونوں ہنستے مسکراتے ریسٹورانٹ کے اندر داخل ہو گئے۔۔

تیسرے فلور پر بنے ریسٹورانٹ میں بیٹھ کر دونوں ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ عجیب سی اسمیل پھیلنے لگی، جیسے کہیں آگ لگ گئی ہو۔۔

عجیب افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔دونوں فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔حالات حاضرہ پر نظر ثانی کرنے کے بعد فوراً وہاں سے نکل کر ہال میں چلنے لگے کہ تبھی انہیں ہوٹل منیجر تیزی سے اندر جاتا ہوا نظر آیا جسے ابراہیم نے فوراً روک کر پوچھا۔۔

"سر بارہویں فلور پر کافی شاپ میں معلوم نہیں کیسے آگ لگ گئی ہے۔آٹھویں فلور پر بچوں کا ایونٹ تھا، انہیں وہاں سے نکالنا ضروری ہے۔کافی شاپ کے اوپر جتنے بھی فلور ہیں ان میں کنسٹرکشن کا کام چل رہا ہے۔۔!!"منیجر نے فوراً ساری ڈیٹیل دی۔۔

مینیجر کی بات سن کر وہ دونوں فوراً وہاں سے نکل کر آٹھویں فلور پر پہنچتے بچوں کو سیفلی نکالنے لگے۔۔

بچاؤ ٹیم بھی وقت پر پہنچ چکی تھی اور آگ بجھانے والے عملے کے آنے کا انتظار تھا۔۔

وہاں سے چھٹے فلور پر ہی انہیں سیڑھیوں کے پاس ایک گھڑی گری نظر آئی۔ جسے دیکھتے ہی ابراہیم گھڑی کے پاس پہنچا اور اسے اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔

"زایان یہ گھڑی دعا کی ہے ناں۔۔؟" ابراہیم کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔

"ابراہیم پہلے فرحان کو فون کرو اور اس سے پوچھو کہ دعا کہاں ہے۔۔؟" زایان نے کچھ بھی برا سوچنے سے پرہیز کیا۔۔

اس نے جب فون لگا کر پوچھا تو فرحان نے اسی جگہ کا نام بتایا کہ وہ ایونٹ کو کوریج کرنے پہنچی تھی۔۔

دونوں سب کو نکالنے کے ساتھ ساتھ پاگلوں کی طرح اسے بھی ڈھونڈ رہے تھے۔۔

دل میں دعا کر رہے تھے کہ وہ جہاں بھی رہے ٹھیک رہے لیکن کہتے ہیں نہ کہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ کچھ آزمائش کے لئے بھی اللہ تعالی ان دعاؤں کو سمیٹ کر رکھ لیتے ہیں اور اپنے بندوں کو آزمائش دیتے ہیں کہ دیکھیں ہمارا بندہ کہیں ناامید تو نہیں ہوتا۔۔

چاروں طرف دھواں اور اسمیل پھیلی ہوئی تھی۔ سارے لوگ تقریباً نکالے جا چکے تھے۔ صرف بارہویں فلور پر کافی شاپ میں کچھ لوگ پھنسے ہوئے تھے۔ وہاں آگ اتنی زیادہ پھیل گئی تھی کہ نکلنا اور اندر جانا بہت مشکل تھا۔۔

ابراہیم اور زایان کا دل خوف سے دھڑک رہا تھا۔ بار بار آنکھوں کے سامنے دعا کا مسکراتا چہرہ آرہا تھا۔۔

"زایان تم باہر جاؤ، تمہیں ایسی سیچویشن سے نہیں نکل سکتے، لیکن ہماری ٹریننگ ہمیں ہر طرح کے حالات سے نمٹنے کا طریقہ سکھاتی ہے کہ ہم اس سے بھی خراب حالات سے نکل سکیں۔ تم نکلو یہاں سے میں دعا کو لے کر ہی باہر آؤں گا۔۔!!" ابراہیم زبردستی اس کو باہر بھیجنے پر آمادہ تھا۔۔

"نہیں، میں تمہیں مشکل وقت میں بالکل بھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا اور میری گڑیا بھی یہی کہیں ہے میں اسے ڈھونڈ کر ہی رہوں گا۔۔!!" زایان نہیں جا رہا تھا۔۔

"تم وقت برباد مت کرو۔ تم جاؤ یہاں سے فوراً۔۔!!"

ابراہیم زبردستی زایان کو باہر بھیج کر خود کافی شاپ کی طرف بڑھنے لگا جہاں آگ کی لپٹیں بلند ہو رہی تھیں۔۔

وہ کسی طرح کافی شاپ کے اندر پہنچ کر دعا کو پکارنے لگا۔دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔کسی اپنے کی تکلیف کیا ہوتی ہے یہ کوئی آج ان سے پوچھتا۔۔؟

ہر طرف پھیلی آگ کو دیکھ کر راستے کا تعین کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا پھر بھی وہ راستہ بناتا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔اسے ہمت نہیں ہارنی تھی،اپنی دعا کے لئے،اپنی پرنسز کے لئے۔۔

ابراہیم کی آنکھوں کے سامنے بار بار صبح کا منظر گھوم رہا تھا۔۔

"اللہ آپ نے اسے میرا بنایا ہے۔آپ نے اس کی حفاظت میرے زمہ دی ہیں تو اس تک مجھے پہنچا دیجئے میرے رب،میری دعا قبول کر لیجئے۔میں اسے کھونا نہیں چاہتا اللہ،تو ہی ہماری مشکلوں کو آسان کرنے والا ہے۔۔!!"اس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو گرتے ہوئے اس کی بیرڈ میں جزب ہوئے تھے۔۔

دعا جیسے ہی کافی شاپ میں پہنچی تھی،ابھی اسے بیٹھے کچھ لمحے گزرے تھے جب دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں اور آگ پھیلنے لگی تھی۔اچانک لوگ بھاگنے لگے۔دھماکے کی آواز اتنی تیز تھی کہ سب کچھ بکھر چکا تھا۔وہ خود ایک طرف لڑھک چکی تھی۔۔

کچھ وقت کے لئے سب کچھ ساکت ہو گیا تھا۔چند منٹ بعد ہی وہ حواس میں لوٹتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر دروازہ کی سمت بھاگی تھی لیکن دروازہ لاک ہو چکا تھا۔۔

اسے کھولنے کی کوشش بہت کہ لیکن وہ کھل نہیں رہا تھا۔دھواں اور اسمیل کی وجہ سے اسے چکر آرہے تھے۔اسے اپنی موت قریب نظر آرہی تھی۔جب وہ ایک کونے میں بیٹھ گئی اور سارے گھر والوں کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگا۔۔

سب کو یاد کر کے اس کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے تھے۔اسی میں اسے وہ دشمن جاں بھی یاد آیا تھا جو اس کا تھا۔ کبھی وہ اس پر حق جماتا تھا، کبھی بچاتا تھا تو کبھی رلاتا بھی تھا۔ کبھی اس کی سہتا تھا تو کبھی اس کو ڈھونڈتا بھی تھا۔ کبھی اس سے تھپڑ بھی کھالیتا تھا اور ناراض ہو کر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ان سب کے باوجود اس نے محبت کا اظہار تو اس سے کبھی نہیں کیا تھا۔۔

"تو کیا انہیں مجھ سے محبت بھی نہیں ہے۔۔؟ کیا آج میں بنا ان کی محبت دیکھے ہی چلی جاؤں گی۔۔؟"اس کی آنکھوں کے سامنے دوبارہ اندھیرا چھانے لگا تھا۔جب اس کے کانوں میں اپنے نام کی پکار سنائی دی تھی۔ جیسے کوئی بہت شدت سے اسے پکار رہا ہو۔اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں لیکن اس پکار کی شدّت انہیں بند ہونے سے روک رہیں تھیں۔۔

"دعا۔۔دعا۔۔"!

ابراہیم اس کا نام پکارتے آگے بڑھ رہا تھا۔چند پل بعد اس کے کانوں تک یہ آواز رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے ایک نئی زندگی دے گئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ صبح ناشتے کے وقت سیڑھیوں سے اتر کر سب کو سلام کرتے ہوئے ان کے درمیان بیٹھ گیا۔۔

"بھائی آپ آفس جا رہے ہیں۔۔؟"اس کے سوال پر وہ چونک گیا تھا کیونکہ وہ اس وقت آفس کے لئے گرے تھری پیس سوٹ زیب تن کیے ہوئے، بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے لیپ ٹاپ بیگ لے کر اس کے سامنے آیا تھا پھر بھی وہ اس سے ایسا سوال کر رہی تھی۔۔

"ہاں گڑیا، کوئی کام ہے کیا۔۔؟"اس نے نرمی سے جواب دینے کے ساتھ ہی اپنے سامنے رکھے ناشتے کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"نہیں۔۔!لیکن کب تک آئیں گے۔۔؟"اس نے سوال کے بدلے سوال کیا۔وہ اس کی تفتیش پر مسکرایا تھا۔۔

"میری جان میں شام میں آجاؤں گا لیکن ہاں کوئی تیاری نہیں کرنا کیونکہ مجھے اچھے سے معلوم ہے کہ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔!!"اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی بہن کی ناک دباتے ہوئے اس کے خواب پر بالٹی بھر پانی پھینک دیا تھا۔۔

"کیا ہے بھائی، آپ ہمیشہ یہی کرتے ہیں لیکن میں دعا کر رہی ہوں کہ میری بھابھی اس معاملے میں آپ کی ایک بھی نہ سنیں اور یہ بڑا کیک آپ سے کٹوا دیں۔۔!!"اس نے دعا کے انداز میں کہتے ہوئے منہ بنایا تھا۔۔دلاور اس کی بات سن کر فوراً لبوں کو آپس میں پیوست کیے کچھ بھی کہنے سے خود کو باز رکھا۔۔

"تم ناشتہ کرو اور یونیورسٹی جاؤ۔میرے بچے کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ان شاءاللہ میری بہو اس گھر کو روشنیوں سے جگمگا دے گی۔۔!!"وہ ماں تھی کیسے اپنے بچے کی آنکھوں میں اذیت دیکھ سکتیں تھیں اس لیے فوراً بیٹی کو گھورنے کے ساتھ ساتھ ڈانٹ بھی لگا دی تھی۔۔

"امی آپ میری گڑیا کو نہ ڈانٹے اور گڑیا میں نو بجے تک آجاؤں گا پھر ہم سب ڈینر کے لئے باہر چلیں گے۔۔!!"وہ فوراً اپنی بہن کو خود سے لگا کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔۔

ناشتہ کرنے کے بعد وہ دونوں گھر سے نکل گئے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم چودھری۔۔!"دعا نے اس کی آواز کو اپنا وہم سمجھ کر محبت سے اس کا نام پکارا تھا۔اس کا نام لیتے ہی اس کا دل بے اختیار شدت سے دھڑک اٹھا۔۔

اس نے اپنی آنکھیں زبردستی کھولنے کہ کوشش کرتے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی جب اسے شیشے والے دروازے کے اس پار ابراہیم دکھائی دیا جو آگ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے ڈھونڈ رہا تھا۔۔

ابراہیم کی نظر بھی دعا پڑی۔اسے ٹھیک دیکھ کر اس کے دل کو جیسے قرار آیا تھا۔۔

وہ اسے ہاتھ ہلا ہلا کر اندر آنے سے منع کر رہی تھی کیونکہ آگ بہت زیادہ پھیل گئی تھی۔۔

"ابراہیم اندر نہیں آئیں،آپ جائیں یہاں سے،ابراہیم جائیں۔۔!!"وہ چیخ چلا رہی تھی لیکن مقابل شخص پر کچھ اثر نہیں پڑ رہا تھا۔۔

ابراہیم نظر انداز کر کے دروازہ توڑ کر اندر کود گیا۔چاروں طرف آگ ہی آگ تھی۔اطراف میں موجود ٹیبل اور کرسیاں آگ کی لپیٹ میں تھیں۔دعا جہاں کھڑی تھی وہاں چھت سے ایک لوہا پگھل کر اس کے اوپر گرنے لگا۔۔

چند قدم کی دوری پر کھڑے ابراہیم کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی تھی وہ آگے بڑھ کر اسے محفوظ رکھنے کی کوشش کہ جس سے وہ اس لوہے سے تو محفوظ ہو گئی لیکن اسی دوران اس کا ہاتھ دوسرے طرف لگے سجاوٹ کے سامان پر پڑا اور وہ ٹوٹ کر کے دعا کے سر پر گرا۔۔

اس کے سر سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا۔ابراہیم فوراً آگے بڑھ کر اسے اپنی باہوں کے حصار میں لیے ہی اس کا گال تھپتھپانے لگا۔۔

"دعا میری طرف دیکھو۔آنکھیں بند نہیں کرنا پلیز پرنسز۔۔!!"وہ اپنی تکلیف سے بند ہوتی آنکھوں کو زبردستی وا کرتے ہوئے اسے بے تابی سے دیکھ رہی تھی،ابراہیم بنا وقت ضائع کیے اسے اپنی باہوں میں اٹھائے ہی کھڑکی کے قریب گیا۔۔

"ابراہ۔۔ہہ۔م۔۔سب کا خیال رکھئے گا۔کسی کو۔۔"!!

وہ اٹک اٹک کر بولتے ہوئے اسے کچھ پل کے لئے ساکت کر گئی تھی۔۔

"وائفی خبردار جو کچھ الٹا سیدھا کہا تو ٹھیک نہیں ہو گا۔تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔میں تمہیں کچھ بھی نہیں ہونے دونگا۔میں اللہ سے تمہیں مانگ لوں گا۔۔!!"ابراہیم بے بسی سے دھاڑتے اسے اپنے سینے میں

اور زور سے بھینچ گیا تھا،اس کی شدت پر دعا کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی تھی اور پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔۔

ابراہیم کھڑکی سے کود کر دوسری طرف بالکنی میں پہنچا جہاں آگ کچھ کم تھی۔وہاں سے نکل کر نیچے آتے ہوٹل سے باہر نکل آیا،زایان اسے دیکھتے فوراً بھاگ کر اس کے پاس آیا تھا۔۔

"زایان یہاں مت آؤ،بلکہ گاڑی لے کر آؤ ہاسپٹل جانا ہے۔۔!!"اس کے کہتے ہی وہ گاڑی نکال کر اس کے قریب پہنچا۔۔

وہاں بہت ہجوم تھا۔فایر بر گیڈ بھی آچکا تھا۔عاصم بھی زایان کے ساتھ ہی تھا۔فرحان بھی وہاں پہنچ چکا تھا اور اس نے عاصم کو گھر بھیج دیا تھا اور خود اپنی گاڑی سے ہاسپٹل ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا تھا۔۔ راستے بھر ابراہیم دعا کا چہرہ تھپتھپاتا رہا تھا اور بار بار زایان کو گاڑی تیز چلانے کو بول رہا تھا۔دونوں کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا لیکن وہ ناامید نہیں ہونا چاہتے تھے۔دونوں اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی فوراً اسے امر جنسی میں اندر لے جایا گیا۔دونوں ہی کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بینچ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئے۔۔

ابراہیم پریشانی حالت میں اپنے چہرے پر بار بار ہاتھ پھیر رہا تھا جیسے اپنے درد کو دبانے کی کوشش کر رہا ہو۔جب اس سے پھر بھی برداشت نہیں ہوا تو وہ زایان کے گلے لگ کر رونے لگا۔۔

اسے روتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی اپنے آنسو نہیں روک سکا۔چند پل بعد زایان اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا۔۔

ابراہیم کی پوری شرٹ خون سے سنی ہوئی تھی۔اس کی شرٹ سے خون بہہ کر فرش کو بھی سرخ کرنے لگا۔زایان کی نظر جب خون پر پڑی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ خون ابراہیم کے بازوؤں سے نکل رہا تھا۔جب لوہا پگھل کر دعا پر گر رہا تھا تو دعا کو بچاتے وقت وہ ابراہیم کو لگ گیا تھا لیکن وہاں اپنی پرواہ کسے تھی،زایان نے فوراً اس کا بازو پکڑا۔۔

"ابراہیم تمہیں اتنی زیادہ چوٹ لگی ہے۔چلو فوراً بینڈیج کرواؤ۔۔!!"زایان نے اس کو اٹھانا چاہا لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔فرحان بھی ان کے پاس پہنچ گیا تھا۔۔

"اس کے سر پر بہت زیادہ چوٹ لگی ہے۔وہ۔۔وہ عجیب عجیب باتیں بھی کر رہی تھی۔اور مجھے ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے پھر کبھی نہ دیکھ سکے۔۔!!"اس کی تڑپ اور اداسی پر زایان بھی رو دیا۔۔

"اسے ٹھیک ہو جانے دو پھر چھوڑوں گا نہیں۔ایک ایک چیز کا بدلہ لوں گا۔۔!!"ابھی بھی اس کی تکلیف پر ابراہیم کا دل تڑپ رہا تھا پھر بھی وہ دھمکی دینے سے باز نہیں آیا تھا۔۔

"پہلے تم ڈاکٹر کو دکھاؤ۔۔!!"زایان نے اسے زبردستی کھڑا کیا اور ڈاکٹر کے کیبن تک پہنچا۔۔

"جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتی اور جب تک وہ مجھ سے بات نہیں کرتی تب تک مجھے کسی ڈاکٹر کو نہیں دکھانا۔۔!!"اس نے زایان کے ہاتھوں سے اپنا بازو چھوڑوایا۔۔

"ابراہیم تمہارے بازو پر کٹ لگا ہے اور خون بھی بہت زیادہ گر رہا ہے۔اگر تم ٹھیک نہیں ہوں گے تو دعا کو کیسے دیکھو گے اور کیا تمہیں لگتا ہے کہ دعا تمہیں اس حال میں دیکھ کر خوش ہو گی۔۔؟"اس نے ابراہیم کو سمجھایا تھا۔اب کی بار وہ خود خاموشی سے اٹھ کر ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھا۔اسے جاتے دیکھ کر زایان نے فرحان سے کہا کہ اسے کپڑے خرید کر لا دے کیونکہ اس کا کپڑا پورا خراب ہو گیا تھا اور انہیں نماز بھی ادا کرنی تھی۔فرحان باہر چلا گیا تھا جبکہ وہ ابراہیم کے پاس گیا۔۔

اسے بھی چار اسٹیچز لگے تھے اس کے بعد ڈاکٹر نے بینڈز کر دی۔خون زیادہ گرنے کی وجہ سے ڈاکٹر اسے ڈریپ لگانے کو بول رہے تھے لیکن وہ مان ہی نہیں رہا تھا۔وہاں سے نکل کر پھر وہ لوگ دوبارہ ہال میں آ کر بیٹھ گئے۔ڈاکٹر باہر آئے تو وہ دونوں اٹھ کر ڈاکٹر کے پاس گئے۔۔

"ڈاکٹر کیسی ہے وہ۔۔؟"دونوں ہی نے بے قراری سے پوچھا۔۔

" انہیں سر میں کافی چوٹیں آئیں ہیں، تین اسٹیچز بھی لگانے پڑے لیکن وہ اب ٹھیک ہیں۔انہیں روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے،دو سے تین گھنٹوں میں انہیں ہوش آجائے گا۔۔!!"اس کے ٹھیک ہونے کا سن کر دونوں پہلے اللہ کا شکر ادا کرنے مسجد چلے گئے، پھر واپس آکر دعا کے روم میں داخل ہو گئے۔ زایان بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی ہوئی دعا کے قریب پہنچ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے سہلایا اور ابراہیم وہیں بیڈ کے پاس اسٹول رکھ کر بیٹھ گیا۔۔

"زایان گھر پر کسی کو معلوم تو نہیں ورنہ وہ لوگ پریشان ہو جائیں گے۔۔؟"ابراہیم کو کچھ یاد آنے پر اس نے زایان سے پوچھا۔۔

" روشان اور دادا جان کو معلوم تھا اور کسی کو نہیں لیکن اب تک تو معلوم ہو گیا ہو گا۔۔!!"اس نے نرمی سے دعا کے ہاتھوں کو اپنی ہتھیلیوں کے بیچ لیے سہلاتے ہوئے اسے ساتھ ہی جواب دیا تھا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن انہیں بھی ابھی بتا دو کہ دعا اب ٹھیک ہے اور میری چوٹ کا نہیں بتانا۔۔!!"زایان اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے نکل کر باہر چلا گیا۔۔

اب روم میں صرف ابراہیم اور اس کی وائفی ہی رہ گئے تھے۔۔

اس کے مرجھائے ہوئے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے وہ اپنے تڑپتے ہوئے دل پر قابو نہیں رکھ سکا۔اس نے دعا کا ہاتھ اپنی ہتھیلیوں کے بیچ پکڑ کر اپنے انگوٹھے سے نرمی سے ہلکا ہلکا سہلانے لگا۔۔

"پرنسز مت اتنا پریشان کرو، آنکھیں کھولو ہم سے باتیں کرو۔۔!!"اس کا لہجہ بھاری اور آنکھیں ابھی بھی نم ہو رہی تھیں۔وہ اب ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ رہی تھی،اس کے لہجے میں چھپی بے قراری اور شدت پر وہ آنکھیں کھولنے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔

اس کی جھلملاتی ہوئی پلکوں کو دیکھ کر وہ پر سکون ہوتے پیچھے مڑتے ہوئے دروازہ پر کھڑی نرس کو آواز دی۔۔

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولتی ہوئی سامنے نظر ڈالی۔پہلے ہاسپٹل کے کمرے پر نظر پڑی پھر اپنے قریب بیٹھے ابراہیم پر۔دونوں ایک دوسرے کو کچھ لمحے تک دیکھتے رہے پھر ابراہیم نے اپنے ہاتھوں میں لیے اس کے ہاتھ کو اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے لبوں سے لگایا۔۔

اس کی آنکھوں سے ایک بے بس آنسو دعا کے ہاتھ پر گرتے اسے اپنی شدت بھرے لمس سے روشناس کروایا۔اس کے آنسوؤں کی بارش دیکھ کر وہ بہت بے چین ہوئی تھی لیکن وہ یہ بھی سمجھ چکی تھی کہ وہ اس کے لئے صرف خاص ہی نہیں بلکہ بہت خاص ہے۔کوئی یونہی تو کسی کے لیے اپنے آنسو ضائع نہیں کرتا۔۔

وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اٹھ نہیں سکی۔ابراہیم اس کی بے چینی نوٹ کرتے ہوئے بہتے اشکوں سمیت اسے دیکھا جو ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب ترین بلا رہی تھی۔ابراہیم اس کے اشارے پر جھک کر لیٹی ہوئی دعا کے بہت قریب گیا جب اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں میں جذب کرتے ہوئے خود بھی رو پڑی تھی۔۔

"جب کوئی اپنا آپ سے دور جا رہا ہو اور آپ کو احساس ہو کہ وہ آپ کے لئے بہت خاص ہے لیکن آپ اس کے لئے کچھ نہ کر سکیں تو یہ احساس ہی بہت جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔۔!!"اسے روتے ہوئے دیکھ کر وہ خود پر ضبط کرتے اس کی پیشانی عقیدت سے اپنے لمس سے روشناس کروایا۔۔

اسی وقت دروازہ کھول کر زایان اندر داخل ہوا۔ایک فسوں تھا جو ٹوٹ گیا۔۔

زایان اسے ٹھیک دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے ڈاکٹر کے قریب گیا جو چیک اپ کرنے کے بعد اب دوا لکھ رہی تھی۔۔

" بھیا۔۔!"اس کی سرگوشی نما آواز پر وہ دونوں فوراً متوجہ ہوئے تھے۔۔

"ہاں گڑیا کیا بات ہے بولو۔۔؟" وہ فوراً اس کے قریب جھکا تھا۔۔

"مجھے ابھی گھر جانا ہے ورنہ یہ لوگ مجھے انجیکشن لگا دیں گے۔۔!!"اس نے معصومیت سے ان دونوں کو دیکھا، جہاں ان کے چہرے پر مسکراہٹ چمک رہی تھی۔۔

"ٹھیک ہے ابھی چلتے ہیں ہم، ڈاکٹر سے بات ہو چکی ہے۔۔!!"اسے تسلی دے کر ڈاکٹر کی دی گئی ہدایات پر غور و فکر کرنے کے بعد اسے لے کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔۔

ان کے گھر پہنچتے ہی گھر میں ہلچل سی مچ گئی کیونکہ افغان چودھری نے سب کو سب کچھ بتا دیا تھا اس لئے ہر افراد کو تھوڑی تسلی تھی لیکن پھر بھی سب پریشان تھے۔۔

گاڑی سے نکل کر فوراً ابراہیم نے اسے اپنے بازؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے اپنی باہوں میں اٹھا کر سیدھے اپنے کمرے میں بیڈ پر لا کر لٹا دیا تھا۔ سب سے پہلے افغان چودھری نے صدقہ دیا اور پھر سبھی لوگ دعا سے مل کر اسے آرام کرنے کی غرض سے چھوڑ کر باہر نکل گئے۔۔

سبھی لوگ اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے دونوں صحیح سلامت ہیں۔۔

اب کمرے میں صرف وہ دونوں ہی رہ گئے تھے، ابراہیم خود بھی بہت تھکا ہوا تھا اس لیے وہ بھی خاموشی سے دعا کے قریب ہی بیڈ پر لیٹ گیا اور چہرے کا رخ اس کی طرف کر لیا۔۔

آج پہلی بار ان دونوں کے درمیان کوئی تکرار نہیں تھی۔ بلکہ آنکھوں میں بے قراری سمیٹے ہوئے وہ دونوں ایک لگاتار ایک دوسرے کا چہرہ آنکھوں کے ذریعے دل میں بسا رہے تھے۔۔

ابراہیم نے یہ کچھ گھنٹے جس اذیت میں گزارے تھے وہ مزید ان کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اسے آج شدت سے احساس ہوا تھا کہ اس کی وائفی اس کے لئے اس کی سانسوں سے بھی زیادہ ضروری تھی۔ وہ اب اس کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا دل آج اقرار کر رہا تھا کہ وہ اس سے محبت ہی نہیں عشق کرتا ہے۔ ابراہیم خود کی ہی سوچ پر بے اختیار مسکرایا تھا۔ دعا اسے مسکراتے دیکھ کر چند پل کے لئے مبہوت ہوئی تھی۔ اسے بھی آج شدت سے احساس ہوا تھا کہ اس کا ہمسفر اس

کے لئے کیا ہے۔۔؟اپنے لئے اسے آگ میں پاگلوں کی طرح کودتے دیکھ کر ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ اللہ تعالی میاں بیوی کے رشتے میں محبت ڈال ہی دیتا ہے اور محرم سے محبت تو اللہ کا دیا ہوا ایک بہت خوبصورت تحفہ ہوتی ہے۔۔

وہ لیٹے لیٹے ہی کوہنی کے بل زرا سا اونچا ہوتے اس نے دعا کے گال پر نرمی سے ہاتھ پھیرا تھا۔۔

"تمہیں معلوم ہے وائفی جب میں نے ہوٹل میں تمہاری گھڑی گری ہوئی دیکھی ناں تو اس وقت میری جان نکل گئی تھی صرف یہ سوچ کر کہ تم کسی مشکل میں ہو۔۔!!"کمرے کی مدھم روشنی میں وہ اس کے چہرے پر ابھی بھی بے بسی دیکھ سکتی تھی۔۔

"میں نے بہت ٹف لائف دیکھی ہے،مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ احساس کیسا ہوتا ہے۔۔؟ہاں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ پہلی بار ایسا محسوس نہیں ہوا بلکہ جب تم مجھے اس ہوٹل میں ملی تھی اور میں تمہارے سامنے تیجا بن کر کھڑا تھا لیکن اس وقت بھی یہی احساس تھا جسے میں سمجھ نہیں سکا۔۔!!"دعا خاموشی سے صرف اس کو سن رہی تھی۔۔

"تم نے صبح مجھ سے پوچھا تھا ناں کہ کیا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔؟تو سنو میں آج اور اسی وقت تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ نہیں کرتا تم سے محبت۔۔"!!

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

اس کی سفاک بات سن کر دعا کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے، چہرہ سرخ رنگ ہو گیا تھا۔اس کی آنکھوں میں صاف صاف اقرار جھلک رہا تھا لیکن وہ انکار کر رہا تھا اور اس کے اس قدر سنگدلی پر دعا کے آنسو اس کی آنکھوں سے گرنے کو بے تاب تھے۔۔

"ہاں میری زندگی، یہی سچ ہے کہ میں تم سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں۔وائفی تمہارا سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن تمہارا خود سے دور جانا برداشت نہیں کر سکتا۔تمہارا رونا برداشت نہیں کر سکتا۔تمہاری تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔۔!!"اس قدر دلفریب اظہار محبت کی امید اسے نہیں تھی اس لئے ان لفظوں کو سن کر وہ رو پڑی تھی لیکن ان آنسوؤں کو ان آنکھوں سے گرنے سے پہلے ہی اس نے انہیں بے مول ہونے سے بچا لیا۔۔

" ہاں وائفی یہ سچ ہے بالکل کہ اپنی آخری سانسوں تک تم سے جنون کی حد تک وفا کروں گا لیکن ہاں پہلے میرا وطن، اس کے بعد کچھ بھی۔۔!!"اس نے دعا کی نم پلکوں کو نرمی سے اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔اس کی اس قدر محبت پر وہ سرشار ہوتے اپنا ہاتھ اٹھا کر ابراہیم کے چہرے پر نرمی سے رکھا۔۔

"آپ کو معلوم ہے میں وہاں پر آپ کو ابھی یاد ہی کر رہی تھی کہ آپ پہنچ گئے تھے اور۔۔اور۔۔!!"وہ فوراً کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی۔۔

"پرنسز جو کہنا چاہتی ہو ناں وہ کہہ دو۔دل میں کچھ بھی نہیں رکھو۔۔!!"اب کی دفعہ ابراہیم نے اس کے پٹی لگے سر کو چوما تھا۔اس کی حرکت پر دعا خفت سے لال ہوئی تھی۔۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ مجھے کچھ کہنا ہے۔۔؟"وہ اس کی ٹیلی پیتھی سے حیران ہوئی۔۔

"اب تو مجھے سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔۔!!"وہ زیرِ لب مسکرایا تھا۔ابراہیم کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر دعا نے بات بدلنے میں ہی عافیت سمجھتے ہوئے اپنے لب واں کیے۔۔

"مجھے نیند لگ رہی ہے۔۔!"اس کو آنکھیں موندتے ہوئے دیکھ کر ابراہیم نے خاموشی سے لائٹ آف کر کے خود بھی سو گیا۔۔

دونوں تھکے ہوئے تھے اس لئے کسی نے انہیں ڈسٹرب نہیں کیا لیکن رات کے کھانے کے وقت جیانے انہیں اٹھانے کی ذمہداری لی اور ان کے کمرے کے باہر کھڑی ہو کر دروازہ ناک کیا۔۔

"بھائی۔۔بھائی۔۔!"وہ ابراہیم کو آواز دے رہی تھی جب اس کی آواز سن کر ابراہیم کی آنکھ کھلی تو فوراً اٹھ کر دروازے پر پہنچ گیا۔۔

"ہاں گڑیا بولو۔۔؟"اسنے بہت ہلکی آواز میں اس سے پوچھا تھا کیونکہ دعا ابھی نیند میں تھی۔۔

"بھائی کھانا یہی لے آؤں یا سب کے ساتھ کھانا ہے۔۔؟"اس نے نرمی سے پوچھا۔۔

"سب کے ساتھ کھانا ہے۔۔!!"اس کی بات سن کر

جیا فوراً چلی گئی۔اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر کمرے کی لائٹس آن کی اور دعا کو دیکھا جو اس کی طرف کروٹ لیے اس کے تکیے پر آرام سے سر رکھ کر سوئی ہوئی تھی۔ابراہیم بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

بچوں جیسا معصوم چہرہ، بڑی بڑی مڑی ہوئی پلکیں جو ایک دوسرے میں پیوست تھیں۔چھوٹی سی ستواں ناک۔ابراہیم نے اس کی ناک کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوا تھا۔اسے اس کی ناک ہمیشہ اٹریکٹ کرتی تھی۔اس کے نظروں کی تپش تھی یا کچھ اور لیکن اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو۔۔؟"ابراہیم اسے آنکھیں واں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔

"ٹھیک ہوں، آپ پریشان مت ہوں۔۔!!"دعا نے اس کے پریشان زدہ چہرے پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔۔

ابراہیم اس کی حرکت پر زیر لب مسکرا دیا۔اس کے مسکرانے سے شیوزدہ چہرے پر ڈمپل نمایاں ہوئے تھے اور انہیں دیکھ کر ہمیشہ کی طرح دعا ان میں کھو سی گئی تھی۔۔

"ابراہیم۔۔!!" سرگوشی نما آواز میں وہ پکار بیٹھی تھی۔اس کی نظریں ابھی بھی اس ڈمپل پر مرکوز تھیں۔۔

"ہاں پرنسز بولو۔۔!" ابراہیم نے ہنکار بھرا۔۔

"امی تو کہتی ہیں کہ میں بالکل آپ پر گئی ہوں لیکن میرے گالوں پر تو ڈمپل نہیں ہے۔۔؟آپ کے پاس ہے، میرے پاس کیوں نہیں ہے۔۔؟یہ مجھے بھی چاہیئے۔۔!!" معصومیت کی انتہاں تھی۔وہ اس سے پہلے شکایت درج کروانے کے بعد اب اس سے اپنی فرمائش نوٹ کروا رہی تھی جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ اپنی کسی چیز کے نہ ملنے پر اپنے والدین سے فرمائش کرتا ہو۔اس کی فرمائش سن کر ابراہیم بے ساختہ مسکرایا تھا۔۔

"اچھا پھر اسے تم رکھ لو، یہ اب سے اور ہمیشہ کے لئے تمہارا ہوا۔۔!!" ابراہیم نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے گال پر ڈمپل کی جگہ پر رکھا تھا۔وہ اس کی خواہش بھلا کیسے رد کر سکتا تھا۔دعا انہیں محسوس کر کے کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

انہیں چھو کر اسے ایسا لگا جیسے اسے سارے جہاں کی خوشیاں مل گئی ہوں۔اس کے چہرے پر اتنی رونق تھی کہ ابراہیم اسے دیکھتا رہ گیا۔وہ اسے خوش دیکھ کر دل سے خوش ہوا تھا اور اس نے اللہ سے اسے ہمیشہ خوش رہنے کی دعائیں مانگی تھی۔۔

ابراہیم اسے تھام کر واش روم میں لے جا کر اس کا ہاتھ، منہ دھلوا کر کے اسے اسی طرح پکڑے ڈائننگ ٹیبل تک لے کر گیا تھا۔ سبھی لوگوں نے اسے دیکھ کر پہلے اس کا حال احوال پوچھا پھر اس کے بعد سب مل کر کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔۔

ایک شفیق سی خاتون جن کے چہرے پر نور ہی نور تھا اور ان کے ساتھ ایک خوبصورت سے پتلی دبلی سی لڑکی ٹیبل پر آ کر بیٹھی۔ابراہیم انہیں دیکھ کر کچھ لمحے تک حیران ہوا تھا۔اسے تھوڑا بہت یاد تو تھا لیکن کچھ خاص یاد نہیں آ رہا تھا،اس نے حیرانی سے اپنے دادا جان کا چہرہ دیکھا۔اسے اس طرح حیران دیکھ کر وہ مسکرانے لگے۔۔

"بیٹا یہ تمہارے دادی جان کی کزن اور بہت ہی خاص دوست ہیں، جو ہمیشہ سال دو سال پر آیا کرتی ہیں۔ ان کی صرف ایک ہی بیٹی ہے اور وہ اپنی فیملی سمیت باہر رہتی ہیں۔یہ بھی ان کے ساتھ زیادہ تر باہر ہی رہتی ہیں لیکن اس وقت آئی ہوئی تھیں تو اس لیے ہم نے انہیں ملنے کے لئے بلایا ہے۔ان کے ساتھ ہی

یہ ان کے بیٹے کی دوست کی لڑکی ہیں۔ان کے گھر کوئی نہیں اس وقت اس لیے انہیں بھی ساتھ لے کر آئیں ہیں۔۔!!"افغان چودھری نے ابراہیم کی مشکل آسان کر دی۔۔

ابراہیم نے فوراً انہیں سلام کیا تھا اور ان سے حال احوال دریافت کر کے کھانے کے لئے سبھی لوگ بیٹھ گئے تھے۔۔

ساری ینگ پارٹی ایک ساتھ ہی بیٹھی تھی۔سب کھانے کی طرف متوجہ تھا جب نبا نے دھیرے سے ایک کہنی دعا کے بازوؤں میں پیوست کی تھی۔درد کو ضبط کرتے ہوئے اس نے گھور کر نبا کی طرف دیکھا۔۔

"کیا ہے۔۔؟"اس نے دبی دبی آواز میں پھٹکار کر پوچھا۔۔

" یار اس لڑکی کو دیکھو زرا بھائی کو کیسے گھور رہی ہے جیسے اس سے پہلے کوئی لڑکا کبھی نہیں دیکھا۔۔؟"اس کے کہتے ہی عفراء اور جیا بھی اس طرف متوجہ ہوئیں جہاں وہ دادی کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی ابراہیم کو بار بار دیکھ کر مسکرا دیتی پھر کھانے لگ جاتی تھی۔۔

دعا نے اس لڑکی کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا۔۔

"اس کا نام رومہ ہے۔ یہ جب سے آئی ہے تب سے بہت کم کسی سے بات کی ہے صرف مسکرا اور شرما رہی ہے لیکن ابھی دیکھو یہ جیسی حرکتیں کر رہی ہے بھائی کو دیکھ کر، لگتا ہے کہ اس کا دل بھائی پر آ گیا ہے۔۔!!" نبا نے دعا کے نالج میں اضافہ کرتے ہوئے ساتھ ہی اس کا خون بھی جلایا۔۔

"بکو مت ورنہ میں ابھی اسکی آنکھیں نکال لوں گی۔۔!!" دعا نے کھا جانے والی نظروں سے روما کو گھورتے ہوئے کھانے سے ہاتھ روکا تھا۔۔

اس کی بات سن کر تینوں دھیرے سے ہنسی تھیں اور ان کی ہنسی سے سارے ٹیبل پر جیسے رونق لگ گئی تھی، سبھی لوگ بھی مسکرانے لگے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ساری ینگ پارٹی ایک ساتھ ابراہیم کے کمرے میں دعا کا موڈ درست کرنے کے لئے ڈیرہ ڈالے بیٹھی تھی۔۔

"روشان تمہاری انٹرن شپ کیسی چل رہی ہے۔۔؟" صوفے پر زایان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ابراہیم نے روشان سے پوچھا۔۔

"بھائی اچھی چل رہی ہے۔۔!"اس نے فرمانبرداری سے جواب دیا۔۔

"کوئی آتا جاتا تو ہو گا نہیں کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ اس بندے کو اپنا کیس دینا مطلب کہ کلہاڑی پر خود پیر مارنے کے برابر ہے۔۔!!"نبا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔

"کیا کہا کوئی نہیں آتا جاتا۔۔؟ارے لڑکیاں ایک سے ایک آتی ہیں اور وہ مجھ جیسے ہینڈسم پر مرتی بھی ہیں،وہ تو میں اتنا شریف ہوں کہ کچھ کہتا نہیں۔۔"!!

روشان نے مسکراتے ہوئے جلتی پر تیل چھڑکا۔۔

"پہلی بات وہ لڑکیاں نہیں بلکہ عورتیں ہوتی ہوں گی۔ورنہ تم جیسے منحوس انسان کون پوچھے گا۔۔؟ تمہاری ایفل ٹاور جیسی ناک ہے اور آنکھیں ماشااللہ بالکل الو جیسی ہیں۔حرکتیں اللہ معافی دے، بلکل بندروں جیسی ہے۔ارے میں تو اس لڑکی کے لئے رو رہی ہوں جو تم سے شادی کر کے برباد ہو گی۔۔!!"نبا جل بھون کر اسے کھٹی مٹھی سنا دی۔۔

روشان تو اتنا اچھا اپنے لئے کشیدہ سن کر حیران ہوا تھا اور باقی لوگ تو خاموشی اختیار کیے لائیو شو دیکھ رہے تھے اور وہ بھی بالکل فری میں۔۔

"نبا تم مجھے کتنا غور سے دیکھتی ہو کہ میرے لئے پورا دیوان ہی بول دیا اور سنو تم ٹینشن نہ لو، میں بڑی امی سے بولونگا کہ تمہیں اونچی خوبصورت ناک والے لوگ پسند نہیں ہیں تو تمہارے لئے کوئی چائنیز یا جاپانی لڑکا دیکھیں، جس کی ناک بلکل چپٹی سی ہو اور ناک نہ ہو تو بھی تمہیں چلے گا۔۔!!" روشان کی بات پر سبھی کا ایک زوردار قہقہہ پڑا تھا۔ نبا غصہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ چہرہ غصے کی شدّت سے سرخ ہوا تھا۔۔

"دور پھٹے منہ، اللہ کرے تمہاری ویسی ہی بغیر ناک والی بیوی ملے اور اب سے تم مجھ سے بات بھی مت کرنا۔ مجھے تمہارے جیسے منحوس انسان کے منہ نہیں لگنا۔۔!!" ان دونوں کے بڑھتے جھگڑے کو دیکھ کر زایان نے بیچ بچاؤ کیا۔ عفراء، جیا اور دعا آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ کچھ دیر تک سبھی لوگ بیٹھ کر چلے گئے۔۔

وہ دونوں اب تنہا تھے، ان کے جانے کے بعد ابراہیم اٹھ کر دراز سے ایک باکس اٹھا کر بیڈ پر دعا کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ وہ حیرت سے باکس کو دیکھ رہی تھی جب ابراہیم نے دعا کو ایک بہت ہی خوبصورت نازک سی بریسلٹ جیسی گھڑی نکال کر اس کے سامنے پیش کیا۔۔

چندپل بعد اس نے دعا کو اجازت طلب نظروں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا پہنانے کی اجازت ہے۔۔؟ دعا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر سر جھکا لیا۔۔

ابراہیم نے بہت پیار اور احتیاط سے اسے وہ گھڑی اسی کی کلائی میں پہنائی۔۔

"دعا جو تم نے پہلے گھڑی پہنی ہوئی تھی ناں اس میں بھی میں نے چیپ تمہاری حفاظت کے لئے لگائی ہوئی تھی لیکن اب تو وہ گھڑی خراب ہو گئی ہے، اس لئے اسے کبھی اپنے ہاتھ سے مت نکالنا۔ کہیں بھی رہوں، کسی بھی مشکل میں رہو، اس سے میں تمہارے کانٹیکٹ میں رہوں گا۔ یہ ایک اسپیشل گھڑی ہے جس میں ڈیوائس لگی ہوئی ہے، اس سے مجھے تمہاری لوکیشن سمیت تمہاری آواز تک مجھے مل جایا کرے گی۔۔!!" دعا نے اس کی بات سن کر مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ آج وہ بات بات پر مسکرا رہی تھی۔۔

کسی کی محبت پا لینا بھی ایک بہت بڑا اعزاز ہوتا ہے اور یہاں تو محبت ہی نہیں عشق بھی ملا تھا اور وہ عشق جو ہمیشہ شاید اس کا تھا لیکن وہ کبھی سمجھ نہیں سکی تھی۔۔

ابراہیم اسے مسکراتے دیکھ کر اپنے لبوں کے گوشوں میں مچلتی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اٹھا تھا اور دوا کا ڈبہ اٹھا کر لایا۔ دوا کو دیکھتے ہی اس کی مسکراہٹ پلوں میں ہی سمٹی تھی۔۔

"ابراہیم پلیز مجھے دوا نہیں کھانی، میں ایسے ہی ٹھیک ہو جاؤ گی دو تین دن میں، دیکھیں مجھے بالکل بھی درد نہیں ہو رہا ہے۔ میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ سے بات بھی کر رہی ہوں۔۔!!" وہ بالکل چھوٹے بچوں کی طرح اسے دلاسہ اور تسلی دے رہی تھی اور ابراہیم اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا، وہ جانتا تھا کہ دوا کھانے میں اس کی وائفی کتنی نکمی ہے اور کتنی مشکل سے اسے دوا کھلانی پڑتی ہے۔ یہ کام تو اسے کرنا ہی تھا۔۔

"دعا پکا ناں تمہیں یہ دوا نہیں کھانی ہے۔۔؟ پھر سے سوچ لو ایک بار ورنہ میری ایک شرط ہے۔ یا تو میری شرط پوری کرو یا پھر دوا کھالو، تمہارے پاس دو آپشن ہیں۔۔!!" ابراہیم نے جان بوجھ کر اس کے آگے شرط رکھی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ ایسے اتنی آسانی سے تو دوا کھانے سے رہی۔۔

"آپ شرط بولیں، مجھے ہر شرط منظور ہے۔۔!!" دعا نے بنا سوچے سمجھے بغیر کہا۔۔

اس کی جلد بازی پر ابراہیم کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شرط سننے کے بعد تو دعا نے دوا کھا ہی لینا ہے وہ بھی بہت آرام سے۔۔

"میری شرط بہت چھوٹی سی ہے۔ یا تو تم مجھ سے اظہار محبت کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں پر کس بھی کرو گی، یا تو تم دوا کھالو۔ تمہاری مرضی ہے۔۔"!!

ابراہیم نے اپنی امڑتی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ کر اپنی ایک آنکھ مینچتے ہوئے اپنے گالوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔وہ اس کے انداز اور حرکت دیکھ کر شرم سے دوہری ہوئی تھی۔۔

"بڑے ہی کوئی آپ بد معاش قسم کے انسان ہیں اور لوفر تو ایک نمبر کے ہیں اور یہ بات تو مجھے آج تک معلوم ہی نہیں تھی۔آپ کی شرط ماننے سے اچھا ہے کہ میں دوائی کھالوں۔۔!!"دعا چھوٹے بچوں کی طرح منہ بگاڑتے ہوئے اب اس کے آگے اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔ابراہیم نے قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ کو پیچھے کر کے دوا کو نکال کر اس کے منہ میں رکھا تھا اور اسے فوراً پانی پلایا تھا۔۔

اس نے بچوں کی طرح منہ بگاڑ کر ابراہیم کی طرف دیکھا تھا۔اسے منہ بگاڑتے دیکھ ابراہیم نے اس کے منہ میں فوراً چاکلیٹ کا ٹکڑا رکھا جو اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے نکال کر اسے کھلایا تھا۔اپنی اتنی کیئر پر اس کے چہرے پر نور چھایا تھا۔۔

کمرے کی لائٹس آف کرتے ہوئے بیڈ پر لیٹ کر اس کے سر کو اپنے بازؤں پر رکھتے ہوئے سر میں انگلیاں پھیرتے اسے اپنی بانہوں میں بھینچ کر سونے کے لئے لیٹ گیا تھا۔۔

دعا بھی پر سکون ہو کر اس کے حصار میں سو گئی تھی۔دونوں ہی ایک دوسرے کے لئے پرفیکٹ تھے لیکن کون جان سکتا ہے کب کون سا طوفان کسی کی زندگی میں آجائے گا اور زندگی کے ورق کو الٹ پلٹ کر رکھ دے گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ریبل کی ساری ٹیم اس وقت میٹنگ روم میں اکٹھا تھی۔جب ولید نے کوئی انفارمیشن دی۔۔

"سر جو ہوٹل میں آگ لگی تھی ناں وہ خود سے نہیں لگی تھی بلکہ کسی سازش کے تحت لگائی گئی تھی اور وہ بھی بڑی چالاکی کے ساتھ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں بچوں کا جم غفیر ہو گا۔۔!!"اس نے سی سی ٹی وی فوٹیج سے کچھ ویڈیوز دکھائیں۔۔

"لیکن بچے تو آٹھویں فلور پر تھے اور آگ تو بارہویں فلور پر لگی تھی۔۔؟جہاں کوئی رسٹورنٹ ہے تو وہاں پہ آگ لگنے کا کیا مطلب تھا۔۔؟کچھ تو ہے جو ہم سے چھوٹ رہا ہے،جو ہماری نظروں سے بھی اوجھل ہے۔۔!!"ریبل کی پر سوچ انداز میں کہی گئی بات سن کر وہ سب بھی الرٹ ہوئے تھے۔۔

"کوئی بات نہیں ہے، آپ لوگ اپنی اپنی ڈیوٹی پر دھیان دے اور چھوٹی سے چھوٹی انفارمیشن لائیں۔ ہمیں صرف اندازہ نہیں لگانا ہے بلکہ پروف بھی کرنا ہے کہ یہ پاشا کا کوئی خاص ہے یا پھر پاشا گینگ ہی ایکٹیو ہو گیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی جو پاشا کا بہت قریبی بھی ہو اور وہ یہ کام کر رہا ہے۔ یہ کام ایسے ہی نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس کا تعلق ہم سے ہے۔ یہ ہم سے جڑا ہوا ہے، کوئی ہم سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔۔؟ جو بھی ہے وہ ہماری ٹیم کا ممبر یا پھر ہم سے جڑا، میڈیا سے جڑا ہوا یا کوئی جو ہمارے لئے کام کرتا ہو۔ ان سب پر دھیان دو جو اس کیس سے جڑا ہوا ہو۔۔!!" پوری ٹیم ایکٹیو ہو چکی تھی کیونکہ یہ ان کے لئے معمولی کیس نہیں تھا۔۔

ابراہیم سوچ میں پڑ گیا تھا، اسے اب دعا کی فکر لگ گئی تھی کیونکہ اس کیس سے دعا کا بھی تعلق تھا۔ وہ لوگ دعا کو بھی کڈنیپ کر کے لے گئے تھے، اسی لئے ناں کہ اس سے کچھ اگلوا سکیں۔۔؟ لیکن اسی وقت پر ریبل پہنچ کر سارا کچھ ان لوگوں کا بگاڑ چکا تھا اس لیے اسے اب دعا کے لئے ٹینشن ہو رہی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

صبح سویرے اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہ ابراہیم کے بازوؤں پر مزے سے سر رکھے سو رہی تھی۔چند سیکنڈ اس خوبرو چہرے کے خدوخال پر نظریں مرکوز رکھنے کے بعد اس نے نرمی سے ابراہیم کے دوسرے بازو کو اسے اٹھانے کی غرض سے ہلایا۔۔

اس کے چھونے پر ہی اس کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات دیکھ کر وہ حیران رہ گئی جب اس کی نیند میں ہی ہلکی سی کراہ کی صورت آواز نکلی۔جیسے اس کے بازو چھونے پر اسے تکلیف ہوئی ہو۔۔

وہ حیران ہوئی تھی اور ساتھ ہی وہ سوچ میں پڑی کہ اسے کیا ہوا ہے۔۔؟اس کی کراہ پر وہ خود ہی مطلب اخذ کر چکی تھی کہ اسے کچھ ہوا ہے لیکن اس نے کسی کو بتایا نہیں۔۔

وہ ابھی بھی آنکھیں موندے نیند میں تھا۔دعا نے اس کے بازو سے سر اٹھا کر آرام سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔اب اس نے جس بازوں کو ہلایا تھا اور اسے تکلیف ہوئی تھی،اس نے اسی بازو کی آستین کا بٹن کھول کر جیسے ہی اس نے آستین اوپر کی تو حیرت کی زیادتی سے ساکت رہ گئی کیونکہ اس کے بازو پر پٹی لگی ہوئی تھی اور اس پر خون کی بوندیں بھی موجود تھیں۔۔

اس کی تکلیف کا سوچ کر دعا کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آئے تھے اور ضبط کرنے کے باوجود جو اس کے بازوؤں پر گرتے چلے گئے۔۔

ابراہیم نیند میں ہی اپنے ہاتھوں پر کچھ نم سا محسوس کر کے پٹ سے آنکھیں کھول گیا تھا۔پہلے اس نے اپنے پٹی زدہ بازو کو دیکھا پھر جیسے ہی اس کی نظر دعا پر پڑی تو حیران رہ گیا کیونکہ وہ سر جھکائے رونے میں مصروف تھی۔اسے سمجھتے دیر نہیں لگی کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔۔؟

اسے روتا دیکھ کر وہ تڑپ کر سیدھا ہوا تھا اور اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔جو دل کے قریب ہو بھلا اسے روتے ہوئے کوئی کیسے دیکھ سکتا ہے۔۔؟

"پرنسز تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟میں بالکل ٹھیک ہوں۔مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔بس تھوڑی سی چوٹ لگی تھی وہ بھی بالکل ٹھیک ہے۔۔!!"ابراہیم اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کر اسے تسلی دی تھی۔۔

"میری چوٹ پر تو آپ تڑپ گئے تھے لیکن آپ کی چوٹ کا کیا۔۔؟آپ نے تو کسی کو بتایا بھی نہیں۔۔؟"

اس نے روتے ہوئے، سسکیوں کے درمیان اس سے شکوہ کیا تھا۔

اس کے شکوہ سے زیادہ اس کا خود کے لئے رونا حیرت میں ڈال دیا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ صرف آپ ہی مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے ہیں۔۔؟ میں بھی آپ کو بالکل بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ درد ہو رہا ہے مجھے آپ کو اس طرح دیکھ کر۔۔!!" وہ زار و قطار روتے ہوئے بے اختیار اس کے سینے سے لگ گئی۔۔

"میرے لئے رو رہی ہو میری جان۔۔؟ میں بالکل ٹھیک ہوں اتنی چھوٹی سی چوٹ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہے۔۔!!" ابراہیم اسے اپنے حصار میں لے کر بڑی مشکل سے چپ کرایا اور اسے تسلی دی تھی کہ وہ بالکل ٹھیک ہے، اسے بالکل بھی تکلیف نہیں ہو رہی ہے۔ تب کہیں جا کر وہ خاموش ہوئی تھی۔۔

وہ تو اس وقت اس بات سے بھی انجان تھی کہ جانے انجانے میں اس نے اظہار محبت کر دیا ہے۔ ابراہیم اُس کی اِس ادا پر زیرِ لب مسکرایا تھا۔۔

گھر والوں کے ہفتے بھر کی کیئر کے بعد دعا بالکل ٹھیک ہو گئی۔ اس کے سر سے پٹی بھی ہٹ چکی تھی اور اس کے اسٹیچز بھی بالکل ٹھیک تھے۔ ابراہیم بھی اب ٹھیک تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

گھر کی گرلز گینگ کیچن میں ایک ساتھ اس وقت رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔۔

"دعا تم زرا دھیان رکھا کرو، بھائی جب آتے ہیں تو دیکھا نہیں تم نے وہ روما کی بچی کیسے بھائی کے آگے پیچھے مسکرا مسکرا کر گھومتی رہتی ہے پرانے زمانے کی ہیروئنوں کی طرح۔۔!!"نبا نے نیا شوشہ چھوڑا جسے سن کر وہ تینوں ہی الرٹ ہوئیں۔۔

"میں اِس روما کی گردن مروڑ دوں گی اگر اس نے میرے اسٹون چودھری کی طرف دیکھا بھی تو۔۔؟اور پتہ نہیں کہاں سے یہ روما چڑیل دادو کے ساتھ آ گئی، مجھے تو ابھی تک یہی نہیں سمجھ آ رہا ہے۔۔!!"دعا نے غصے سے کہتے کہتے اب پریشان ہوئی تھی۔۔

"تمہیں نہیں معلوم ہے دادو کے ایک بیٹے بھی تھے، ان کے ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی تبھی ان کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔ان کے ایک دوست تھے وہ ہمیشہ دادو کے پاس پہلے آتے رہتے تھے پھر کچھ سالوں تک غائب ہو گئے، کچھ پتہ بھی نہیں چلا۔پھر سننے میں آیا کہ ان کی بھی ڈیتھ ہو گئی ہے تو یہ ان کی ایک ہی بیٹی تھی۔جب ان کے دوست کی ڈیتھ ہو گئی تو ان کی بیٹی دادو کے پاس چلی آئی۔انہوں نے شاید اسے ایڈریس دیا ہوا تھا پہلے سے ہی تبھی اب وہ دادو کے ساتھ رہتی ہے تو دادو آئیں ہیں تو ان کے ساتھ یہ بھی چلی آئی۔۔!!"جیا نے اسے انفارمیشن پہنچانا ضروری سمجھا۔۔

"ہاں دیکھنے میں تو سیدھی سادی لگتی ہے لیکن حرکتیں کچھ عجیب کرتی ہے۔۔!!"عفراء نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ساتھ ہی سلاد کاٹنے کا کام بھی جاری رکھا۔۔

"دعا تم صرف بیٹھو، تمہیں ابھی کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔!!"جیا نے دعا کی فکر میں کہا۔۔

"نہیں آپی میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن آپ تینوں سن لیں اگر اس روما نے میرے ابراہیم کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا ناں تو میں اس کی چٹنی بنا کر خود ہی سب کو لائیو شو دکھاؤں گی۔۔!!"اس نے دانت ایسے پیسا جیسے دانتوں کے بیچ میں روما ہو۔اس کی بات سن کر تینوں نے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔۔

"ہائے دعا تم نے کیا کہا۔۔؟"میرے ابراہیم "کیا بات ہے۔۔!!"نبا نے ٹھنڈی آہیں بھرتے ہوئے دعا کو چھیڑا تھا۔۔

"ہاں تو جو میرا ہے وہ بس میرا ہے پھر میں اسے کسی دوسرے کو کیوں دوں۔۔؟"دونوں نے اس کی بات پر اتفاق کیا تھا۔۔

وہ سب باتوں میں مشغول تھیں جب دعا کی امی اس کا موبائل لے کر اس کے قریب آئیں تھیں۔۔

"دعاد یکھو زرا اپنا موبائل اس پر میسج بھی بہت سارے آرہے اور فون بھی آرہا ہے۔۔؟میرا بچے کو دو دن ہو گیا گئے ہوئے کہیں وہی تو فون نہیں کر رہا ہے۔۔؟"ابراہیم دو دنوں کے لئے کہیں گیا ہوا تھا اور ابھی تک آیا بھی نہیں تھا اس لیے رابعہ بیگم کو لگا کہ وہی فون کر رہا ہو گا۔۔

وہ ان کے ہاتھوں سے فون لے کر جیسے ہی اسکرین ٹچ کیا فوراً اس کا چہرہ بالکل زرد ہو گیا تھا لیکن اس نے سب سے اپنے تاثرات چھپا لیا اور موبائل لے کر باہر نکل گئی۔۔

وہ اپنے اور ابراہیم کے مشترکہ روم میں جانے کے بجائے اپنے پرانے کمرے میں آئی تھی اور اندر داخل ہوتے فوراً دروازہ لاک کیا تھا۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔

"ہیلو۔۔؟"اس نے کانپتی ہوئی آواز میں فون اٹھایا تھا۔۔

"تمہیں دو دن سے ایک ہی بات سمجھا رہا ہوں لیکن لگتا ہے کہ تمہیں سمجھ نہیں آرہا ہے،اگر تم اپنے شوہر کی زندگی چاہتی ہو تو اس کی زندگی سے خود نکل جاؤ ورنہ جو ہم کریں گے وہ بہت برا ہو گا۔۔!!"اس سفاکانہ دھمکی کو سن کر وہ بلبلا اٹھی۔اس کی آنکھوں سے ایک بے بس آنسوں فرش پر گرا تھا۔۔

"اگر ہم نے کچھ بھی کیا تو پھر تمہارا سارا گھر روئے گا۔۔!!"اس کی دوبارہ آواز سن کر خود پر قابو نہ رکھتے ہوئے وہ چیخ اٹھی۔۔

"نہیں۔۔ نہیں تم ایسا کچھ بھی نہیں کروگے۔انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔۔؟میں ان کی زندگی سے ہمیشہ کے لئے نکل جاؤں گی۔۔!!"اس کی چیخ و پکار سنتے ہی فوراً فون کٹ گیا تھا اور وہ فون رکھ کر فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

دو دن سے یہی اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔دھمکی بھرا فون اور میسیجز آرہے تھے۔اسے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔۔؟اگر بات ابراہیم کی زندگی کی نہیں ہوتی تو ایسے کیسز چٹکیوں میں وہ حل کر لیتی۔۔

"کیا مجھے یہ ابراہیم کو بتانا چاہیے۔۔؟نہیں نہیں میں ابراہیم کو کچھ بھی نہیں بتاؤں گی ورنہ یہ لوگ انہیں کچھ کر دیں گے۔ہاں یہ صحیح ہے کہ میں ان سے لڑائی کر کے الگ ہو جاؤ۔اس طرح سے وہ جہاں بھی رہیں گے محفوظ تو رہیں گے۔۔!!"اس نے اپنے بہتے ہوئے اشکوں کو صاف کرتے ہوئے ہوئے فیصلہ لیا اور باہر آگئی۔۔

اسے یہ کرنا ہی تھا۔ابراہیم کے لئے،اس کی حفاظت کے لئے۔۔

دعا جیسے ہی لاؤنج میں آئی ویسے ہی ابراہیم بھی لاؤنج میں انٹر ہوا تھا۔وہ دونوں کے لیے کسی میٹنگ کے سلسلے میں باہر گیا تھا اور آج گھر میں داخل ہوا تھا۔۔

سب کو سلام کرنے کے بعد اس کی نظر دعا پر پڑی تھی،اس کی آنکھیں اسے روئی روئی سی لگی تھیں لیکن وہ سب کے درمیان میں اس سے کچھ پوچھ بھی نہیں سکتا تھا اس لئے وہ اسے بعد کے لئے چھوڑ کر سب سے باتوں میں مصروف ہو گیا لیکن اس کی نظریں بار بار اس کے اداس چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔

دعا مسلسل اسے نظر انداز کر رہی تھی۔اپنے چہرے پر اس کی نظروں کی تپش سے وہ پگھل جاتی کو اس سے پہلے ہی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

وہ اپنے دل پر پتھر رکھ کر خود کو مضبوط بناتے ہوئے اپنے اور ابراہیم کے مشترکہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ چینج کر کے بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھا شاید اسی کے انتظار میں تھا۔۔

اسے اندر آتے دیکھ کر ابراہیم فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچتے اسے کھینچ کر اپنے گلے لگا کر شدّت سے بھینچ لیا جیسے وہ اسے ہزاروں سالوں بعد ملی ہو۔۔

یہ محبت کی کشش تھی یا معلوم نہیں کیا تھا جو وہ خود سے ضبط کھوتے ہوئے بے اختیار اس کے لمس پر پگھل گئی۔اس کے سینے سے لگتے ہی دعا کا سارا درد آنکھوں کے زریعے باہر آ گیا، وہ اس سے لگی سسکتی ہوئی اس کے دل کو بے قرار کر رہی تھی۔اس کے اس قدر شدت سے رونے پر ابراہیم بے چین ہوا تھا۔۔

"واٸفی کوئی بات ہے کیا۔۔؟میرے جانے کے بعد کچھ ہوا ہے کیا جو تم بتانا نہیں چاہ رہی۔۔؟رو کیوں رہی ہو۔۔؟"ابراہیم اس کا سر سہلاتے ہوئے بے چینی سے سوالات کیے۔۔

اس کی آواز سنتے ہی وہ ہوش میں آتے فوراً اس سے الگ ہوئی تھی کیونکہ اس نے دل میں سوچا ہوا تھا کہ اس سے کچھ نہیں بتانا ہے۔اس لئے وہ اس سے دور ہوتے ہی واشروم میں بند ہو گئی۔۔

ابراہیم پہلے تو اس کے تاثرات سے پریشان ہوا۔بیس منٹ بعد جب وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو وہ وہیں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

دعا اسے دیکھ کر بھی نظر انداز کرتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھنے لگی جب اپنے ہاتھوں پر اس کا لمس محسوس کرتے ہوئے لرز گئی۔۔

وہ اس سے سب چھپانا چاہتی تھی لیکن یہ لمس اسے کمزور کر رہا تھا۔۔

"دعا سچ بتاؤ کہ کیا ہوا۔۔؟ کوئی بات تو ضرور

ہے۔۔؟" اس کے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کرتے ہوئے اس کے چہرے تاثرات سے جاننے کی کوشش میں ہلکان ہوا تھا اور وہ اپنے لب آپس میں پیوست کیے صرف اس سے نظریں چُرانے میں مصروف تھی۔۔

اس کا دل اندر سے بین کر رہا تھا کیونکہ وہ جو آگے کرنے والی تھی وہ ابراہیم کو بہت تکلیف پہنچانے والا تھا اور اسے تکلیف دینے کے بارے میں سوچ کر ہی اسے رونا آ رہا تھا لیکن وہ مضبوط بنی کھڑی تھی۔اسے یہ کرنا ہی تھا،اپنے ابراہیم کے لئے۔۔

اس نے اپنے سامنے کھڑے اس مخلص شخص سے ناتا توڑنے والی تھی اس لئے اس نے خود سے دور جھٹکتے اپنا بازو اس سے آزاد کروایا۔ابراہیم اس کی حرکت پر حیران ہوا تھا۔۔

"آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں۔۔؟ اب بہت ہوا،اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔مجھے اب بتانا ہی ہو گا۔۔!!" اس کے چیخنے چلانے پر وہ چند پل کے لئے ساکت ہوا تھا۔۔

"دعا کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔؟" وہ ابھی بھی نظریں مرکوز کیے اس سے جاننے کا خواہاں تھا۔۔

"آپ نے مجھ سے زبردستی نکاح کیا، زبردستی رخصتی بھی کروالی اور تو اور خود ہی زبردستی اظہارِ محبت بھی کر دیا لیکن یہ بات کان کھول کر سن لیں کہ میں آپ سے محبت نہیں کرتی بلکہ میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔۔!!" اس نے دل پر پتھر رکھ کر یہ جھوٹ بولتے ہوئے مقابل شخص کے سینے میں خنجر پیوست کیا تھا۔۔

"آگے ایک اور لفظ بھی نہیں دعا۔۔!!" وہ سرخ آنکھوں سے بے یقینی لئے اسے دیکھتا ہوا دھاڑا تھا تھا۔اس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا، اس نے اپنی مٹھیوں کو بھینچ کر اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش میں مصروف عمل تھا۔۔

"آپ کے چیخنے چلانے سے میں خاموش نہیں ہو سکتی، میں اب تک اس لئے خاموش تھی کیونکہ وہ مجھ سے ناراض تھا لیکن اب وہ مان گیا ہے تو میں آپ کے ساتھ کیسے رہوں۔۔؟ میں آپ کے ساتھ اب اور نہیں رہ سکتی۔ کیا میں نے کبھی آج تک آپ سے اظہارِ محبت کیا۔۔؟ نہیں ناں، کیونکہ میں آپ سے محبت ہی نہیں کرتی۔۔!!" دعا نے اس کے دل میں بڑی بے دردی سے خنجر پیوست کیا تھا۔۔

ابراہیم بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے چند قدم آگے بڑھا تھا جب وہ سخت تاثرات لیے اس سے چند قدم پیچھے ہٹی تھی۔اسے خود سے دور جاتے ہوئے دیکھ کر

ابراہیم کی آنکھوں سے ایک بے بس آنسو ٹپکتے اس کی شیو میں جذب ہوا تھا اور وہی آنسو دعا کے دل میں بھی طوفان برپا کر گیا تھا۔۔

اب اس نے اپنے دل کو ڈپٹتے ہوئے آخری کیل پیوست کرنے کی تیاری کر لی تھی کیونکہ اب اسے یہ ہر حال میں کرنا ہی تھا۔۔

"آپ مجھے طلاق دیں۔۔!" ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ ابراہیم کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس کے گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔۔

اس نے کبھی زندگی میں نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی ایسا بھی کریگا۔۔؟اور اس سب کی امید تو دعا کو بھی نہیں تھی۔۔

چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی کمرے میں سناٹا پھیل گیا تھا۔دعا اپنے گال پر ہاتھ رکھے نجانے کتنے پل تک بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی تھی پھر آنکھوں میں آنسو لیے فوراً وہاں سے نکل کر بھاگتے ہوئے اپنے پرانے کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم اس کے کمرے سے چلے جانے کے بعد ہوش میں لوٹا تھا۔اسے اپنی کچھ دیر پہلے کی حرکت یاد آئی جسے سوچ کر ہی وہ پچھتاوے میں گھرا تھا۔غصے کی شدّت سے اس کا چہرہ بالکل سرخ اور آنکھیں انگارہ ہو گئی تھیں۔۔

"یہ تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا وائفی، بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔تم نے مجھے تکلیف پہنچا کر میرے دل کے ٹکڑے کر کے اچھا نہیں کیا۔میں تمہیں اتنی آسانی سے معاف نہیں کروں گا۔۔!!"وہ وہی فرش پر ٹیبل کے سامنے بیٹھتا چلا گیا۔اس کے اشکوں کو گرنے کا بہانا مل گیا تھا۔۔

کون کہتا ہے کہ مرد نہیں روتے۔۔؟جب ان کے دل کا درد حد سے سوا ہو جاتا ہے اور کوئی کندھا میسر نہیں ہوتا تو وہ بھی روتے ہیں۔اپنے درد اور اذیت کو اشکوں کے ذریعے باہر نکال کر وہ پر سکون بھی ہو جاتے ہیں۔۔

"میں نے یہ کیا کر دیا۔۔؟اپنی پرنسز پر ہاتھ اٹھا دیا۔لیکن یہ ہاتھ اٹھا بھی تو کیسے اٹھا اس پر۔۔؟"اس نے چیختے ہوئے سامنے پڑی کانچ کی ٹیبل پر وہی ہاتھ مارا جس سے اس نے دعا کو تھپڑ مارا تھا۔۔

ٹیبل پر ہاتھ پڑتے ہی ٹیبل چکنا چور ہو کر کئی حصوں میں تقسیم ہو گئی۔کانچ کے ٹکڑے ہاتھوں میں پیوست ہوتے ہی ابراہیم کے ہاتھ سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا لیکن یہ تکلیف کم تھی اس تکلیف سے جو دعا نے اس سے دور جانے کی بات کر کے پہنچائی تھی۔۔

اس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو گرتے ہوئے اس کی شیو میں جذب ہوئے تھے۔۔

جیسا اِدھر کا حال تھا ویسا ہی اُدھر کا بھی حال تھا۔دعا اوندھے منہ بیڈ پر لیٹے اور بے تہاشا روتے نہ جانے کب نیند کی وادیوں میں گم ہوتی چلی گئی۔۔

ابراہیم کے ہاتھ سے خون بہتا فرش کو رنگین کر رہا تھا اور وہ خاموشی سے بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔۔ زایان اس کے کمرے کے سامنے سے پانی کی بوتل لیے گزر رہا تھا جب نظر کھلے دروازے سے اندر پڑی تھی اور وہ باٹل پھینک کر ابراہیم کو پکارتے ہوئے اندر آیا۔اس کی نظر جیسے ہی ابراہیم پر پڑی اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔۔

"ابراہیم یہ کیسے ہوااور اتناخون بھی گر رہا ہے۔۔؟"اس کی پکار پر بھی جیسے وہ کچھ سن نہیں رہا تھا۔۔

ابراہیم کو جیسے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔وہ خاموشی سے نظریں فرش پر مرکوز کیے ہوئے بیٹھا تھا۔ کچھ لمحے تک زایان نے اس کا چہرہ بغور دیکھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بیٹھایااور فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس کے ہاتھوں کی پٹی کرتے ہوئے خاموش ہی رہا۔وہ سمجھ چکا تھا کہ اس کے اور دعا کے درمیان کچھ تو ہوا ہے لیکن اس سے پوچھنا ابھی اسے مناسب نہیں لگا اس لئے وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپاتے ہوئے بنا کچھ بولے کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

اس کے جانے کے چند پل بعد ابراہیم بھی وہاں سے اٹھا تھااور کمرے سے نکل کر بالکونی میں کھڑا ہوا۔ سوچوں کے دھاگے اس وقت بھی اسی کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔۔

"مجھے اسے ایسے ہی نہیں چھوڑنا چاہیے،ایک بار پھر سے مجھے بات کرنی ہی ہو گی۔دیکھنا ہی ہو گا کہ کیا سچ ہے اور کیا نہیں۔۔؟وہ ایسے کیوں بات کر رہی تھی۔۔؟ابھی دو دن پہلے تک تو ٹھیک تھی کچھ بھی نہیں ہوا تھا لیکن اچانک سے ایسا کیا ہوا کہ وہ ایسے کیسے کہنے لگی۔۔؟"جب ابراہیم کا غصہ ٹھنڈا ہوااور کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ٹھیک ہوئی تو بالکونی سے نکل کر دعا کے کمرے کی طرف بڑھا۔اسے پورا یقین تھا کہ کچھ تو ہے جو اس کی نظروں سے اوجھل ہے۔۔

اس نے جیسے ہی کمرے کے دروازے کو وا کیا تو اندھیرے اور اس کی سسکیوں نے اس کا استقبال کیا۔ دعا کبھی اندھیرے میں نہیں رہتی تھی۔ اس نے ہاتھ مار کر لائٹ آن کی تو دیکھا کہ وہ بیڈ پر ہی اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی اور نیند میں ہی سسک رہی تھی۔۔

وہ اس کے قریب پہنچ کر نرمی سے اس کے کندھے سے تھام کر اسے سیدھا کیا۔ جیسے ہی اس کی نظر دعا کے گال پر اپنی انگلیوں کے نشانات پر پڑی تو اس نے اپنی آنکھیں زور سے مینچ کر ضبط کرتے ہوئے دوبارہ کھولی تھیں کیونکہ اس کے گال پر انگلیوں کے بڑے واضح نشانات تھے جو اس کی تکلیف کی گواہی دے رہے تھے اور اسے تکلیف میں دیکھ کر ابراہیم کو بھی تکلیف ہوئی تھی۔ اس کا دل تڑپ کر قلابازی کھاتا ہوا نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔۔

اس نے جھک کر اس کے گال کو نرمی سے سہلاتے ہوئے اپنے دیے گئے زخم پر مرحم لگانے کی کوشش میں ہلکان ہوا تھا۔ وہ نیند میں بھی اس کا لمس محسوس کرتے ہی کھسک کر اسکے اور قریب ہوئی تھی۔

ابراہیم اس کی حرکت پر حیران ہوا تھا اور جب ان سسکیوں کے درمیان اسے بڑبڑاتے ہوئے سنا تو ساتھ ہی پریشان بھی ہوا۔ وہ اس کے قریب جھک کر اس کی باتوں کو سننے کی کوشش کرنے لگا۔۔

"مم۔۔میں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گی ابراہیم، آپ کو کچھ بھی نہیں ہونے دوں گی۔میں آپ سے بہت دور چلی جاؤ گی پھر آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔!!"وہ نیند میں ہی سسکیاں لیتے ہوئے ایک ہی بات بار بار دہرا رہی تھی اور ابراہیم اسے سن کر حیرانگی سے اسے دوبارہ دیکھا۔۔

"کیا اسے کوئی بلیک میل کر رہا ہے جو یہ بتانا نہیں چاہ رہی اور مجھ سے اسی لئے دور ہونا چاہ رہی ہے۔۔؟ مجھے پتہ کرنا ہی ہو گا، کسی بھی حال میں کچھ بھی کر کے۔۔!!"ابراہیم کا ذہن اب کام کرنا شروع کر چکا تھا۔اس نے اطراف میں نظر ڈالنے کے بعد اٹھ کر اس کے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

"ولید تم اس وقت کہاں ہو۔۔؟"سب سے پہلے اس نے ولید کو فون کیا۔۔

" سر میں آفس میں ہوں بس نکلنے ہی والا تھا۔کیا آپ کو کوئی کام ہے۔۔؟"اس نے بتانے کے ساتھ ہی پوچھ بھی لیا۔۔

"تم ابھی کے ابھی دعا کے نمبر کی دو دن کے اندر کی ساری ڈیٹیل نکال کر مجھے بھیجو، یہاں تک کال ریکارڈنگ بھی مجھے ابھی چاہیے۔جسٹ پندرہ منٹ کے اندر اندر تم یہ کام کرو۔۔!!"اس نے آرڈر دیا۔۔

"ٹھیک ہے سر میں ابھی کر کے دیتا ہوں۔۔!" ولید نے فوراً فون رکھا تھا اور کام پر لگ گیا۔۔

ابراہیم کے لئے یہ انتظار کے پل بہت مشکل سے کٹ رہے تھے۔ ٹھیک بیس منٹ بعد اس کے موبائل کی ٹون بجی تھی۔۔

اس نے ڈیٹیل دیکھنے کے بعد اب کال ریکارڈنگ سن رہا تھا۔ جیسے جیسے ریکارڈنگ سن رہا تھا ویسے ہی اس کا چہرہ مارے غصے سے لال ہوتا چلا جا رہا تھا۔۔

"مجھ سے بات چھپا کر کے اچھا نہیں کیا وائفی، اب میں تم سے پکا والا ناراض ہوں اور جب تم بہت زیادہ مجھے مناؤ گی تبھی میں مانوں گا۔ اس کا بدلہ تو میں لے کر رہوں گا۔ بہت ستا لیا تم نے، خود کو اور مجھے بہت تکلیفیں بھی دے لیں لیکن اب میری باری ہے۔۔"!!

ابراہیم اب پر سکون ہوا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب اسے آگے کیا کرنا ہے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

نبا کے لئے دادی اپنے نواسے کا رشتہ لے کر آئی تھیں کیونکہ انہیں نبا بہت پسند تھی لیکن افغان چودھری نے ان سے سوچنے کا کچھ وقت مانگا تھا۔۔

انہوں نے اپنی بہوؤں سے رائے طلب کرنے سے پہلے اپنے تینوں پوتوں کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔۔

"سب کچھ تم لوگوں کے سامنے ہے۔ابراہیم یہ لڑکے کی ڈیٹیل ہے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ہم یونہی اپنی بیٹی تھوڑی دیں گے ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔۔!!"ابراہیم کو انہوں سب کچھ سمجھا کر کہا تھا۔۔

روشان حیران ہوا تھا کہ ایسی کون سی بیٹی ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔جیا کی تو شادی ہو گئی زایان بھیا سے اور دعا کی ہو گئی ابراہیم بھائی سے پھر بچا کون۔۔؟اس کا دل نبا کے نام پر بے اختیار شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔اس نے باری باری سب کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔۔زایان کی نظر اس کے چہرے پر پڑی تو وہ حیران ہوا تھا اس کے چہرے کا رنگ اڑا دیکھ کر۔۔

"کیا ہوا چھوٹے۔۔؟"اس نے روشان کی پیشانی پر چمکتی ہوئی پسینہ کی بوندیں دیکھ کر دریافت کیا۔۔

"آپ لوگ کس کی بات کر رہے ہیں۔۔؟"اس نے اپنے خیالات کو جھٹلا کر پوچھا۔۔

"نبا کے لیے دادو نے اپنے نواسے کا رشتہ دیا ہے۔لیکن ہم ایسے ہی تھوڑی نہ ہاں کریں گے۔پہلے پتہ کریں گے اور سب کچھ ٹھیک لگا پھر ہاں کریں گے۔۔!!"زایان نے اسے پوری ڈیٹیل دی تھی۔۔

اس نے بے اختیار ضبط سے اپنی آنکھیں چند پل کے لئے مینچ لیں تھیں۔۔

روشان کو اپنی کیفیت سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے ہوا کیا ہے۔۔؟ جس سے ہمیشہ لڑتا رہتا تھا آج اسی کے لئے اس کا دل اندر سے رو رہا تھا۔اسے محسوس ہو رہا جیسے کوئی اس کا دل نوچ رہا ہو۔وہ فوراً وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔

راہداری میں اسے نبا ملی لیکن اس نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں اور دروازہ ٹھاہ کر کے بند کیا۔۔

نبا اس کی حرکت پر حیران ہوئی تھی اس کے سمجھ سے بالاتر تھا۔اس نے اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔۔

ابراہیم چند پل تک روشان کے ریکشن سوچتا رہا پھر اس نے افغان چودھری کی طرف دیکھا،انہوں نے انکار کی صورت میں اپنا کندھا ہلایا جیسے کہہ رہے ہوں کہ مجھے نہیں معلوم۔۔

اس نے اب زایان کی طرف دیکھا جو زیر لب مسکرا رہا تھا۔۔

"زایان اس کو کیا ہوا تھا جو اس طرح اٹھ کر چلا گیا۔۔؟"اس کو اس طرح مسکراتے ہوئے دیکھ کر اس نے زایان کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

ابراہیم پریشان ہو گیا تھا کیونکہ روشان ان سے چھوٹا تھا اور اس کے لئے بہت اہم بھی تھا۔۔

"وہی جو رومیوں کو جولیٹ سے اور رانجھا کو ہیر سے ہوا تھا، فرہاد کو شریں سے ہوا تھا مجنو کو لیلا سے ہوا تھا۔۔!!"زایان نے اپنی مسکراہٹ کو دبا کر کافی سنجیدگی سے کہا۔۔

تھوڑی دیر خاموشی کے بعد تینوں لوگ کا قہقہہ ایک ساتھ برآمد ہوا تھا۔افغان چودھری نے اپنی ہنسی روک کر پہلے پوتوں کو بغور دیکھا پھر اپنا فیصلہ تبدیل کر دیا۔۔

"بھئی مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔میری پوتیاں اپنے گھر میں خوش و خرم رہے مجھے بہت اچھا لگے گا۔۔!!"ان کے کہتے ہی وہ دونوں بھی مسکراہٹ دباتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

"میرے لئے جیسے نبا ہے ویسا ہی روشان بھی ہے۔اگر دونوں راضی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔!!"ابراہیم نے بھی مثبت انداز میں جواب دیا اور زایان نے تو پہلے ہی خوشی سے سگنل دے دیا تھا۔۔

"ٹھیک ہے پھر ہم سب افراد سے بات کر کے تم سب کی ہلدی والے دن ان کا نکاح کر دیں گے اور رخصتی بعد میں ہو گی۔۔!!"افغان چودھری کا فیصلہ سن کر ابراہیم اور زایان نے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا اور پھر بے ساختہ ہنسنے لگے۔۔

"داداجان اب ہلدی، مہندی کر کے کیا کریں گے، صرف ولیمہ ہی ٹھیک ہے۔۔!!"ابراہیم نے ٹانگ اڑانا ضروری سمجھا۔۔

"خبردار برخوردار۔۔!سب فنکشن ہو گا، بچوں کی خوشیاں ہیں ہم سب مل کر منائیں گے۔۔!!"انہوں نے فوراً ابراہیم کو ڈانٹا تھا۔۔

"ٹھیک ہے داداجان جیسے آپ کی مرضی۔۔!!"انہوں نے فوراً حامی بھری تھی۔۔

"جگر چلو پہلے اپنے چھوٹے کو دیکھتے ہیں۔۔!!"زایان نے ابراہیم کو نکلنے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں افغان چودھری سے اجازت لے کر نکلتے چلے گئے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

آج بختیار فیملی کے ساتھ ساتھ چودھری فیملی بھی بے انتہا خوش تھی کیونکہ عفراء کے فیصلے نے ہر چہرے پر رونق بکھیر دی تھی۔۔

وہ سب شام سات بجے کے قریب منزل مقصود پر پہنچ چکے تھے اور اپنے پلان کے مطابق بختیار فیملی سے مشورہ کرنے کے بعد اب جلدی سے عمل بھی کر رہے تھے۔ تقریباً تین گھنٹے کی محنت کے بعد سب کچھ تیار تھا اور ساتھ ہی لڑکیوں نے عفراء کو بھی تیار کرتے ہوئے اس کو اصل جگہ بھیج چکی تھیں۔۔

"بھائی آپ لوگ چلیں گیسٹ روم میں کیونکہ بھائی کی گاڑی آچکی ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ بس اندر آنے ہی والے ہیں۔۔!!" بختیار فیملی کی لاڈلی بیٹی اب ان سب کو لیے گیسٹ روم کی طرف روانہ ہوئی تھی۔۔

انہیں وہیں چھوڑ کر زیرِ لب مسکراتے ہوئے اب اپنا کام مکمل کرنے کے لئے اپنے پیارے سے بھائی کی طرف بڑھی۔۔

"اسلام و علیکم بھائی، آپ آگئے ہیں لیکن میں تو ابھی تیار نہیں ہو سکی۔۔!!" اس نے سلام کرنے کے ساتھ ہی فوراً معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھا جو کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔۔

اس کے وہموں گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ سب کون سا گیم کھیلا جا رہا ہے۔۔؟

"کوئی بات نہیں ہے جب تک میں فریش ہو کر چینج کر کے آتا ہوں۔۔!!" وہ فوراً اس کو کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

"بھائی مجھے تھوڑا وقت لگے گا تب تک آپ ٹیرس پر چلیں فریش ہو کر میں کافی بھجوا دیتی ہوں پھر جب میں تیار ہو جاؤں گی تو آپ کو بلا لوں گی۔۔!!" اس نے فوراً ہانک لگائی تھی۔۔

وہ جاتے جاتے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اوکے کا اشارہ دیا جس پر وہ بے انتہا خوشی سے ہاتھ لبوں پر جما گئی تھی۔۔

وہ بیس منٹ بعد فریش ہو کر وائٹ جینز پر بلو ڈینم کی شرٹ پہنے، بالوں میں برش پھیر کر اپنی مخصوص خوشبو میں بسا کمرے سے نکل کر ٹیرس کی طرف بڑھا۔۔

اس کے وہموں گمان میں بھی نہیں تھا کہ آج سامنا کس سے ہو گا۔ وہ خود میں مگن ہو کر موبائل میں مصروف سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دروازہ کھول کر قدم رکھتے ہوئے کسی انجانے احساس کے تحت نظریں اوپر اٹھا کر اطراف میں نظر ڈالتے ہوئے ہونٹ گول کیے مسکرایا تھا۔۔

وہ سمجھا تھا کہ یہ سب اس کی بہن نے کیا ہے۔۔ چھت کے بیچوں بیچ میں چار ستون لگا کر اس پر تازے پھولوں کی کلیوں کے ساتھ ہی اس میں چھوٹی چھوٹی ستاروں کے مانند لائیٹس لگائی گئی تھیں۔۔

دروازے سے لے کر ہر طرف پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں تھیں۔اس ستون کے بیچ میں صرف ایک ٹیبل رکھا تھا اور اس پر ایک خوبصورت موم بتی ہولڈرز کے ساتھ ہی گلدستے رکھے ہوئے تھے۔۔

آس پاس گملوں کو بھی لائٹوں سے سجایا گیا تھا۔۔

اطراف کا باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے وہ ایک دلکش منظر کو دیکھتے ہوئے پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا۔۔

بے یقینی ہی بے یقینی تھی جو اس وقت اس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔۔

ستون کے قریب کھڑی ہوئی وہ دوشیزہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کی بیوی عفراء بختیار تھی۔۔ گولڈن اور میرون امتزاز کا فراک اور اس پر میرون دوپٹہ لیے، کانوں میں گولڈن جھمکے اور گولڈن ہی ٹیکا لگائے، ہم رنگ کانچ کی چوڑیاں پہنے، لائٹ سا میک اپ کیے وہ پلکیں جھکائے کوئی اپسرا معلوم ہو رہی تھی۔۔

اسے دروازے کے قریب ہی ساکت کھڑے دیکھ کر اور اس کی پر تپش نظریں خود پر مرکوز محسوس کرتے اپنے دھڑکتے ہوئے دل کو مضبوط بنا رہی تھی۔اس کی طرف چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتے ہوئے اب قریب آ رہی تھی۔۔

اس نے بے یقینی سے یقین کا سفر طے کرتے ہوئے اپنے بے قابو دل کو ڈپٹ چکا تھا۔۔وہ اپنی ان بے قرار نظروں کا کیا کرتا جو آج اس کے دل کی سننے سے انکاری ہوئیں تھیں۔۔

عفراء اپنے دل کی دھڑکنوں میں گونجتے اس نام پر حیا سے سرخ ہوتے ہوئے اس کے قریب ترین پہنچ کر خاموشی سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

نجانے کتنے پل یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے تھے۔وہ آنکھوں میں مخصوص چمک لئے اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔اس کے اس طرح سج دھج کر سامنے آنے پر وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہوا تھا۔۔

"ہہ۔۔ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔!!"وہ سرگوشی نما آواز میں ہچکچاتے ہوئے کہہ کر اپنے ہاتھوں میں تھامے گلاب کا بوکے اس کو پیش کیا تھا۔۔

نظریں جھکائے ہوئے وہ اس کے ہاتھ آگے بڑھانے کا انتظار کر رہی تھی لیکن وہ تو صرف اس کو دیکھے جا رہا تھا۔۔

اس کے ہاتھ آگے نہ بڑھانے پر وہ آنکھوں میں نمی لیے چند قدم پیچھے ہٹی تھی۔اس سے زیادہ وہ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ وہ ابھی اسے دھتکار دے گا۔۔

وہ اسے پیچھے جاتے دیکھ کر حواس میں لوٹتے ہوئے اس کو بغور دیکھا جو پلکوں کو بے دردی سے جھپک کر اپنے آنسوؤں کو اندر اتارتے ہوئے اس سے دور جا رہی تھی۔۔

وہ چند قدم چل کر اس کے قریب پہنچ کر اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنے دل میں اتارا۔۔

"آپ اپنی رضامندی سے یہاں آئی ہیں۔۔؟اور کیا آپ میرے لئے یہاں تک آئی ہیں۔۔؟"اس نے نرمی سے سوال کرتے ہوئے اس کی تھوڑی اپنی انگلیوں سے اوپر کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

اس نے بمشکل اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پلکیں جھپکی تھیں۔اس کی آنکھوں سے ایک بے در آنسو نکل کر دلاور کی ہتھیلیوں پر گرا۔۔

"پھر دور کیوں جا رہی تھیں۔۔؟"اس نے بے قراری سے تڑپتے ہوئے اس کے آنسوؤں کو دیکھا۔۔

"آآ۔۔آپ نے ہی تو کہا تھا کہ جب تک میں چل کر آپ کے پاس نہیں آؤں گی تب تک آپ میری طرف نہیں بڑھیں گے۔۔چل کر آپ کے پاس آگئی ہوں پھر بھی آپ میری طرف نہیں بڑھ رہے ہیں۔۔!!"وہ اس کی کہی گئی بات یاد دلانے کے بعد اپنے آنسوؤں پر ضبط نہ رکھتے ہوئے سسک کر رو دی تھی۔۔

اور اس کا اس طرح رونا دلاور کا دل ہلا گیا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر خود سے لگاتے ہوئے بے اختیار خود میں بھینچ لیا تھا۔۔

وہ اپنے محرم کا لمس پاتے ہی شدت سے رو دی تھی اور اس کے رونے پر وہ بے اختیار اس کے چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں جذب کیے اپنے سامنے کیا۔۔

"میں نے جو کچھ بھی کہا تھا لیکن اگر آپ مجھے ایک بار پکارتیں تو میں ہزاروں دفعہ سر کے بل چل کر آپ کے پاس آتا۔دلاور بختیار اپنا کیا ہوا وعدہ بھی توڑ سکتا ہے مسز عفراء بختیار کے لئے۔۔!!"اس کے آنسوؤں کو نرمی سے اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہتے اس کی پیشانی پر عقیدت سے اپنا مہکتا ہوا لمس چھوڑا تھا۔۔

وہ آنکھیں بند کیے اپنے دل کے زخموں کو مندمل ہوتا محسوس کر رہی تھی جب اپنی انگلیاں اس کی مضبوط انگلیوں میں الجھتے محسوس کر کے پٹ سے آنکھیں وا کیے اس خوبرو شخص کو قریب سے دیکھتے اپنے ہاتھوں پر ایک نظر ڈال کر بے اختیار مسکرا دی تھی۔۔

وہ اس آنسوؤں اور مسکان کے امتزاج کو دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔۔

عفراء ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے ٹیبل کے قریب پہنچ گئی اور دلاور دلچسپی سے اس کے چمکتے ہوئے چاند سے چہرے پر نظریں مرکوز کیے اس کے رحم و کرم پر خود کو چھوڑ دیا۔۔

"چلیں پہلے آپ یہ کیک کاٹیں۔۔!!"اس نے حکم صادر کرتے ہوئے اسے کیک کے سامنے کھڑا کیا۔۔

چھوٹا سا چاکلیٹ کیک تھا جس پر کریم سے ''ہیپی برتھ ڈے ہینڈسم ہبی'' لکھا ہوا تھا جسے دیکھ کر وہ زیرِ لب مسکرایا تھا۔۔

اس نے عفراء کی پشت اپنے شانے سے لگا کر اس کے گرد اپنا حصار ڈالے دوسرے ہاتھ سے کیک کٹ کرتے ہوئے چھوٹا سا پیس اس کے ہونٹوں کے قریب کیا۔۔

عفراء نے فوراً چھوٹا سا بائٹ لیا تھا، بچا ہوا کیک دلاور نے اپنے منہ میں ڈالا۔اس کی حرکت پر وہ شرم وحیا سے سرخ ہوتے ہوئے پلکیں جھکا گئی تھی۔۔

"ویسے تو آپ خود میرے لئے تحفہ ہیں لیکن پھر بھی چلیں نکالیں میرا گفٹ۔۔!!"اس کے دلکش انداز پر وہ فدا ہوتا ہوا اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلا گیا تھا۔۔

اس نے اس کی پھیلی ہوئی ہتھیلی کو دیکھ کر اس کے جگنوؤں جیسے چمکتی آنکھوں میں جھانک کر اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے دلکش انداز میں مسکرا پڑی۔۔

"اس تحفہ کے لئے آپ کا دل سے شکر گزار ہوں، خود سے بڑھ کر آپ کا خیال رکھوں گا۔ کبھی بھی آپ پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔۔!!"اس کے دلربا انداز پر اس نے اس کے ہاتھوں کی پشت کو نرمی سے اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے اس کے سر پر اپنے لب رکھے۔۔

"سنیں۔۔؟"اس کے طرزِ مخاطب پر وہ بے اختیار مسکرایا تھا۔۔

"سنائیں۔۔!!" وہ اسی طرح اس کو خود سے لگائے محبت سے سرشار ہوتے ہوئے پوچھا۔۔

"کیا آپ مجھے میری ہر غلطی کے لئے معاف کر سکتے ہیں۔۔؟" اس کے لہجے میں چھپی آس محسوس کرتے ہوئے وہ ٹھٹھک گیا تھا۔۔

"شش۔۔! کوئی غلطی نہیں، کوئی معافی تلافی نہیں۔ بس آپ یہ جان لیں کہ آپ میرے لئے سب سے اہم اور خاص ہیں۔۔!!" دلاور نے اس کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے اس کو معتبر کیا تھا۔ اس کی محبت پر عفراء کی آنکھیں ایک بار پھر بھیگی تھیں۔۔

وہ اس کا ہاتھ تھام کر کمرے میں لا کر کھڑا کیا اور خود الماری سے کچھ نکال کر اس کے قریب پہنچا۔۔

اس کی نم پلکوں کو دیکھ کر وہ عقیدت سے چومتے ہوئے اس کے پیچھے آتے اس کے گلے میں کچھ پہنایا تھا۔۔

"یہ آپ کا وہ گفٹ ہے جو میں بہت پہلے آپ کو دینا چاہتا تھا لیکن شاید اس کا وقت آج آیا ہے۔۔!!" اس کے گلے میں پینڈینٹ پہنا کر اس پر نرمی سے انگلی پھیرتے ہوئے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھا تھا۔۔

وہ شرم سے پلکیں جھکا کر نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔

"چلیں ہم نیچے چلتے ہیں۔۔!!" وہ حق سے کہتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگی اور وہ دل ہی دل میں رب کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے ہم قدم تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

New Edition

#ناول_وفا_کا_جنون

#مصنفہ_ثنا_سفیان_خان

قسط_نمبر_22_سیکنڈ_لاسٹ

) نوٹ۔۔۔ناول۔۔وفا کا جنون! کے تمام جملہ حقوق مصنفہ کے پاس اور کلاسک اردو میٹیریل کے پاس محفوظ ہیں،ان کی پرمیشن کے بغیر کاپی پیسٹ کرنا منع ہے،بذات خود رائٹر خلاف ورزی کرنے والے کے اگینسٹ سخت ایکشن لینے کی مجاز ہو گی۔(

روشان کھڑکی کی طرف منہ کر کے کھڑا اپنے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔دل بڑی شدت سے بین کر رہا تھا لیکن وہ خاموش تماشائی بنا ہوا تھا۔۔

وہ اپنے احساسات پر ابھی تک حیران تھا۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟جواب تک اسے محسوس نہیں ہوا وہ اچانک ایسے محسوس ہونے لگا۔اسے معلوم نہیں تھا کہ محبت تو اچانک ہی ہوتی ہے، کب وہ دل میں گھر کر جاتی ہے پتا ہی نہیں چلتا، جب اس کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں، تب کہیں وہ انسان جان پاتا ہے۔۔

وہ اپنے آپ میں گم تھا جب زایان اور ابراہیم دروازہ کھول کر اس کے کمرے میں آگے پیچھے داخل ہوئے تھے۔۔

وہ سوچوں میں اتنا غرق تھا کہ اسے معلوم ہی نہیں ہو سکا۔جب اس کے کندھے پر کسی کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا تو وہ حواس میں لوٹتے ہوئے اپنے جذبات پر بند باندھ کر پیچھے مڑا۔سامنے زایان کو دیکھتے وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور اس کے گلے لگ کر بے ساختہ رونے لگا۔۔

زایان اسے روتے ہوئے دیکھ کر خاموشی اختیار کیے بس خود سے لپٹے روشان کو اپنے آپ میں زور سے بھینچا تھا۔۔

"بھیا کیا وہ مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی۔۔؟ پھر میں کس کو پریشان کروں گا۔۔؟ کس سے اپنی بات منوانے کی کوشش کروں گا، کس سے لڑائی کیا کروں گا۔۔؟" جو دل میں تھا وہ اسے دوسرے پیرہن میں پہنا کر حال دل بیان کرتے ہوئے انہیں مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

اس کو جو کہنا تھا وہ نہیں کہہ پا رہا تھا لیکن وہ اپنے دل کا حال بھی چھپا نہیں پا رہا تھا۔ ابراہیم صرف ان دونوں بھائیوں کے پیار کو دیکھ رہا تھا۔۔

نبا، ابراہیم اور زایان کے کمرے میں داخل ہونے کے فوراً بعد ہی روشان کے کمرے کی طرف گنگناتے ہوئے آگے بڑھی۔ وہ اس کا کپڑوں کا ہینگر لے کر رکھنے آئی تھی لیکن اندر سے آتی آواز سن کر وہ خاموش وہیں کھڑی رہ گئی، اس کے پیر آگے بڑھنے سے انکاری ہوئے تھے۔۔

"اگر صرف یہی بات ہے چھوٹے تو ہم اس میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے، کیونکہ کہیں تو اس کی شادی ہونی ہی ہے۔۔!!" ابراہیم نے روشان کا دل بڑی بے دردی سے توڑ دیا تھا۔ اس کی بات پر زایان نے ابراہیم کا چہرہ بغور دیکھا جو اسے آنکھوں سے کچھ اشارہ کر رہا تھا۔ زایان اس کے اشارے پر سمجھ گیا تھا کہ وہ روشان سے دل میں چھپے جذبات اگلوانا چاہتا ہے ورنہ اسے بعد میں ہاتھ نہیں لگنا تھا۔۔

ابراہیم کی بات سنتے ہی وہ رو یا رو یا سرخ چہرہ لیے زایان کے کاندھے سے سر اٹھا کر ابراہیم کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔

"بھائی یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔۔؟ میں اسے خود سے دور کبھی نہیں جانے دوں گا، میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے، سچ میں بھائی، یہ مجھے آج پتہ چلا ہے ورنہ میں کبھی اس سے لڑائی بھی نہیں کرتا۔ پلیز بھائی پلیز، میرے ساتھ ایسا نہیں کریں پلیز۔۔"!!

روشان چھوٹے بچوں کی طرح دلیل دینے کے ساتھ ساتھ گڑگڑاتے ہوئے منتوں پر اترا تھا۔۔

ابراہیم چند پل تک اسے روتے ہوئے دیکھتا رہا پھر اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ ابراہیم اور زایان کا فلک شگاف قہقہہ برآمد ہوا تھا۔۔

انہیں اس طرح ہنستا دیکھ اس نے روتے روتے اپنا سر اٹھایا اور ہونقوں کی طرح ان دونوں کا چہرہ دیکھا۔ اس کی جان پر بنی تھی اور اس کے دونوں بھائی قہقہے لگا رہے تھے۔۔

اُدھر دروازے کے باہر کھڑی نبا کا بھی دل ایک الگ انداز میں دھڑکا تھا۔۔

"مجھے تو اپنا یہ چھوٹا سا بھائی اپنی چھوٹی سی بہن کے لئے بہت پسند ہے، ہم تو بس تم سے اظہارِ محبت کروانا چاہ رہے تھے۔ کیا پتا پھر تم کبھی ہاتھ لگتے یا نہیں۔۔!!" ابراہیم نے اسے تفصیل سے بتایا تھا۔ روشان کچھ پل تک ان دونوں کا چہرہ دیکھا پھر ان دونوں کے ایک ساتھ گلے لگا تھا۔۔

"آئی لو یو سو مچ۔۔!" روشان بے اختیار ہنستے ہوئے ان دونوں کے گال چومے تھے۔۔

"وی لو یو سو مچ ٹو۔۔!!" دونوں ہم آواز کہتے ہوئے ایک ساتھ اسے جھپی مار کر اس کا سر چوما تھا۔۔

نبا دروازہ سے کپڑوں کے ہینگر سمیت اپنے کمرے میں داخل ہوتے چند پل کے لئے وہ سوچتی رہی پھر دھڑام سے بیڈ پر گری۔۔

"یہ کیا ہو گیا۔۔؟ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا، خیر چلو جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے لیکن میں ایسے ہی ہاں تو نہیں بولوں گی۔۔!!" وہ زیرِ لب مسکراتے ہوئے ہاتھ جھاڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ صبح سو کر اٹھی تو اس کا سر بھاری بھاری سا محسوس ہوا۔ بالوں کو جوڑے کی شکل میں مقید کر کے اٹھ کر شیشے کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی تو پہلی نظر اپنے گالوں پر پڑی جہاں ابھی تک انگلیوں کے نشان موجود تھے۔اسے دیکھ کر دعا کو رات کا پورا واقعہ یاد آیا تھا۔

اس کی آنکھیں آنسوؤں سے فوراً لبریز ہو گئیں تھیں لیکن یہ اس کا ہی کیا دھرا تھا تو اسے صبر تو کرنا ہی تھا۔۔

وہ واشروم سے فریش ہو کر باہر نکلتے اپنے چہرے پر پڑے تھپڑ کے نشان کو چھپانے کے لئے ہلکا سا میک اپ کیا اور سر پر دوپٹہ لے کر باہر نکل آئی۔۔

ناشتے کی ٹیبل پر سب نے اس کی سوجی آنکھیں دیکھ کر پریشان ہوئے تھے لیکن اس نے سب کو تسلی دیتے ہوئے زایان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔

زایان نے اسے دیکھ کر پہلے اس کا سر چوما تھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے اس کی طبیعت پوچھی تھی۔۔ ٹیبل کے قریب ابراہیم پہنچتے دعا کو اگنور کر کے روما کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔کسی نے محسوس کیا ہو یا نہیں لیکن ینگ پارٹی نے اسے ضرور محسوس کیا تھا۔۔

اس کے ٹیبل پر آتے ہی دعا نے اپنی پلکیں جھکا کر اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی تھی۔اس نے شدت غم سے اپنے ہونٹوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا تھا۔۔

اسے ابراہیم کا خود کو اس طرح اگنور کر کے روما کے قریب بیٹھنا آگ پر ڈال گیا تھا۔روما کا تو مارے خوشی سے برا حال تھا،وہ بار بار اسے کوئی نہ کوئی ڈش پیش کر رہی تھی اور ابراہیم مسکراتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔۔

دعا کو یہ سب برداشت نہیں ہوا اور کھانا اس کے گلے میں اٹکا تھا ساتھ کھانسی کا دورہ شروع ہوا تھا۔ سبھی لوگ پریشان ہوئے تھے،ابراہیم بھی اندر سے بہت پریشان ہوا تھا لیکن ظاہر نہیں کیا اور خاموش تماشائی بنا اسے اگنور کر کے پلیٹ میں چمچ گھما رہا تھا۔۔

زایان اس کی پیٹھ سہلا رہا تھا اور جیا اسے پانی پلا رہی تھی۔کچھ دیر بعد جب وہ کچھ ٹھیک ہوئی تو آنسوؤں کو صاف کرتے کھانے سے انکار کر کے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

ابراہیم نے گردن گھما کر اسے جاتے دیکھا تھا اور خود بھی کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔اس کو اس طرح کھانے سے اٹھتے ہوئے دیکھ کر زایان بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔۔

"جگر۔۔! جب اپنی پرنسز کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تو اسے تکلیف دے کیوں رہے ہو۔۔؟" زایان نے اس کا غمزدہ چہرہ دیکھ کر سوال کیا۔۔

ابراہیم اپنے جگر سے کچھ بھی نہیں چھپاتا تھا اس لئے تھپڑ والی حرکت کو چھوڑ کر اب بھی سب کچھ بتا دیا۔

زایان ان کے درمیان کشیدگی کا سن کر پریشان ہوا تھا۔۔

"تم پریشان مت ہو، اب اسے کوئی بلیک میل نہیں کرے گا۔ میں سب دیکھ لوں گا لیکن اس کی سزا تو ضرور دوں گا کہ آگے کبھی وہ ایسا نہ کرے۔۔!!" ابراہیم اس کو تسلی دیتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔۔

زایان نے کچھ بھی کہنے سے پرہیز کیا کیونکہ یہ ان دونوں کا ذاتی معاملہ تھا۔۔

اُدھر عفراء، نبا اور جیا کو بھی برداشت نہیں ہوا تو وہ لوگ بھی دعا کو گھیر کر سب کچھ اگلوا لیا۔۔

اس کی بات سن کر وہ لوگ پریشان ہوئیں تھیں۔ دعا نے بھی تھپڑ والی بات کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔

"دعا یار تم نے بہت غلط کیا، تمہیں ایک بار بھائی کو بتانا چاہیے تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی حل ہو۔ تم دونوں کے درمیان دوری کو دیکھ کر اس روما کو یہ لگنے لگے گا کہ اس کی دال گل رہی ہے۔۔!!" جیا نے اسے سمجھایا تھا۔۔

"نہیں نہیں ان لوگوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر میں ابراہیم کو بتاؤں گی تو وہ لوگ۔۔!!" وہ بات بھی مکمل نہیں کر سکی تھی اور اس نے پھر سے رونا شروع کر دیا۔۔

اسے بڑی مشکل سے انہوں نے چپ کروایا۔اسی طرح پورے دن چلتا رہا۔جیا نے ہمت کر کے زایان سے بات کی۔۔

"جیا تم دعا کو بتا دو کہ ابراہیم سب کچھ جان چکا ہے اور اس نے مسلہ حل بھی کر لیا ہے۔اب اسے کوئی بلیک میل نہیں کرے گا لیکن ابراہیم اس سے بہت زیادہ والا ناراض ہے اور جب تک وہ منائے گی نہیں تب تک وہ مانے گا نہیں،اس نے صاف لفظوں میں کہا ہے اور اس میں ہم کچھ کر بھی نہیں سکتے۔۔"!!

زایان نے ابراہیم کی سوچ سے اسے آگاہ کیا تھا۔۔

جیا فوراً وہاں سے دعا کے پاس آئی اور اسے ساری بات بتا دی جسے سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔۔

"دعا گڑیا تم پریشان مت ہو،ہم کچھ سوچتے ہیں ناں۔۔!!" جیا نے اسے تسلی دی تھی۔۔

صبح سے شام ہونے کو آئی تھی لیکن ابراہیم نے اسے پلٹ کر دیکھا تک نہیں تھا۔وہ جہاں سے گزرتی ابراہیم اسے دیکھ کر فوراً اپنا رخ موڑ لیتا تھا جیسے اسے دیکھنا پسند نہیں کر رہا ہو۔اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے لیکن وہ ضبط کرتے ہوئے اپنے کمرے میں بند ہو جاتی تھی۔۔

ابھی بھی بالکل وہی ہوا تھا۔وہ آفس سے لوٹا تو دعا اسے دیکھ کر پانی لینے کچن میں گئی اور گلاس میں پانی ڈال کر جیسے ہی اس کے قریب پہنچی اس سے پہلے ہی اس نے روما سے پانی مانگ کر پی لیا تھا۔دعا کی نظر جیسے ہی ان دونوں پر پڑی تھی اس کا دل تڑپ اٹھا تھا۔اس کی آنکھوں سے آنسو گرتے کہ اس سے پہلے ہی وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔ابراہیم نے نظریں ترچھی کر کے اسے دیکھا تھا،اس کو اس طرح سے تڑپتے ہوئے دیکھ کر اسے برداشت نہیں ہوا پھر بھی اس نے اگنور کرنا ضروری سمجھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ پھر کبھی وہ ایسا نہ کرے۔۔

اسے اندر جاتے دیکھ جیا بھی اس کے پیچھے گئی تھی اور جا کر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھی۔دعا تکیہ میں سر دیے بے تہاشا رو رہی تھی،جیا اسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"چپ ہو جاؤ یار،مت اس طرح روؤ۔تم بھائی کو منا کیوں نہیں لیتی۔۔؟کیوں اتنا دیر کر رہی ہو۔۔؟منانے میں جتنا دیر کرو گی اتنا ہی رشتے خراب ہوتے ہیں۔۔!!"جیا نے اسے سمجھایا تھا۔۔

"جیا آپی آپ مجھے ڈرائے تو مت۔۔!"ابراہیم سے دور جانے کے خیال سے ہی اس نے جھرجھری لی تھی۔پہلے اس کے بھلے کے لئے اس سے دور جا رہی تھی لیکن اب جب سب کچھ ٹھیک تھا تو وہ یہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

"دعا تم بھائی کو منا کیوں نہیں لیتی،وہ صرف تم سے ناراض ہیں لیکن منانے پر مان جائیں گے۔تم ایک بار انہیں منا کر تو دیکھو۔۔!!"جیا نے اس کے آنسوں صاف کیے تھے۔۔

"اچھا کب مناؤ میں انہیں۔۔؟جب وہ روما کی بچی انہیں چائے یا کافی پوچھ رہی ہوتی ہے یا پھر جب انہیں پانی پلا رہی ہوتی ہے یا پھر ان کی شرٹ جب پریس کر کے وہ دے رہی ہوتی ہے۔کب مناؤں میں۔۔؟ تب جب جب وہ ان سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی ہوتی ہے یا پھر تب مناؤں جب وہ کھانے کی ٹیبل پر انہیں ڈش پیش کر رہی ہوتی ہے۔۔!!"دعا نے رونے کے ساتھ ہی دانت کچکچا کر کہہ رہی تھی جیسے ابھی روما ملے تو اسے دانتوں سے چبا جائے گی۔۔

اس کی باتوں میں جلن محسوس کرتے ہوئے جیا کو اتنی زور کی ہنسی آئی تھی لیکن وہ برداشت کر گئی کیونکہ ابھی معاملہ بگڑ جانا تھا۔دعا اور بھی ناراض ہو جانی تھی۔۔

اس نے کسی طرح اپنی ہنسی کو کنٹرول کر کے اسے ٹپس دیا جس کو سنتے ہی دعا کے چہرہ شرم سے بلکل لال ہو گیا تھا۔۔

"کیا جیا آپی میں یہ کروں گی۔۔؟"اس نے منہ بگاڑا تھا۔۔

"اگر تم اپنے شوہر کو منانا چاہتی ہو تو تمہیں یہ کرنا ہی ہو گا ورنہ وہ روما تمہارے اسٹون چودھری کو ہڑپنے کے لئے بالکل تیار ہے۔۔!!"جیا نے اسے ڈرانا چاہا۔۔

"میں اس روما کا ہاتھ توڑ دوں گی اگر اس نے میرے اسٹون چودھری کی طرف ہاتھ بھی بڑھایا تو۔وہ صرف میرے ہیں اور میرے ہی رہیں گے۔۔!!"دعا نے ایک عظم سے کہا اور تیار ہونے چل دی کیونکہ اسے کسی بھی حال میں اپنے اسٹون چودھری کو منانا ہی تھا اور اپنی غلطی کی معافی بھی مانگنی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

افغان چودھری گھر میں سب سے بات کر چکے تھے۔نبا اور روشان کے رشتے کہ کسی کو بھی اعتراض نہیں تھا بلکہ سبھی لوگ بہت خوش تھے۔۔

گھر کے ہر افراد اس وقت لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نبا بھی سب کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی جب روشان، زایان اور ابراہیم کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ اس کی سب سے پہلی نظر نبا پر پڑتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی تھی، جسے دیکھ کر نبا نے حیا سے سرخ ہوتے ہوئے اپنی نظریں پھیری تھیں۔۔

"نبا کیا تمہیں روشان پسند ہے۔۔؟" سب کے درمیان ہی افغان چودھری نے نبا سے پوچھا تھا۔۔

"جی نہیں دادا جان۔۔! مجھے یہ ایفل ٹاور جیسی ناک والا انسان بالکل بھی پسند نہیں ہے لیکن اگر یہ بہت سارے وعدے کرے تو ہو سکتا ہے کہ میں مان بھی جاؤں۔۔!!" نبا نے منہ بگاڑ کر روشان کی طرف دیکھا تھا اور روشان اتنا سنتے ہی بھاگ کر کچن کی طرف گیا تھا، سبھی لوگ حیران تھے کہ یہ کچن میں کیا کرنے گیا ہے۔۔؟ جب وہ کچن سے اپنے پیچھے کچھ چھپا کر لایا تھا اور سب کے سامنے ہی نبا کے آگے گھٹنے کے بل بیٹھ گیا۔۔

اسے اپنے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھتا دیکھ نبا پریشان ہوئی تھی۔ سب حیرت انگیز نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

"نبا میں تمہیں روز چاکلیٹ کا ایک ڈبہ پورا لا کر دوں گا، کبھی تم سے اپنی شرٹ پریس نہیں کرواؤں گا۔ میں کبھی تم سے الگ سے کافی بھی نہیں بنواؤں گا۔ تمہارا ہر کام کروں گا، تمہیں بالکل بھی پریشان نہیں کروں گا اور تنگ تو بالکل بھی نہیں کروں گا۔ پلیز نبا تم مان جاؤ ناں پلیز۔۔!!" روشان پرپوز کرنے کے انداز میں اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اسے چاکلیٹ کا پورا ڈبہ دیتے ہوئے آنکھوں میں نمی لیے اس سے منت کر رہا تھا اور سبھی لوگ لائیو شو دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہرے پر اس وقت دبی دبی سی مسکراہٹ تھی، سب لوگ یہ لائیو شو بڑے آرام سے دیکھ رہے تھے۔۔

نبا کے چہرے پر روشان کی وجہ سے پہلی بار آج کھل کے مسکراہٹ آئی تھی، اس نے مسکراتے ہوئے پورا چاکلیٹ پیک لے لیا تھا اور حیا سے سرخ ہوتے ہوئے اثبات میں سر ہلا یا دیا۔۔

سبھی لوگ خوش ہو کر دونوں کا سر چوم رہے تھے اور ساتھ دعائیں بھی دے رہے تھے، جیا نے کچن سے مٹھائی لا کر سب کا منہ میٹھا کروایا تھا۔۔

نبا چاکلیٹ کا ڈبہ اٹھا کر اپنے روم کی طرف جا رہی تھی جب روشان نے بیچ میں سے اٹھ کر معصوم سی شکل بنا کر ایک چاکلیٹ اٹھائی تھی۔ نبا نے اس کی حرکت پر اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔

"دیکھواس طرح سے تم مجھے گھورو مت، تم میری ہواور میں تمہاراہوں تو یہ چاکلیٹ تو ہم دونوں کی ہوئی ناں، اسی لئے میں نے اس میں سے لے لی۔۔"!!

روشان نے بیچارا سامنہ بناتے ہوئے ساتھ ہی صفائی بھی دی۔۔

"ایفل ٹاور جیسی ناک والے، تم اپنی بندر جیسی حرکتیں کرنا بند کردو ورنہ میں نے ابھی کے ابھی ناکر دینا ہے پھر کھاتے رہنا تنہا چاکلیٹ۔۔!!"نبا اسے گھور کر دیکھتی ہوئی اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔

سبھی لوگ خوش تھے صرف ایک دعا ہی تھی جو پریشان تھی۔وہ بار بار ابراہیم کا چہرہ دیکھ رہی تھی لیکن ابراہیم ایک بار بھی اس کی طرف مڑ کر نہیں دیکھ رہا تھا۔۔

وہ بہت شدید قسم کا ناراض ہوا تھا اور اپنی ناراضگی باقاعدہ طور پر ظاہر بھی کر رہا تھا۔۔

رشتے بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں بالکل موتیوں کے مانند، جب تک انہیں دھاگے میں پرو کر رکھو تبھی تک ایک ساتھ رہتے ہیں لیکن جیسے ہی دھاگا ٹوٹتا ہے۔ایسے موتیوں کی طرح رشتے بکھر جاتے ہیں کہ انہیں اگر سمیٹنا چاہو بھی تو سمیٹ نہیں سکتے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس نے آدھی سیڑھیاں اترنے کے بعد دلاور کا ہاتھ چھوڑنا چاہا جب وہ اس کے ارادے بھانپتے ہوئے اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے ہوئے اسے ہلکا سا جھٹکا دیا جس سے وہ توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے اس کے سینے سے لگی تھی۔۔

"کیا کر رہے ہیں چھوڑیں مجھے، نیچے سب لوگ ہیں۔۔!!"اس نے مزاحمت کرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہا۔۔

"چھوڑنے کے لئے تھوڑی آپ کا ہاتھ تھاما ہوا ہے۔۔!!"اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے اس کے حیا سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔۔

"میں ٹیچر ہوں اور آپ اسٹوڈینٹ ہیں اس لئے آپ میرے حکم کی تعمیل کریں۔۔!!"وہ دور کی کوڑی لائی تھی۔۔دلاور بختیار اس کے بچکانہ حرکت پر بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے اس کی ناک کو انگلیوں سے دبایا تھا۔۔

"میں شوہر ہوں اور آپ بیوی ہیں اس لئے آپ مجھے حکم نہیں دے سکتیں اور نافرمانی بھی نہیں کر سکتیں ورنہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہ دیں گے۔۔!!"اس نے اپنے لبوں کو دانتوں کے نچلے کونے میں دباتے ہوئے اپنے امڑتے قہقہے کا گلا گھونٹ کر اس کے چہرے کو دیکھا جہاں بے یقینی تھی۔۔

"آپ کو معلوم ہے میں آپ سے بڑی ہوں اس لئے آپ کو میری بات ماننی ہو گی۔۔!!" وہ اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہتی تھی۔۔

اس کے بڑی کہنے پر وہ بے اختیار ایک شوخ سی گستاخی کر گیا تھا جس سے وہ حواس باختہ ہو گئی تھی۔۔

"بڑے ہی کوئی چیٹر انسان ہے آپ توبہ توبہ، اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ میری ایک بھی بات نہیں مانیں گے۔۔!!" وہ معصومیت سے کہتے ہوئے سیدھا اس کے دل میں اتری تھی۔۔اس کی ادا پر زیرِ لب مسکراتے ہوئے دو تین سیڑھیاں اترنے کے بعد اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں سے جدا کیا تھا۔۔

اس کی اس قدر دلفریب اظہار پر وہ بے ساختہ مسکراتے ہوئے اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

بھلا عفراء بختیار اپنے بختیار صاحب کو کچھ کہیں اور وہ نہ مانے ایسا تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

لاؤنج میں اندھیرے نے ان کا استقبال کیا تھا۔دلاور حیران ہوا تھا کیونکہ ابھی اتنی رات بھی نہیں تھی۔ بارہ بجنے میں ایک دو منٹ باقی تھے اور روزآنہ سبھی اتنی وقت تک لاؤنج میں ہی بیٹھے ہوتے تھے۔۔

عفراء نے اپنی چوٹکی بجائی تھی جب لاؤنج میں رکھے ٹیبل کے بیچوں بیچ لائیٹس آن ہوئی تھی۔۔

وہ حیرت سے دیکھ رہا تھا جہاں پورا ٹیبل سجا ہوا تھا۔۔اب کی بار عفراء نے دوبارہ انگلیوں کو حرکت دی جب ''ہیپی برتھ ڈے'' کے شور کے ساتھ ہی گھر روشنیوں سے جگمگا اٹھا تھا۔۔

اس نے اطراف میں نظر ڈالتے ہوئے زور سے ہنسا تھا کیونکہ گھر کسی چھوٹے بچے کی برتھ ڈے کی طرح سجا ہوا تھا۔۔

وہ سب اس کے قریب آتے اس کے گلے ملتے ہوئے مبارک باد پیش کر رہے تھے۔اس کے والدین بھی وہیں موجود تھے اور انہوں نے بھی اس کی پیشانی چومتے ہوئے دعاؤں سے نوازا تھا۔۔

"ہیپی برتھ ڈے بھائی اینڈ آئی ریئلی لو یو۔۔!!"اس کی بہن اس کے گالوں پر بوسہ دیتے ہوئے زور سے چمٹی تھی۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی چوم کر اس کے سر سہلایا تھا۔۔

"کیسا لگا تحفہ۔۔!!"اس نے اپنی بھابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خوشی سے سرشار بھائی کا چہرہ دیکھا۔۔

"ہاہاہاہاہا۔۔! بہت خوبصورت۔۔!!" وہ بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے اس کے گالوں پر چٹکی بھری تھی۔۔

ان بھائی بہن کے راز و نیاز پر سبھی مسکراتے ہوئے قریب ہی کھڑے ہوئے تھے۔۔

اس نے سب کے بیچ کیک کٹ کرتے ہوئے زیر لب مسکرایا تھا۔ کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد فوراً کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ گھر کے لئے نکلنے لگے تھے۔۔

وہ اپنی ساس اور نند سے ملتی ہوئی سب سے پیچھے رہ گئی تھی۔ داخلی دروازہ عبور کرنے کے بعد بہت بڑا لان تھا اس کے پہلے سرے پر گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔۔

وہ ابھی لان میں ہی تھی جب کسی نے جھٹکے سے اس کے ہاتھوں کو کھینچ کر گلابوں کے بیچ میں کھڑا کیا تھا۔ وہ حواس باختہ سی سامنے دیکھتے ہوئے ایک لمبی سانس لی تھی۔۔

"ڈر گئی تھیں۔۔؟" اس نے نرمی سے اس کے ریشمی بالوں کو چہرے سے پرے کرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں پوچھا۔۔

"ہاں۔۔!!" اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک نظر اسے دیکھ کر نظریں جھکا لیا تھا۔۔

"اب کب آئیں گی۔۔؟"اس نے اس کے چہرے پر نظر مرکوز کیے ہوئے پوچھا۔۔

"اب آپ مجھے لینے آئیں گے تبھی آؤں گی۔۔!!"اس نے کہنے کے ساتھ ہی سر کو کچھ اور جھکا گئی تھی۔ اس کی ادا پر وہ دل و جان سے فدا ہوتا اسے کھینچ کر خود میں سمویا تھا۔۔

وہ بھی آنکھیں موندے اس کے گرد نرمی سے حصار کر گئی تھی۔۔وہ خوشیوں سے رخ نہیں موڑنا چاہتی تھی کیونکہ یہ ساری نعمتیں اللہ کی طرف سے دیا ہوا تحفہ تھی۔۔

"میرا انتظار کریں گی ناں۔۔؟میں جلد آپ کو لینے آؤں گا کیونکہ آپ دلاور بختیار کا سکون ہیں۔۔!!"
وہ اس کے بالوں پر بوسہ دیتے ہوئے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرے اس سے یقین دہانی چاہی تھی۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دلکشی سے مسکراہٹ لئے اسے دیکھ رہی تھی جب اس کی نظروں کے سامنے کوئی منظر گھوما تھا۔اس نے فوراً اس کے بازوؤں پر چٹکی بھری تھی۔وہ اس کی حرکت پر ششدر رہ گیا تھا۔۔

"آپ نے مجھے اس دن دیکھا بھی نہیں تھا صرف اس سفید چھپکلی سے باتیں کرتے رہے تھے۔۔!!"
اس کے شکوہ پر وہ بے آواز ہنس دیا تھا۔۔وہ آفس والی بات کر رہی تھی جب وہ اس کے آفس میں تھی اور اس نے بڑی بے دردی سے اسے نظر انداز کیا تھا۔۔

"کس نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا۔۔؟آپ کو معلوم ہے وہاں آپ کو دیکھ کر میرا دل کس شدت سے دھڑکا تھا۔بس آپ سے کیے گئے وعدے کا پاس رکھ رہا تھا۔۔!!"اس کے خفا خفا چہرے کو دیکھ کر وہ بے اختیار اس کی پلکوں پر جھکا تھا اور اپنا لمس چھوڑا۔۔

"آگے سے کبھی ایسا نہیں ہو گا جان جاناں۔۔!!"اس نے اپنی نظروں سے ہی اس کی نظر اتارنے کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھامے ہوئے گاڑی کے قریب پہنچا جہاں وہ سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔

سب سے ملنے کے بعد وہ انہیں رخصت کرتے ہوئے اندر بڑھا تھا۔۔

ان نعمتوں پر رب کا شکر تو بنتا ہی تھا۔اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی فوراً وضو کرتے ہوئے پہلے تہجد پڑھنے کے بعد شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگا۔۔

ہم جتنا رب کا شکر ادا کریں گے وہ اتنا ہی ہمیں نوازے گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

New Edition

#ناول_وفا_کا_جنون

#مصنفہ_ثنا_سفیان_خان

قسط_نمبر_23_لاسٹ

) نوٹ۔۔۔۔ناول۔۔وفا کا جنون ! کے تمام جملہ حقوق مصنفہ کے پاس اور کلاسک اردو میٹیریل کے پاس محفوظ ہیں،ان کی پرمیشن کے بغیر کاپی پیسٹ کرنا منع ہے،بذات خود رائٹر خلاف ورزی کرنے والے کے اگینسٹ سخت ایکشن لینے کی مجاز ہو گی۔(

رات میں جیا کے کہنے پر وہ تیار ہوئی تھی۔میرون رنگ کا لانگ گاؤن پہنے،جس کا گول گلا تھا اور اس پر سنہرے دھاگوں سے بہت خوبصورت کام بنا تھا۔فل بازو تھی اور ہاتھوں میں میرون رنگ کی کانچ کی چوڑیاں پہنی ہوئی تھی۔اونچی ہیل کی سینڈل میں وہ بہت حسین نظر آرہی تھی۔شیفون کا دوپٹہ اس

نے کندھے پر لیا ہوا تھا، بالوں کا بہت ہی خوبصورت میسی جوڑا بنا ہوا تھا جس سے گالوں کے دونوں اطراف لٹیں باہر نکل کر اس چاند سے چہرے کا ہالہ کیے ہوئے تھیں۔۔

وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اس پر نظر ٹک ہی نہیں رہی تھی۔جیا نے اس کی نظر اتاری اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے کر آئی۔اس وقت سبھی لوگ سو رہے تھے۔۔

"ابراہیم کمرے میں نہیں ہے۔۔!!"عفراء ان کے قریب پہنچ کر سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب اشارہ دیا تھا۔۔

"پارٹنر مجھے ان سے بہت ڈر لگ رہا ہے۔مجھے نہیں جانا یار۔۔!!"اس نے ڈرتے ہوئے آنکھیں پٹپٹا کر اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔۔

اس کی بچکانہ حرکت پر جیا نے اسے زور سے جھڑکا تھا اور اسے سیڑھیوں کی طرف دھکیلا تھا کیونکہ وہ ابراہیم کو چیک کر چکی تھی وہ کمرے میں نہیں بلکہ وہ ٹیرس پر تھا،اسی لئے اس نے اسے ٹیرس پر ہی بھیجا تھا۔۔

دعا جیسے ہی ٹیرس کا دروازہ کھول کر اوپر گئی تو ٹھنڈی ٹھار ہواؤں نے اس کا استقبال کیا تھا۔ ٹیرس پر ملگجا سی روشنی پھیلی ہوئی تھی کیونکہ ان کے گھر ٹیرس پر لگے گملوں کو لائٹوں سے ہمیشہ سجایا جاتا تھا اسی لئے اس سے روشنی نکلتی تھی پوری چھت کو اپنے ملگجے سے اجالے کی لپیٹ میں لے لیا کرتی تھی۔۔

اس نے دشمن جاں کے لئے بے قراری سے نظر دوڑائی تو وہ اسے ریلنگ کے پاس کھڑا دکھائی دیا، اس کے چہرے کا رخ دوسری طرف تھا۔۔

کھٹکے کی آواز پر ابراہیم نے مڑ کر دیکھا تھا اور چند لمحے تک آنکھوں میں چمک لئے بس دیکھتا رہ گیا تھا لیکن پھر اس نے خود کو سرزنش کرتے ہوئے اپنی نظریں دوسری طرف پھیری تھیں۔۔

اس کو اس طرح خود سے نظریں پھیرتے دیکھ دعا کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئی تھیں۔۔

چند لمحے تک وہ اسی طرح ساکت کھڑی رہی تھی پھر ہمت کر کے آگے بڑھی اور ابراہیم کے قریب ترین پہنچ گئی۔۔

ابراہیم محسوس کر رہا تھا کہ وہ پیچھے ہی کھڑی ہے پھر بھی وہ بے حس بنا دوسرے طرف چہرہ کئے کھڑا تھا۔

دعا نے اپنے دل کو مضبوط بناتے ہوئے اس کے کندھے پر اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھا تھا۔۔

"ابراہیم۔۔!"اس کے کندھے پر اپنی ہتھیلیوں کا دباؤ ڈال کر اس نے اسے بے قراری سے پکارا تھا لیکن وہ دشمن جاں پھر بھی نہیں مڑا بلکہ اس کے ہاتھوں کو اپنے کندھوں پر سے بڑی بے دردی سے جھٹک دیا تھا۔۔

دعا اس کا بے حس رویہ دیکھ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔اس نے کب دیکھی تھی ایسی شدید بے رخی۔۔

اسے روتا دیکھ ابراہیم کا دل بے اختیار شدت سے تڑپا تھا۔وہ خود پر ضبط کرتے ہوئے پھر بھی پیچھے نہیں مڑا کیونکہ اسے سبق سکھانا بھی ضروری تھا۔۔

"ابراہیم اس نے مجھے آپ کی دھمکی دی تھی کہ اگر میں آپ سے الگ نہیں ہوئی تو وہ آپ کو نقصان پہنچا دے گا۔میں آپ کو تکلیف میں بالکل نہیں دیکھ سکتی،اس لئے میں نے وہ سب کہا تھا۔ابراہیم معاف کر دیں مجھے اب آگے سے ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔"!!

دعا نے سسکیوں سے روتی ہوئی اس سے ساری بات بتا کر معافی مانگنی چاہی تھی لیکن وہ پھر بھی پتھر بنا کھڑا تھا،اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنا تو دور ایک لفظ بولا تک نہیں۔۔

اس کی بے رخی دیکھ کر وہ روتے ہوئے وہاں سے جانے کے لئے مڑی تھی جب مقابل شخص کی سحر میں جکڑتی ہوئی آواز سن کر لبوں پر ہاتھ جماتے ہوئے مڑ کر اسے ایک نظر دیکھا جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"مجھے منانے کی تمہارے اندر بس اتنی ہی ہمت تھی۔۔؟ مجھے تکلیف اور اذیت پہنچاتے وقت تو بالکل بھی نہیں سوچا تھا تم نے اور اب مناتے وقت اپنے اسٹون چودھری کو چھوڑ کر بھاگ رہی ہو۔۔!!" وہ روتے ہوئے ابھی چند قدم ہی دور گئی تھی جب ابراہیم کی گمبھیر آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔اس کی آواز سن کر اس کے پیر وہیں تھمے تھے۔وہ فوراً اس کو مڑ کر بہتے اشکوں سمیت دیکھتی ہوئی مسکرا اٹھی تھی۔۔

وہ کیسے اپنی بیوی، اپنی محبت کو کھالی ہاتھ لوٹا دیتا۔۔؟ وہ اس تک چل کر آئی تھی، ابراہیم اسے تھامنا اپنا اولین فرض سمجھتا تھا۔۔

ابراہیم اس کی طرف محبت پاش نگاہوں سے دیکھتا ہوا اپنی باہوں کو وا کر گیا تھا۔وہ بنا سوچے سمجھے بھاگ کر اس کی باہوں میں سمائی تھی اور اس نے بھی فوراً اسے اپنے سینے سے لگا کر خود میں بے قراری سے بھینچا تھا۔۔

دعا اس کے سینے سے لگی زار و قطار رو رہی تھی اور ابراہیم اسے خود میں بھینچے اس کا سر سہلا رہا تھا۔۔

"وائفی اگر اب مجھ سے کبھی دور جانے کی بات کی ناں تو بہت برا پیش آؤں گا۔۔!!"ابراہیم نے اپنے سینے سے اس کا چہرہ اٹھا کر اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے ہوئے اس کے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کرتے اس کی نم پلکوں پر اپنا لمس بخشا تھا۔۔

"آ۔۔آپ نے مجھے بہت زور سے تھپڑ مارا تھا۔۔!!"وہ سسکیاں لیتی ہوئی اس سے اسی کی شکایت کرتی اس کے کالر کو اپنے ہاتھوں میں دبوچ کر جھٹکا دیا تھا۔۔

ابراہیم اس کی اس ادا کی تاب نہ لاتے ہوئے اس پر فدا ہوا تھا۔اس کی ادا بڑی جان لیوا تھی۔۔

وہ اس کی شکایتوں پر مسکرایا تھا اور اس کے اسی گال پر بے اختیار جھکا تھا جس پر اس نے بڑی بے دردی سے تھپڑ مارا تھا۔۔

ابراہیم نے ایک ہاتھ سے اسے تھام کر اس پر جھکتے ہوئے اس کے نرم پھولے بچوں جیسے گال پر اپنے ہونٹوں کا دہکتا ہوا لمس بخشا تھا۔وہ آنکھیں بند کیے اس کے لمس اور اس کی خوشبو کو محسوس کر رہی تھی۔۔یہ لمس اور حصار اس کے لئے کسی سکون سے کم نہیں تھا۔۔

"آئی ایم سوری میری جان، لیکن میں اس تھپڑ کے لئے معافی نہیں مانگ سکتا کیونکہ بہت غلط حرکت تم نے کی تھی۔ مجھ سے دور جانے کا کہہ کر تم نے دل توڑ دیا تھا پرنسز، مجھے بہت ہرٹ کیا تھا تم نے۔۔"!!

ابراہیم نے بھی اس کی بات اسے یاد دلاتے ہوئے اسے خود سے دور کیا تھا۔اس کے دور کرنے پر وہ تڑپ کر بے اختیار اس کے قریب گئی تھی۔۔

"سب جھوٹ کہا تھا ابراہیم، سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے آپ کی بے رخی دیکھی نہیں جاتی، مجھ سے آپ کا درد آپ کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں، بہت زیادہ اور کبھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔!!" وہ بے قراری سے کہتی ہوئی پنجوں کے بل اونچی ہوتی ابراہیم کے ڈمپل والے گالوں پر بہت شدت سے اپنا لمس چھوڑا تھا۔اس کی حرکت پر وہ بے اختیار مسکرایا۔

دعا نے اپنا سر اس کے سینے پر رکھتے ہوئے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔دونوں ہی اس وقت پر سکون تھے۔۔

"ایک وعدہ اور کرو پرنسز۔۔!!" ابراہیم نے اس کا سر سہلاتے ہوئے اس سے ایک اور وعدہ لینا چاہا تھا۔۔

"کیسا وعدہ۔۔؟"اس نے فوراً پوچھنا ضروری سمجھا۔۔

"اب آگے کبھی بھی مجھ سے تم کچھ نہیں چھپاؤ گی، تمہارا اسٹون چودھری صرف دوسروں کے لئے اسٹون ہے، تمہارے لئے تو موم چودھری ہے۔۔!!"وہ اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنسی تھی پھر فوراً اس نے وعدہ بھی کیا تھا۔۔

اب دونوں پر سکون سے ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے۔ محبت میں ناراضگی بڑی عام سی چیز ہے لیکن اس ناراضگی کو انا کا مسلہ نہیں بنانا چاہیے کیونکہ محبت اور انا ایک دوسرے کے دشمن ہیں جو کبھی ساتھ نہیں رہ سکتے ہیں۔۔

وہ آنکھیں مینچے لمبی لمبی سانسیں لیتی اس کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے بے اختیار مسکرا پڑی جب اچانک اسے کچھ یاد آیا تھا اور اس نے ابراہیم کے سینے پر ایک زوردار مکا مارا تھا۔۔

"آہ۔۔! کیا ہے ظالم وائفی، اب کیا ہو گیا مجھ معصوم سے جو یوں تم تشدد پر اتر آئی ہو۔۔؟"ابراہیم نے اپنا سینا سہلاتے ہوئے مصنوعی آہ بھری تھی۔۔

"آپ اگر اُس روما کی بچی کے آس پاس نظر بھی آئے ناں تو میں نے پہلے آپ کے پیروں کو توڑنا ہے پھر اس کے پیروں کی تو چٹنی بنادینا ہے۔۔!!" دعا نے غصہ سے ناک سکوڑ کر کہتے ہوئے اسے قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔

"بڑی ہی خطرناک قسم کی بیوی ہو۔ویسے میں صرف تمہیں چڑھانے کے لئے ایسا کرتا تھا لیکن میری پرنسز نے منع کیا ہے تو میں اس کا بھی انتظام کل کر دونگا۔ فلحال رات بہت زیادہ ہو گئی ہے تو ہمیں نیچے چلنا چاہیے۔۔!!" اس نے نرمی سے ہاتھ بڑھا کر قریب ترین کرتے ہوئے اس کی ناک دبایا۔۔

"کیا مطلب ابراہیم آپ کیسا انتظام کرنے والے ہیں۔۔؟ مجھے کچھ خاص سمجھ نہیں آیا ہے۔۔؟" وہ پریشان ہوئی تھی۔۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ اپنے میکے چلو گی یا پھر اپنی سسرال چلو گی۔۔؟" ابراہیم اس کی کمر کے گرد حصار کیے ہی پوچھا۔۔

"جہاں میرے شوہر چلیں گے میں بھی وہی چلوں گی کیونکہ امی کہتی ہیں کہ شوہر کا گھر ہی لڑکی کا اصل گھر ہوتا ہے، ویسے وہ سچ کہتی تھیں لیکن تب مجھے سمجھ نہیں آتا تھا، اب سمجھ آ گیا ہے۔۔!!" وہ کھلکھلا

اٹھی تھی۔اس کی بات پر ابراہیم بے اختیار مسکرایا تھا اور اسے اٹھائے اپنے کمرے میں لا کر بیڈ پر بٹھایا۔۔کمرے میں آتے ہی وہ سب سوچ کر اس کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگی تھیں۔۔

"خبردار پرنسزا اگر رونے کی کوشش بھی کی تو میں بہت برا پیش آؤنگا اور اس طرح ہتھیاروں سے لیس ہو کر میرے سامنے آنے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔تم تو ایسے ہی میرا دل گھائل کر دیتی ہو۔۔!!"ابراہیم نے اس کا ذہن بھٹکانے کے لئے اپنی ایک آنکھ میچ کر اس سے کہا تھا۔وہ اس کی حرکت پر شرماتی ہوئی اسی کے سینے میں منہ چھپانے لگی تھی۔۔

ابراہیم نے فلک شگاف قہقہہ لگاتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا اور سونے کے لئے لیٹ گیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے بغیر بہت بے سکون تھے لیکن اب ایک ساتھ بہت ہی پر سکون سو رہے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن ریبل کی ساری ٹیم ہی میٹنگ روم میں اکٹھا تھیں۔ہر کوئی پاشا کے کیس پر لگا ہوا تھا۔۔

"سر اس دن ہوٹل میں آگ لگی تھی وہ لگی نہیں تھی بلکہ لگوائی گئی تھی۔ سر وہ بچوں کے لیے نہیں لگی تھی۔ یہ رہے کچھ اہم ثبوت آپ خود دیکھ لیں۔۔"!!

اریبہ نے اسے کچھ چیزیں دی تھی۔۔

"سر فون کال کی ریکارڈنگ کی انفارمیشن نکل چکی ہے جنہوں نے یہ فون کروایا تھا وہ آپ کے گھر کا ہی کوئی فرد ہے۔ کیونکہ لوکیشن وہیں کی دے رہا ہے۔ ہم نے نمبر بھی نکال لیا ہے، سر یہ ہے اس کی انفارمیشن اور ان دونوں کا مطلب ہوٹل اور آپ کے گھر کا کنکشن اس کیس میں ایک ہی ہے۔ سر دیکھ لیجئے ویسے ہی یہ زیادہ بڑا کیس نہیں تھا بلکہ بہت سیمپل تھا کیونکہ یہ ایک گھریلو اٹیک تھا آپ خود دیکھ لیں۔۔"!!

اس نے جب سارا کچھ دیکھ کر ایک ساتھ اٹیچ کیا تو اسے ساری بات فوراً سمجھ میں آگئی تھی اور وہ بنا وقت ضائع کیے گھر کے لئے سب کچھ لے کر نکل چکا تھا۔ اگر وہ اب دیر کر دیتا تو شاید خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

رات کا خوفناک اندھیرا اور تاریکی میں ڈوبی ہوئی وہ بلڈنگ جس کے پچھلے حصے سے داخل ہوتے وہ منہ ڈھکے ہوئے پانچ لوگ جو بنا ڈر و خوف کے اپنا کام سرانجام دینے کے لئے تیار تھے۔۔

سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے بنا کوئی بھی آواز پیدا کیے وہ اپنی منزل کے قریب پہنچ چکے تھے۔ان میں سے دو باہر کھڑے ہوئے تھے اور دو دوسری طرف جبکہ ان میں سے ایک بڑے سکون سے دوسرے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس کی بالکونی سے کود کر دوسری بالکونی میں کھڑا تھا۔۔

اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے اپنے ہاتھوں میں پہنی گھڑی کی اسکرین پر ٹچ کیا اور فوراً اندر داخل ہوا تھا۔۔

ایک کمرے میں جھانکنے پر اسے کوئی نہیں ملا،اس نے فوراً دوسرے کمرے کا دروازہ وا کیے اندر پہنچا۔ مدھم روشنی میں اس سوئے ہوئے شخص پر ایک نظر ڈال کر بڑے ہی شاطرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے اپنی جیب سے انجیکشن نکال کر بڑی ہی صفائی سے اس کی گردن میں پیوست کیا تھا۔۔

وہ شخص چیختا یا اپنا بچاؤ کرتا اس سے پہلے ہی اس نے ایک سے اسے قابو کیے دوسرے سے اپنے چہرے پر سے لگا ماسک ہٹایا تھا۔۔

"تمہیں کیا لگا تھا پاشا کہ تم اس طرح ایک عام انسان کی طرح عام سی بلڈنگ میں رہ کر ایک عام سی زندگی جی کر سب سے چھپ جاؤ گے۔۔؟ اتنے گھناؤنے فعل کے بعد اب اپنا انجام تو بھگت لو۔۔!!" وہ بڑے سکون سے کہتا ہوا اس کے چہرے پر خوف دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔

برے لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچانا ہی اس کی اصل پہچان تھی۔۔ وہ جس خاموشی سے داخل ہوئے تھے اسی خاموشی سے ایک وجود کے اضافے کے ساتھ ہی ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔۔

یہ تھی ریبل کی ٹیم، انہوں نے اب تک پاشا کی کمر توڑنے کے بعد اسی کی کھوج میں لگے ہوئے تھے۔ جب ایک چھوٹے سے کلو ملنے پر باآسانی اس تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اسے دبوچ کر اپنے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں پہنچا کر ہی دم لیا۔۔

یونہی ریبل کی ٹیم ریبل کی ٹیم تھوڑی تھی۔ ان کی یونیٹی ہی ان کا اصل طاقت تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم جیسے ہی گھر پہنچا اس وقت گھر کی خواتین دوپہر میں کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں۔ اسے اس وقت گھر میں دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔۔

اس نے سب کو لاؤنج میں اکٹھا بلایا تھا، زایان کو بھی اس نے فون کر کے بلا لیا تھا، سبھی لوگ پریشان تھے کہ آخر ہوا کیا ہے۔۔؟

"بیٹا کیا ہوا ہے کچھ بتاؤ گے۔۔؟" افغان چودھری نے پریشانی سے پوچھا تھا۔ابراہیم خاموشی سے آگے بڑھ کر روما کے سامنے کھڑا ہوا۔۔

"تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے روما پاشا، کیا تم سمجھ رہی تھی کہ ہم فور سز والے پاگل ہوتے ہیں۔۔؟ اگر ہم نے تھوڑی سی اس میں کوتاہی برتی تھی ناں تو تم نے اس کا غلط اور ناجائز فائدہ اٹھایا تھا۔ تم نے میری بیوی پر اٹیک کروایا تھا، اگر تمہیں بدلہ ہی لینا تھا تو ہم سے لیتی، اس سے لینے کی کیا ضرورت تھی اور یہاں تم نے گھر میں بھی گیم کھیلا، اسے فون کروا کر بلیک میل کروایا، ویسے میں تم سے کبھی اس طرح عزت سے بات نہیں کرتا لیکن زیادہ تم اس کیس میں ملوث نہیں ہو۔ یہ سب تم کسی پرسنل ریزن کی وجہ سے کر رہی تھی اس لیے موقع دیتا ہوں کہ ابھی کے ابھی تم یہاں سے چلی جاؤ۔۔!!" ابراہیم کی بات سن کر سب لوگ دنگ رہ گئے تھے۔اسی وقت دادی آگے بڑھی تھیں اور کھینچ کر اسے ایک تھپڑ مارا تھا۔۔

"تمھیں شرم نہیں آئی انہیں لوگوں کے گھر میں تم نے پناہ لی اور ان لوگوں کے ساتھ یہ سب کرنے لگی، کیوں کیا تم نے ایسا۔۔؟ جانے سے پہلے بتا کر جاؤ۔۔!!" انہوں نے اسے جھنجھوڑ دیا تھا۔۔

"میرا اپنے باپ سے کوئی تعلق نہیں ہے انہوں نے مجھے کبھی پوچھا ہی نہیں کہ میں کیسی ہوں لیکن انہی کا آدمی میرے یہاں ایک انولپ لے کر آیا تھا اور اس میں دعا اور ابراہیم کے بارے میں ساری انفارمیشن تھی، مجھے ابراہیم پسند آگیا تھا اسی لیے میں آپ کے ساتھ یہاں پر آگئی کہ میں سارا کام آسانی سے کرلوں گی، ہاں میں نے ہی اس آدمی سے ہوٹل میں آگ لگوائی تھی جہاں دعا تھی وہیں لیکن معلوم نہیں کیسے یہ بچ گئی اور ان دونوں کے درمیان لڑائی بھی کرائی لیکن پھر بھی یہ ایک ہو گئے۔۔!!" اس کی بات سن کر دعا نے اسے کھینچ کے تھپڑ مارا تھا۔۔

چند پل بعد پولیس آگئی تھی وہاں اور اسے لے کر چلی گئی تھی۔افغان چودھری نے اتنی بڑی بلا ٹل جانے پر فوراً صدقہِ دیا تھا۔۔

پھر اسی وقت انہوں نے تینوں شادیوں کا اور ساتھ ہی عفراء کی رخصتی کا اعلان کیا تھا۔۔

"پرسوں زایان اور ابراہیم دونوں جوڑوں کی ہلدی رہے گی اور اسی دن نبا اور روشان کا نکاح اور عفراء کی رخصتی ہو گی۔ کیونکہ نبا کی رخصتی بعد میں ہو گی تو نکاح ابھی کر دیتے ہیں۔اس کے اگلے دن دونوں بچوں کا ولیمہ رکھ لیں گے۔ ٹھیک ہے ناں بچوں۔۔!!" انہوں نے پھر سب سے پوچھا تھا جس پر سب نے اثبات میں سر ہلایا اور خوشی خوشی شادی کی تیاریوں میں لگ گئے۔۔

ابراہیم تو اب گھر آ گیا تھا اور شادی میں بھی بہت کم وقت تھا تو اس لیے اس نے معلوم نہیں اپنی امی سے کیا بات کہ اور پھر سب کے سامنے ہی دعا کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے کر جانے لگا۔۔

"کیا کر رہے ہیں ابراہیم۔۔؟ کہاں لے جا رہے ہیں مجھے۔۔؟ دیکھیں تو سب لوگ ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔۔!!" دعا نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔۔

"خاموشی سے اچھے بچوں کی طرح چلو۔۔!!" اسے خاموش رہنے کا کہتے ہوئے گاڑی گیٹ سے نکال لے گیا۔ اسے لئے وہ ایک بہت بڑے شاپنگ مال میں گیا تھا۔ گاڑی پارکنگ میں کھڑی کر کے اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے باہر نکلا اور شاپنگ مال کے اندر داخل ہو گیا۔۔

یہ ایک بہت بڑی جویلری شاپ تھی جس میں لے کر وہ اس وقت آیا تھا۔ دعا حیران تھی کہ وہ اس میں کیوں اسے لے کر آیا ہے۔۔؟

ابراہیم اسے ایک کرسی پر بٹھا کر اس میں کام کر رہی ایک لڑکی کی طرف گیا اور اس سے کچھ بات کہ اور پھر دعا کی طرف واپس آیا۔۔

ابراہیم کی حرکتیں دیکھ کر اس کو کچھ کھٹکا تھا، وہ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"آپ یہ کیا کر رہے ہیں ابراہیم۔۔؟"اس نے ڈرتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

"اپنی وائفی کو اور خوبصورت بنانے کا طریقہ ڈھونڈھا ہے۔۔!!"اس نے اپنے لبوں کو دباتے ہوئے اپنی امڑتی مسکراہٹ کو روک کر سرگوشی نما آواز میں کہتے ہوئے اسے ساکت کر گیا تھا۔۔

"ابراہیم نہیں۔۔!!"وہ اس کی بات سمجھ کر فوراً اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر چیخی تھی۔۔

اسے اس طرح حواس باختہ سا دیکھ کر ابراہیم نے اپنا امڑتا قہقہہ روکا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جویلری شاپ میں بنی ایک طرف کیبن میں لے کر چلا گیا۔۔

"مجھے بہت درد ہو گا ابراہیم، نہیں کریں ایسا پلیز۔۔!!"وہ اس کے سینے پر مکے مارتے ہوئے التجاء کرتی رو پڑی تھی۔۔

"بلکل بھی درد نہیں ہو گا، میں ہوں ناں تمہارے ساتھ۔۔!!"اس کی آنکھوں میں نمی محسوس کرتے ہوئے وہ تڑپ اٹھا تھا۔ابراہیم نے اسے تسلی دے کر اس کا سر اپنے سینے سے لگائے ہی اندر آنے والی

لڑکی کو اشارہ کیا۔اس نے بڑی صفائی سے پہلے اس کی ناک پر نشان لگایا تھا پھر فوراً اس کی ناک میں ابراہیم کی پسند کی ہوئی ہیرے کی نوز پن پہنا دیا۔اس کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی۔۔

بہت خوبصورت نوز پن تھی جس میں ایک بڑے سے نگ کے بعد اس میں تین چھوٹے چھوٹے ہیرے کے نگ لٹکے ہوئے تھے۔۔

اس کے جانے کے بعد ابراہیم نے اپنے سینے سے اس کا چہرہ نرمی سے اٹھاتے سامنے کیا تھا اور اس کی آنکھوں سے بہتے اشکوں کو دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا۔۔

ابراہیم کی نظریں اس کی آنکھوں سے ہوتی ہوئی جب ناک پر پڑی تو وہ بے خود ہوا تھا۔۔

وہ اسے اتنی پیاری اور دل کے قریب لگی تھی کی وہ اسی بے خودی میں اس پر جھکا تھا اور اس کی چھوٹی سی ناک پر اپنے دہکتے ہوئے لبوں کو مس کیا۔۔

"آہ۔۔ہ۔۔!!" دعا کے منہ سے درد سے آہ نکلی تھی اور اس نے فوراً ابراہیم کے سینے پر رکھ کر ایک مکا مارا تھا۔اس کے غصے پر ابراہیم نے زور سے قہقہہ لگایا تھا اور اسے لے کر پیمنٹ کرتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔۔

گھر پہنچنے کے بعد سب نے دعا کی ناک دیکھتے ہوئے عش عش کر اٹھے تھے کیونکہ جو کام اب تک کوئی نہیں کر سکا تھا وہ ابراہیم بہت آسانی سے کر گیا تھا۔۔

سب لوگ خوش تھے کیونکہ یہی زندگی ہوتی ہے، جہاں کبھی خوشی ہوتی ہے تو کبھی غم ہوتے ہیں لیکن جب اپنے ساتھ ہوں تو سب آسان ہوتا ہے ۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

ایک ہفتے بعد۔۔ !

ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔گھر کے لان کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ایک گہما گہمی تھی جو پورے عروج پر پہنچ چکی تھی۔۔

اسٹیج پر دو دلہن اور دو دلہا اپنی اپنی نشست پر بیٹھ کر آنکھوں میں خوشیوں کی چمک لئے اپنی دلہنوں کے دلربا انداز پر فدا ہو رہے تھے۔۔

وہیں نبااور روشان کے نکاح کے بعد بھی لڑائی جاری تھی اور عفراء بختیار اپنے بختیار صاحب کا ہاتھ تھامے اپنے بیٹوں کے ولیمہ میں شرکت کرنے کے لئے بڑی شان سے داخل ہوتے ان کے قریب پہنچ گئی تھی۔۔

"ماشاءاللہ ہماری پارٹنر تو آج بختیار ولا کو ہلا کر آئیں ہوں گی۔۔؟ کیوں بڑی سہی کہہ رہا ہوں ناں۔۔؟" ابراہیم عفراء کے گلے لگتے ہی دلاور بختیار کو بیچ میں گھسیٹ کر پھلجھڑی چھوڑی تھی جس پر ایک فلک شگاف قہقہہ لگا تھا اور اس میں سب سے بلند قہقہہ دلاور بختیار کا تھا۔۔

"آپ لوگ فلحال اس پارٹنر کو چھوڑ کر اپنی اپنی پارٹنر پر دھیان دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ چودھری ولا میں بھی زلزلہ نہ آجائے۔۔!!" اس نے لب دباتے ہوئے ان کو مبارکباد دے کر وہ بھی انہیں میں شامل ہو گیا تھا۔۔

ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی جو اس وقت ان کے دروازے پر بڑی شان سے دستک دے رہی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد